تائرسس از صوفیہ ایمان

WWW.NOVELSCLUBB.COM

WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تائر سس

از صوفیہ ایمان

www.novelsclubb.com

آپکے تائر سس کے نام

www.novelsclubb.com

پیشِ لفظ

تائرسس میرا پہلا مکمل ناول ہے۔اسے میں اپنا ڈیبیوٹ ناول بھی کہتی ہوں۔ہر نئے لکھاری کی پہلی تحریر کی طرح یہ ناول بھی اپنی تحریر میں ذرا کچا اور کرداروں میں ذرا ایمیچور محسوس ہو سکتا ہے۔اس کہانی کو لے کے میرے پاس کرنے کو کچھ خاص بڑے دعوے تو نہیں پر یقین سے اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ اس کہانی کو پڑھنا آپکے لیے ایک خوبصورت تجربہ ثابت ہو گا۔

اس کتاب کا نام "تائرسس" مراد ایک ایسا شخص جو آپکو بہت عزیز تھا اور پھر اپنے اُسے کھو دیا۔لیکن حقیقت میں آپ نے اپنی زندگی کے آخری صفحے تک اُسے اپنے ساتھ ہی پایا۔ہر ہر چیز میں اُسکے ساتھ گزرے لمحوں کو محفوظ پایا۔کیونکہ لمحے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تائر سس لمحوں کی کہانی ہے۔

ایک کردار جو لمحوں میں قید تھا۔

اور دوسرا کردار جو لمحوں میں جیتا تھا۔

فہرست

ابی	11
آغازِ انتظار	71
بے خبری	106
قرض، یاد پر بھاری تھا	128

www.novelsclubb.com

اور پچھتاوہ دونوں پر 157

جپسی 188

سول میٹ 222

ایک غلطی،ایک موقع 268

نوروز(آغازِ بہار) 298

عجیب دُنیا، عجیب لوگوں، عجیب کتھائیں 356

نارسائی 393

The road not taken 434

فیصلہ 505

آکسفرڈ،خوشیاں اور لیانا 537

دیباچہ

اس ظالم دنیا میں،
بے حس سی قسمت کے ساتھ
تیزی سے گزرتے وقت ،
اور مشکل سی زندگی میں
ابھی کچھ مہلت ہے باقی
کہ کچھ وقت ساتھ گزارا جائے
کچھ سکھ جی لیے جائیں
کچھ دکھ بانٹ لیے جائیں

ذہن کے تاریک دریچوں میں،

کہیں کچھ لمحے

محفوظ کر لیے جائیں۔

کہ پھر شاید ،

اس ظالم سی دنیا میں،

کسی ظالم سے دن،

ستاروں کی گردش کے زیر اثر

ہماری قسمتیں

اپنے رستے بدل ڈالیں لیں

پھر شاید ایک انتظار ہوگا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ طویل ،یا شاید لا حاصل انتظار

اور اس انتظار میں

تم سے جڑے وہ سب لمحے،

ہی میرے اکلوتے ساتھی ہونگے

www.novelsclubb.com

باب1

الف

صبح کے تقریبا ساڑھے سات کا وقت تھا جب وہ سنسان سڑک کے کنارے موجود فٹ پاتھ پر چلتا چلتا ایک گلی میں مڑا۔عام گلیوں کی نسبت وہ گلی کافی کشادہ اور صاف ستھری تھی۔وہاں ایک ساتھ ترتیب میں درمیانے طبقے کے کافی سارے گھر تھے۔ ہر گھر کی بیرونی دیوار اخروٹ ،خوبانیوں اور باداموں کے درخت سے ڈھکی ہوئی تھی۔ مارچ کے اوائل دن تھے تمام درخت پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔وہ ہمیشہ کی طرح دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتا چہرہ اوپر کو اٹھا کر درختوں پر لگے کچے اور پکے پھلوں کی گنتی کرتا اور دل

www.novelsclubb.com

ہی دل میں حساب لگاتا چلتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک وہ ایک گھر کے آگے رکا۔

باقی گھروں کی نسبت وہ گھر تھوڑا چھوٹا تھا ۔اس نے آگے بڑھ کر لکڑی کا دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹا یا ۔ دروازے کے کھلنے تک وہ دروازے کے پاس پڑی کنکر یو ں کو پاؤں سے ادھر ادھر کرنے لگا۔خاکی پینٹ پر سفید شرٹ اور نیوی بلیو سو یٹر میں کندھے پر بیگ لٹکائے وہ اٹھارہ سالہ لڑ کا بے شک سکول کے لیے تیار تھا۔ سپاٹ چہرے کے ساتھ وہ لکڑی کے دروازے میں جگہ جگہ آ ئی دراڑوں کو دیکھنے لگا کہ اچانک دروازہ کھلا۔وہ مسکرایا۔ اور وہ مسکراہٹ کتنی قیمتی تھی یہ بات صرف دروازے کے دوسری پار کھڑی وہ انیتس سالہ لڑکی جانتی تھی۔ ہلکے رنگو ں کی پھو لدار پیروں تک آتی سکرٹ اوپر سفید بلا وز جسکی آستین اسکے آدھے ہاتھ تک اسکے بازووں کو ڈھکے ہوئے تھیں ۔جس پر اس نے ڈھیلا سا بغیر آستین

کے سویٹر پہن رکھا تھااور سر کو ہلکے سرمئی رنگ کے سکارف سے باند ھ کر سکارف کو پیچھے کی طرف پھینکا ہوا تھا۔ اسکی رنگت انتہائی سفید اور ہلکا سا گلا بی پن لیے ہوئے تھی۔اگر وہ اپنے چہرے پر میچو رٹی اور خاموشی نہ سجائے رکھے تو وہ بمشکل اکیس بائیس سالہ ایک خوبرو لڑکی لگے ۔

"اسلام وا علیکم ۔ "وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم اسلام ۔ "جواباً خوشدلی سے کہا گیا ۔

"ارے ابی باہر کیوں کھڑے ہو اندر آؤ ۔"وہ اپنے گیلے ہاتھ اپنے سویٹر سے پونچھتے ہوئے بولی۔

ابیہان اسکے کہنے پر خاموشی سے اسکے پیچھے پیچھے چل دیا۔ وہ تو کہہ کر اندر جا چکی تھی ، ابیہان نے اندر آکر دروازہ بند کیاپھر ایک نظر آس پاس دوڑائی۔ دروازے سے داخل ہوتے ہی ایک کچا صحن تھا جسکے اطراف میں بہت سے پھولدار گملے پڑے تھے ۔ اس نے ایک

طرف پڑا پودوں کو پانی دینے والا بڑا سا برتن اٹھایا اور ایک ایک کرکے گملوں میں پانی کا چھڑکاؤ کرنے لگا۔بیگ وہ اتار کر دروازے کے ساتھ لگے خوبانی کے درخت کی شاخ پر لٹکا چکا تھا۔

"ارے ابی یہ کیا کر رہے ہو ، تمہارا یونیفارم بھیگ جائے گا۔ادھر اندر آوؤ مجھے تمہیں کچھ دیکھانا ہے۔ "وہ برآمدے سے ہی بلند آواز میں بولی۔

ابیہان نے جلدی جلدی باقی گملوں میں پانی کا چھڑکاؤ کیا پھر برتن ایک طرف رکھ کر درخت سے بیگ اتارتا اندر چلا گیا ۔برآمدے کا فرش کچی زمین سے کچھ اونچا تھا اور لکڑی کا بنا ہوتھا جس کو ابھی ابھی دھویا گیا تھا۔اس بات کا اندازہ ابیہان فرش کی ٹھنڈک سے بخوبی سے لگا سکتا تھا ۔برآمدے سے آگے دو کمرے ، ایک کچن اور گھر کے پچھلے صحن کی طرف کھلتا ایک دروازے تھا۔باہر کی طرف کا برآمدہ کھلا تھا جبکہ باقی کا اندورنی برآمدہ مکمل بند تھا عموماً لاؤنج

کی طرح۔ اندورنی برآمدے میں داخل ہوتے ہی ابیہان کی نظر سامنے پڑے کینوس پر گئی۔ ہمیشہ کی طرح اس کینوس پر بننے والی تصویر اپنی مثال آپ ہوتی۔

"وہ دراصل میں سامان اندر رکھنے گئی تھی۔ "وہ خاموشی سے کھڑا پینٹنگ دیکھ رہا تھاجب وہ آئی جو شاید پینٹنگ کا سامان رکھ کر آئی تھی۔

"یہ بہت اچھی ہے۔"ہمیشہ کی طرح چند الفاظ میں اس نے اس پینٹنگ کی تعریف کی۔

"ہاں اب تو ہو نی ہی تھی۔پہلی نظر اس پر تم نے جو ڈالی ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی

"ارے میں تو بھول ہی گئی مجھے تمہیں کچھ دیکھانا ہے۔"وہ جو پاس پڑی کرسی پر بیٹھ رہی تھی پھر ایک دم کھڑے ہوتے ہوئے بولی اور پھر گھر کے پچھلے دروازے کی طرف چل پڑی۔ ابیہان بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا۔

دروازے پر پہنچ کر اس نے ہنکارا بھرا پھر آنکھیں بند کر کے دروازے کی طرف چہرہ گھما کر الٹی گنتی پڑھنے لگی۔

"تین ،دواور ایک،،"اور پھر ایک پر دروازے کو طلسماتی انداز میں کھو لا گیا۔ ابیہان کچھ پیچھے کھڑا تھا۔اور اس جگہ کھڑے ہو کر سامنے کا منظر اور بھی زیادہ خوبصورت دیکھائی دے رہاتھا ۔ گھر کے پچھواڑے میں لگا کچنار کا درخت اپنے جو بن پر تھا اور پھول کسی ڈرامائی سین کی طرح برس رہے تھے ۔اور کچھ پیچھے دروازے کے عین درمیان میں دروازے کی دہلیزپر کھڑی وہ کسی شہز ادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

وہ اس سب منظر سے محظوظ ہوتا مسکرا رہا تھا جب زیمل کی آواز اس کے کانوں سے ٹکر ائی ۔

"ارے یہاں کیوں کھڑے ہو آگے آجاؤ۔"وہ چہکتے ہوئے بولی اور دروازے کے دوسری پار بنی لکڑی کی منڈ یر کے کنارے ٹانگیں

لٹکا کر بیٹھ گئی۔وہ دروازاہ پار کرکے لکڑ ی کی منڈیر پر آیا اور بیگ منڈیر پر بنی چھت کو سہارا دیے چند ستو نوں میں سے ایک ستو ن پر لٹکا کر وہاں پاس ہی ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا ۔

"کیا اس سال اس درخت پر کوئی پری اتری۔ "وہ پہلی بارہنستے ہوئے بولا تھا۔اس کی بات پر وہ مسکرائی پھر آہ بھر تے ہو ئے بولی ۔

"کاش کبھی میرے کچنار پر بھی پریاں اتریں۔"

"پتا ہے امی ابو کے گزر جانے کے بعددادی ہر شام مجھے یہاں لے کر بیٹھتی تھیں ۔"اس نے فرش پر تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"اور کہتی تھیں کہ زیمل کچناروں پر پریاں اترا کر تیں ہیں ۔پھر وہ مجھے کوئی کہانی سناتیں اور کہتیں کہ کچنار کی پریاں بھی ہر شام کہانیاں سننے آتی ہیں۔لیکن اگر میں کہانی کے درمیان بولی تو وہ ڈر کے اڑ جائیں گی۔ اور پھرنا جانے میں نے کتنی کہانیاں ان کچنار کی پر یوں کو دیکھنے کی خاطر خاموشی سے سنیں۔"وہ یہ کہانی زیمل کے

منہ سے بارہا سن چکا تھالیکن ہر بار اس کے لہجے میں ایک نیا جوش ہوتا حتی کہ اب بذات خود ابی کو بھی پریوں پر یقین آنے لگا تھا ۔

"حقیقت میں پریاں ہوتی ہیں کیابھلا۔"وہ کچنار کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"شش۔۔ش۔۔ش"اس کی اس بات پر زیمل نے اچانک خاموش ہونے کا کہا۔

"یہاں ایسے مت کہو۔میں نہیں چاہتی کہ اگر اس کچنار پر کوئی پری اتری تو وہ تمہاری یہ بات سن کر واپس چلی جائے۔"اس کی شہد سی آنکھوں میں بچوں کی سی خفگی اتر آئی تھی۔

"لیکن میرا یقین ہے کہ اس کچنار پر ہر بہار میں پریاں صرف آپکو دیکھنے ضرور اترتی ہوں گی۔"وہ ٹانگیں ہلاتے ہوئے بولا ۔

ابیہان کی اس بات پر وہ ہنسی اورپھر سر پھینک کر ہنستی چلی گئی۔

"ویسے تو تم کچھ بولتے نہیں اور جب بولتے ہو تو کچھ انوکھا ہی بولتے ہو۔"اور اس کمنٹ پر وہ بھی مسکرایا تھا۔

"ارے میں تو بھول ہی گئی میں قہوہ چولہے پر رکھ کر آئی تھی ،ایک کام کرو تم بھی اندر آجاؤ مل کر پیتے ہیں۔"وہ کہتی اندر چلی گئی۔

وہ قہوہ لے کر کچن سے باہر آئی تو وہ اندرونی برآمدے میں ایک طرف پڑے پیانو پر نرمی سے انگلیاں پھیر رہا تھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"تم اسے بجا سکتے ہو۔"زیمل کی آواز پر وہ چونکا اور فوراً پیانو کے پاس سے ہٹ گیا۔

"مجھے پیانو نہیں بجاناآتا ۔"وہ جلدی میں کہتا میز کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے بھی پیانو بجانا نہیں آتا۔اسے ابو بجاتے تھے۔میں بہت شوق سے سنتی تھی لیکن پھر۔۔۔"وہ اداس ہو گئی تھی۔

"خیر تم قہوہ پیو تمہارے اسکول کا وقت ہو رہا ہے ۔"جتنی دیر میں اس نے قہوہ پیا وہ گھر میں پڑے سارے گلدانوں میں سے سارے

پرانے پھول نکال کر تازہ پھول لگا چکی تھی۔اور ساتھ ساتھ وہ اس کے اسکول کے متعلق پوچھتی جا رہی تھی۔وہ پورے ہفتے بعد آیا تھا سو کرنے کو بہت سی باتیں تھیں ۔ویسے بھی وہ اسکے قہوہ کو بور نہیں بنا نا چاہتی تھی۔اور ابیہان ،اسکی پوری کوشش تھی کہ وہ جتنا ہو سکے دیر سے قہوہ ختم کرے آخر یہی کچھ وقت جو وہ یہاں گزارتا تھا اسکی زندگی کا پر سکون وقت ہوتا تھا ۔

کیو نکہ یہاں وہ" ابیہان پاشا" نہیں بلکہ صرف" ابی" ہو تا تھا۔

❄❄❄

تقریبا آٹھ بجے کا وقت تھا جب وہ پاشا ولا میں داخل ہوا۔اسکا اسکول ساڑھے نو بجے تھا۔سو وہ آرام سے مام ڈیڈ سے مل سکتا تھا جو شاید اب تک اٹھ چکے ہوں۔

"ابیہان "!وہ کچن میں پانی پی رہا تھاجب الماس بیگم کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

"جی مام ۔ "وہ الماس بیگم کی خفگی کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں لاکھ بار سمجھایا ہے کہ ایسی حرکتیں مت کیا کرو۔ آج پھر تم صبح صبح یونیفارم پہن کر گئے تھےاور دیکھو پسینے سے بھیگے ہوئے ہو۔(صاف واضح تھا کہ وہ ایک لمبا سفر طے کر کے آیا ہے) کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے کہ تم ہسپتال میں کسی اور بچے سے بدل گئے ہو۔"

اور اس آخری بات پر وہ طنزاً مسکرایا۔

"کہیں سے نہیں لگتا تم پاشا خاندان کے اکلوتے وارث ہو ، یوں لگتا ہے کسی مزدور کی اولاد ہو۔ذرا برابر بھی احساس ہے تمہیں اپنے باپ کی عزت کا۔"

یہ تو معمول تھا۔کبھی کبھی تو اسے اپنا آپ ایک زبردستی بنائے شہزادے جیسا لگتا تھا،جو اس قید سے رہا ہونے کو بس موقع کے انتظار میں ہے۔

نائٹ گاؤن میں ملبوس اب وہ ناشتہ بناتے نوکروں کو ہدایت کر رہیں تھیں۔

سرخ وسفید پہاڑوں کی ملکہ کی سی الماس بیگم کبھی کبھی کسے ایک ظالم ملکہ لگتی تھیں۔گلاس واپس رکھتا وہ خاموشی سے باہر نکل گیا۔

ایک وسیع لاونج جو صبح کی کرنوں سے آہستہ آہستہ روشن ہو رہا تھا،عبور کرتا وہ سیڑھیاں چڑھ گیا۔سڑھیاں چڑھ کر ٹیرس پر چلتا وہ اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا کہ ایک دم اس نے مڑ کر نیچے دیکھا۔

ایک وسیع وعریض لاونج بلکل کسی دربار کی طرح،ادھر ادھر بھاگتےلاونج کی کھڑکیوں سے پردے اٹھاتے نوکر،لاونج میں پڑا مہنگا ترین فرنیچر،کھڑکیوں پر پڑے قیمتی پردے،چھت سے لٹکتا اعلی

ڈیزائنر کے ہاتھوں بنا وہ نفیس اور بھاری بھرکم فانوس، محل نما یہ حویلی اور باہر کھڑی مہنگی اور یونیک گاڑیاں۔

"وہ ان سب کا مالک ہے۔"اُس نے خود کو باور کروانا چاہا ۔لیکن افسوس!

وہ کچھ بھی محسوس نا کر سکا۔یا شاید وہ کبھی پودوں کو پانی دیتا،کچنار کی پریوں کا انتظار کرتا، اور زیمل سے اپنی ہر بات شیئر کرتا " ابی " سے کچھ زیادہ بننا ہی نہیں چاہتا تھا۔

اور پھرہمیشہ کی طرح " ابیہان پاشا " کو وہیں اپنی دولت کے درمیان ٹیرس پر کھڑا چھوڑ کر ایک پرسکون " ابی " اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

ابھی تھوڑی دیر میں اسے اسکول کے لیے بھی نکلنا تھا۔

پورے ساڑھے نو بجے وہ اسکول کے سامنے کار سے اترا۔پارکنگ ایریا میں گاڑیوں کی ایک لمبی قطار تھی۔وہ بھی گاڑی سے اتر کر اسکول کا گیٹ عبور کر گیا۔داخلے کے بعد ایک لمبی راہداری تھی جو اسے عبور کرنی تھی۔وہ اعلی طبقے کا ہائی اسکول تھا،جہاں یاتو امیر خاندانوں کے چشم و چراغ آتے یا پھر اپنی قابلیت پر سکالرشپ حاصل کرنے والے۔بھلے ہی اسکی مام الماس بیگم ہر سال اپنی این جی اوز میں سے فنڈز کی ایک خطیر رقم اسکول والوں کو دیتی تھیں لیکن پھر بھی وہ ضد کر کے اسکالر شپ پر ہی پڑھ رہا تھا۔

ذہانت کی وجہ سے اسکالرشپ حاصل کرنا اسکے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔اور اسی اسکالر شپ کی وجہ سے اسے اپنے باپ یعنی کہ "برہان پاشا " کی ناراضگی بھی جھیلنی پڑی تھی۔

صبح ہلکی ہلکی ٹھنڈ تھی سو اس نے سویٹر پہن لیا تھی۔لیکن اب سورج بلند ہو چکا تھااور گرمی کے احساس سے اس نے سویٹر اتار کر کندھے پر ڈال لیا۔

وہاں اس ہائی اسکول میں ملکی ،غیر ملکی،مسلم اور نان مسلم ہر طرح کے اسٹوڈنٹ پڑھتے تھے۔او لیولز میں یہ ابیہان کا آخری سال شروع ہوچکا تھا۔ اور اس کے بعد برہان پاشا کی خواہش سے مطابق اعلی تعلیم کے لیے اسے آکسفرڈ یا کیمبرج جانا تھا۔

وہ ذہین بھی تھا اور امیر بھی اوربہت کم لوگ ہیں جنہیں یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ میسر آتی ہیں اور کیمبرج یا آکسفرڈ میں داخلہ لینا اسکے لیے کوئی خاص مشکل بات بھی نا تھی۔ لیکن اصل مشکل کیا تھی وہ ابیہان ہی جانتا تھا۔

مشکل اسکے لیے اسکردو کی یہ بل کھاتی سڑکیں اور یہ گلیاں چھوڑ کرجانا تھا۔مشکل تو اسکے لیے خوبانیاں توڑتے ،پھول گنتےاس بچپن کا

خداحافظ کہنا تھا۔اور سب سے بڑھ کر زیمل کے کچنار پر اترنے والی پریوں کا انتظار، وہ زیمل کے ساتھ بیٹھ کر ان پریوں کو دیکھنا چاہتا تھالیکن اسکا مستقبل۔۔۔

شاید اسکا مستقبل اس سب سے یکسر مختلف تھا۔

وہ ہمیشہ سے ایسا نہیں تھا ۔ایٹتھ سٹینڈرڈ تک باقی امیر زادں کی طرح وہ بھی لا پرواہ اور شرارتی تھا۔ذہین تو وہ بچپن سے ہی تھا لیکن ساتھ ساتھ ٹینس چیمپئن اور بہترین پیانوئسٹ کا خطاب بھی حاصل کر چکا تھا۔باقی رہی کسر امیری نے پوری کر رکھی تھی۔اور یہ سب چیزیں ایک ساتھ اس کی ناک کو اونچا رکھنے کے لیے کافی تھیں۔

www.novelsclubb.com

لیکن یہ تب کی بات ہے جب اس نے اولیو یز میں داخلہ لیا تھا۔

انکی آرٹ ٹیچر کسی وجہ سے چھٹیوں پر تھیں اور انکی جگہ ایک نئ عارضی ٹیچر نے ایک ماہ کے لیے انھیں جوائن کیا تھا۔تمام اسٹوڈنٹس کے آنے سے پہلے ہی وہ کلاس میں موجود تھیں اور شاید کینوس پر کچھ بنا رہی تھیں۔

"السلام وعلیکم اویری ون"وہ سکن کلر کی سکرٹ پر وائٹ شرٹ اور ڈارک براؤن سکارف میں ملبوس تھیں۔

اس اسکول کے ما حو ل کے مطا بق وہ بہت مختلف سی لگیں۔

"میرا نام ز یمل آفندی ہے اور میں ایک ماہ کے لیے آپ لوگوں کو آرٹ کلاسس دوں گی۔امید ہے کہ ہمارا وقت بہترین طر یقے سے گزر ے گا۔"

وہ اپنا تعارف کروا کر اب کینوس اور باقی چیز یں سیٹ کر نے لگی۔لیکن ایک بات جو تھوڑی عجیب تھی۔ وہاں کلاس سے بے شمار دبی دبی آواز یں اور سر گوشیاں زیمل کے کانو ں میں پڑہ رہی تھی۔

"اوکے تو آپ سب تیار ہیں؟"وہ حتی انداز میں مڑ کر بولی۔

لیکن وہاں پوری جما عت کے چہروں پر سوالیہ نشان کے سوا کچھ نہیں تھا۔

"بٹ میم ہم کیا کر یں؟"سوال اٹھا تھا۔

"اوہ۔۔"وہ ایک دم بولی۔

"آپ سب ایک کام کر یں ،کچھ ڈرا کریں ،جو آپکا دل کرے پینٹ کریں۔ "انکی اس بات پر پھر ایک مرتبہ تمام کلاس کو سانپ سونگھ گیا۔

"میم کیا میں بین ٹین کے ایلینز ڈرا کر سکتا ہوں۔ "کہیں سے آواز ابھری

زیمل مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا۔

"اوہ تو میم میں مرمیڈز ڈرا کر سکتی ہوں۔ "اب کی بار اسکے بلکل سامنے بیٹھی بچی بولی۔

"جی میری جان آپکا جو دل چاہے آپ بنا سکتے ہو۔"زیمل نے اسکے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"میم آپکو نہیں لگتا یہ سب فینٹسی اور بچوں کا دل بھلانے والی چیزیں ہیں۔آپ ہمیں اصلی آرٹ کیوں نہیں سیکھا رہیں۔ "

اچانک ایک آواز اُبھری تھی زیمل نے آواز کی سمت نگاہیں دوڑائیں ، بمشکل سولہ سالہ وہ لڑکا سنجیدگی اور خفت بھی نگا ہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟ "وہ بولی۔

"ابیہان پاشا۔ "نہایت کروفر سے جواب دیا گیا۔

"اوہ !تو ابی جان آپکو پتا ہے آرٹ کہتے کسے ہیں؟"

"ابی "کی مٹھاس نے" ابیہان پاشا "کا رعب ایک دم جھاگ کی طرح بٹھا دیا تھا۔

اسکے اس طرح ابی کہنے پر پوری کلاس نے چہرہ گھما کر ابیہان کو دیکھا۔

"کیا یہ تمہاری رشتہ دار ہیں؟"اسکے ساتھ بیٹھے لڑکے نے ٹہوکا دیا۔جواباً ابیہان نے اسے گھورا۔

"آپ نے جواب نہیں دیاابی۔"زیمل اسکی خاموشی دیکھ کر ایک مرتبہ پھر بولی۔خاموشی ہنوز برقرار تھی۔پھر وہ خود ہی گویا ہوئی۔

"کیونکہ آپکو پتا ہی نہیں ہے آرٹ ہوتا کیا ہے۔دراصل اس مشکل اور بھاگتی دنیا میں ابھی بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جو آپکو سکون دیتی ہیں۔لوگ کہتے ہیں کاش لمحے محفوظ کر لیے جائیں،کاش وقت روک لیا جائے۔ارے تو اس میں کیا مشکل ہےاس لمحے کو لکھ ڈالو،اسے پینٹ کر ڈالو یا انہیں کیمرے میں محفوظ کر لو ۔۔۔ وہ ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔"

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگئی۔ پھر اس نے اپنی پشت کلاس کی طرف کی اور کینوس پر کچھ پینٹ کرنے لگی۔پھر ایک دم گویا ہوئی۔

"پتا ہے آپکی زندگی کا ہرہر لمحہ کہیں نا کہیں محفوظ رہ جاتا ہے۔ پھر چاہے وہ کسی ذائقے میں ہو، کسی گانے کے سروں میں یا کسی خوشبو میں۔۔۔ وہ لمحے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔

وہ کہہ رہی تھی او ر پوری کلاس ہمہ تن گوش اسے سن رہی تھی۔یوں لگ رہا تھا کہ جیسے ان کے کان زیمل کی آواز کو ہی ترس رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ کینوس کے سامنے سے ہٹ گئی۔

"واااووووووو۔۔۔"کلاس میں سے یکجا آواز ابھری۔

وہاں کینوس پر ایک لکڑی کے دروازے کے پار جھلکتا چھوٹاسا صحن اور اس میں ایک طرف لگا کچنار کا درخت،جسکے پھول فضا میں

اڑتے پھر رہے ہیں۔درخت کی اوٹ سے کچھ پریاں خود کو چھپانے کی ناکام کوشش میں درخت کے اس پار جھانک رہی ہیں۔

اچانک ریسس بیل بجی۔وہ مسکرائی۔

"اوکے اب آپ لوگ جا سکتے ہیں۔ آئی ہوپ آج کے دن کی طرح ہمارا ہر دن اچھا گزرے۔"

وہ بھی کہہ کر کلاس سے نکل گئی۔

راہداری میں چلتے چلتے اچانک اسے یاد آیا کہ وہ اپنی کتابیں وہیں میزپر بھول آئی ہے۔وہ فوراً واپس کلاس میں گئی۔

اس سے پہلے کہ وہ کلاس میں داخل ہوتی وہ ٹھٹھکی ۔ وہ اس تصویر کے آگے کھڑا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا ابی تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ "زیمل کی آواز پر وہ چونک کر مڑا۔

"کیا تمہیں یہ پسند آئی؟"

"ہاں اچھی ہے لیکن حقیقت میں ایسی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ "وہ ہر حال میں اس تصویر کے طلسم کو توڑنے پر تلا تھا۔

"ایک بات بتاؤ ،تم اتنے حقیقت پسند کیوں ہو ؟ ویسے عمر کیا ہوگی تمہاری؟"وہ میز پر سے کتابیں اٹھاتے ہوئے بولی۔

"سولہ سال۔ "سپاٹ انداز میں جواب آیا۔

"تمہیں نہیں لگتا تم وقت سے پہلے بڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔ابھی تو بچے ہو کھیلو کودو ،اپنی دنیا بناؤ۔"وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔

ابیہان اسے یکسر نظر انداز کرتا وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔بیگ کندھے پر ڈالتا وہ باہر کی طرف گیا پھر ایک دو مڑ کو بولا۔

"کیونکہ میں برہان پاشا کا بیٹا ہوں "ابیہان پا شا" ۔لہجے میں عجیب کاٹ تھی ۔وہ محسوس کر سکتی تھی۔پھر ایک دم بولا۔

"And please don't call me Abbi again. I am not a cry baby who needs any nickname"

اتنا کہہ کر وہ کلاس سے نکل گیا۔

پر زیمل کی مسکراہٹ سمٹ سی گئی تھی۔

اگلے دن صبح اسکول کی لابی سے گزرتے ہوئے وہ آرٹ کلاس کے سامنے سے گزرا۔چلتے چلتے ایک دم رک کر وہ واپس آرٹ کلاس کے دروازے تک آیا۔

وہاں اندر کوئی کینوس پر مصروف تھا۔کینوس اسٹینڈ کے اوٹ میں ہونے کی وجہ سے چہرہ تو چھپا ہوا تھا لیکن بورڈ کے نیچے جھلکتی گرے رنگ کی سکرٹ۔۔

وہ سمجھ گیا تھا وہ کون ہے۔ وہ و ہاں سے جانے ہی والا تھا کہ،

"ابی "!وہ رکنا نہیں چاہتا تھا لیکن آواز نے کسی زنجیر کی طرح اسکے قدم جکڑے تھے ۔

"اندر آجاؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ "اب کی بار زیمل کے لہجہ میں نرمی کچھ کم تھی۔ چاروناچار وہ کلاس میں داخل ہوااور زیمل کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے کہا تھا نا کہ ایسی جگہ حقیقت میں نہیں ہوتی۔"

زیمل نے کچھ توقف بعد کل والی پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا۔فرق صرف اتنا تھا کہ آج اس پینٹنگ میں ایک اور کردار شامل ہوگیا تھا۔ خاکی پینٹ پر سفید شرٹ اور نیوی بیلیو سویٹر پہنے پندرہ،سولہ سالہ ایک لڑکا دروازہ کی چوکھٹ میں ایک پٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اور دوسرے پٹ کے ساتھ اسکا بستہ پڑا تھا۔

"کیا ضروری ہے کہ ہمیشہ گزرے ہوئے لمحوں یا آنکھوں دیکھی چیزوں کو ہی پینٹ کیا جائے۔"

وہ ایک بار پھر گویا ہوئی۔

وہ خاموشی سے اس پینٹنگ کو دیکھتا رہا ۔

"تم جانتے ہو یہ کون ہے؟"

"ابیہان پاشا ۔ "زیمل کے سوال پر وہ بولا۔ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی کہتا کیونکہ وہ حلیہ بلکل ابیہان جیسا ہی تھا۔

"جی نہیں "وہ ایک دم بولی۔

"کیا اس سارے منظر میں تمہیں کہیں ابیہان پاشا فٹ لگ رہا ہے۔ "پھر سوال کیا گیا۔

"بلکل نہیں کیونکہ ابیہان پاشا ایسے منظر کے لیے نہیں بنا۔ "جواب آیا۔آخر وہ بھی ابیہان پاشا تھا۔

"تو پھر کون ہے یہ؟"ابیہان نے خود ہی سوال کیا۔

" یہ ابی ہے۔ "زیمل نے نرمی سے اُسے دیکھا تھا۔اُسکے الفاظ نے جیسے منظر ہی بدل دیا تھا۔

اور وہ ہونقوں کی طرح اسے تکتا رہا۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا۔ابیہان پاشا جاچکا تھا۔ لیکن ابی۔۔۔۔

ابی ابھی بھی اسکے پاس وہیں بیٹھا تھا وہ جانتی تھی۔

❋❋❋

آرٹ کلاس ختم ہوتے ہی تمام اسٹوڈنٹس کلاس سے نکل چکے تھے۔آج زیمل جانے کی بجائےوہیں کلاس میں بیٹھ گئی۔وہ جانتی تھی کہ دو کرسیاں چھوڑ کر تیسری کرسی پر بیٹھا وہ سولہ سالہ بچا اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ چاہے وہ پاشا خاندان کا اکلوتا ،اکڑو وارث تھا ۔پر تھا تو ایک بچہ ہی نا ۔ تمام بچوں کے نکل جانے کے بعد وہ اپنی سیٹ سے اٹھا اور فطری تجسس کے ساتھ زیمل کے پاس پڑی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

وہ کینوس پر مصروف تھی اور دوسری طرف سے خاموشی ہنوز برقرار تھی۔ آخر زیمل نے خاموشی توڑی۔

"تمہاری ہابیز کیا ہیں؟"

"ہوں "!زیمل کے سوال پر وہ چونکا پھر ایک دم خود کمپوز کرتے ہوئے بولا۔

"ہابیز؟۔۔۔۔"پھر یوں بولا جیسے خود سے ہی سوال کر رہا ہو۔

"ہاں ۔مطلب فارغ وقت میں کیا کرتے ہو؟"

"میں فارغ ہوتا ہوں تو کبھی ڈیڈ مجھے گالف کے لیے لے جاتے ہیں۔اکثر مجھے زمینوں اور فیکٹریوں پر بھی لے جاتے ہیں۔اور شاموں کو زیادہ تر مام، ڈیڈ اور میں پارٹیز میں ہوتے ہیں۔"

وہ بہت سوچ سوچ کر بول رہا تھا شاید اسے بہت یاد کر کے بولنا پڑ رہا تھا۔

"یہ سب تو تمہاری مصروفیات ہیں ۔ میں نے تو ہابیز پوچھی تھیں۔"

"میری کوئی خاص ہابیز نہیں۔چھوٹے ہوتے میں مختلف گیمز کھیلتا تھا ۔لائیک ٹینس بھی اور ویڈیو گیمز۔اور ہاں مجھے پیانو بجانے کا بھی شوق تھا۔"وہ بولتے بولتے ایک دم کہیں کھو گیا تھا۔

"تھا۔۔۔؟" وہ برش ایک طرف رکھنے لگی" یوں لگ رہا ہے میرے سامنے کوئی چالیس سالہ آدمی بیٹھا ہے جو کبھی بچپن میں یہ سب کیا کرتا تھا۔"اب کی بار وہ برش رکھ کر مکمل طور پر اس کی طوف گھوم چکی تھی۔

"کیا ابھی تم بچے نہیں ہو؟ میں ستائیس سال کی ہوں لیکن میں تو ابھی بھی خود کو بچہ سمجھتی ہوں۔"وہ کہہ کر پھر ہنس پڑی۔

اور اسکی بات پر ابیہان بھی ہنسا تھا۔ پھر اگلے ہی پل وہ خاموش ہوا۔

"کیو نکہ آپکی زندگی ابیہان پاشا جیسی نہیں ہے۔آپ کو ہر رات یہ سبق پڑھا کر نہیں سلا یا جاتا کہ آپ اس جا ئیداد کے اکلو تے وارث ہیں ۔۔۔۔چند سال بعد آپکو یہ سب ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں،

آپ کو ہر صبح یہ فکر نہیں ہو تی کہ آپ کوزندگی کی اس دوڑ میں سب سے آگے نکلنا ہے سب سے کچھ الگ کرنا ہے۔کچھ بہت بڑا بننا ہے ۔ آپکی زندگی مجھ سے بہت مختلف ہے۔"

ز یمل حیریت سے اسے دیکھے گئی۔ پھر ایک دم سے مسکرا دی۔

اندر ہی اندر یہ سب اسکے لیے کتنا تکلیف دہ تھا اسکا تھکا سا لہجہ زیمل کو سب سمجھا رہا تھا۔

"جو کچھ آپ کہتی ہیں، سب کو سناتی ہیں، زندگی کو جس طریقے سے آپ دیکھتی ہیں ،ابیہان پاشا کبھی چاہ کر بھی نہیں جی سکتا۔"اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو اتھااسکا سر مسلسل جھکتا چلا گیا۔

زیمل نے ایک ہاتھ سے اسکا چہرہ اوپر اُٹھایا۔

"تو کیا ہوا ا بیہان پاشا نہ سہی ابی تو ایسی زندگی گزار سکتا ہے نا۔ " اس نے ابیہان کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ جیسے چٹکیوں میں حل کر ڈالا تھا۔

آج وہ اسکول ٹائمنگ سے بہت پہلے ہی نکل آیا تھا۔صبح کی روشنی ابھی ابھی پھیلنا شروع ہوئی تھی ماحول کی خنکی موجود تھی۔،زندگی میں پہلی دفعہ وہ صبح کا یہ وقت دیکھ رہا تھا۔ ماحول میں ٹھنڈک اور سڑک کے دونوں اطراف میں لگے چیری بلاسم کے درختوں سے جھڑتے پھول ۔

آج "ابی "کی زندگی کی پہلی صبح تھی اور پہلی صبح ہی بہت حسین تھی۔اسکول یونیفارم میں خالی سڑک پر پیدل چلتا وہ کافی دور نکل آیا تھا۔بل کھاتی سڑکوں پر کبھی ایک دم ڈھلان اترتے اور کبھی زور لگا کر چڑھائی چڑھتے ہوئے وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ اور آگے نکل کر متوسط طبقے کی ایک کالونی شروع ہو گئی وہ سڑک سے اتر کر ایک گلی میں مڑا ،گلی دور تک خالی پڑی تھی اور قطار میں موجود گھروں کی دیواروں سے خوبانی اور اخروٹ کے

درختوں کی شاخیں باہر لٹک رہی تھیں۔منہ اٹھا کر ادھر ادھر دیکھتا گلی کا جائزہ لیتے لیتے وہ ایک گھر کے آگے رکا۔

لکڑی کے دروازہ کے ساتھ ایک تختی آویزں تھی جس پر جلی حروف میں" آفندی ہاؤس" لکھاتھا۔ کافی دیر سوچنے کے بعد آخر اس نے کچھ ہمت کی اور دروازہ کھٹکھٹا ہی دیا۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا سامنے زیمل آفندی ہمیشہ کی طرح ایک روشن اور کھلکھلاتاساچہرالیے کھڑی تھی۔

پھر ہنسی دباتے ہوئے زیمل نے دروازہ ایک دم بند کر دیا۔

"کون؟ "لہجے میں مصنوئی عجلت لیے بولی۔

وہ مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"ابیہا۔۔۔۔"وہ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

"ابی"مسکراہٹ کے ساتھ نرم لہجے میں کہا گیا۔

زیمل نے دوبارہ دروازہ کھولا۔

"اوہ ابی آیا ہے۔ آؤ اندر آؤ ۔"

آج اگر اس نئی زندگی کا آغاز کیا ہی گیا تھا تو آخر سہی سے کیا جائے۔

وہ ہچکچا تا خاموشی سے اندر چلا گیا۔اندر صحن عبور کر کے وہ اسے لیئے اندورنی برآمدے میں آگئی۔سامنے گھر کے پچھلے صحن کا دروازہ کھلا تھا وہ منظر دیکھ کر دنگ سا رہ گیا تھا۔

دروازے کے اس پار کچنار کا درخت پھولوں سے لدا ہوا تھا اور فضا میں پتیاں ادھر ادھر اڑ رہی تھیں۔وہ جیسے کسی جادو کے زیر اثر آہستہ آہستہ چلتا دروازے کی چوکھٹ پر آیا۔اپنا بیگ دروازے کے ایک پٹ کے ساتھ ٹِکایا اور خود دروازے کی چو کھٹ میں بیٹھ گیا۔

"کہا تھا نا کہ ضروری نہیں لمحے گزرے ہوئے ہی ہوں کچھ لمحے خود بھی ایجاد کیے جاسکتے ہیں"وہ اسکے پاس چوکھٹ پر آکر بیٹھ گئی۔

"اور پریاں۔۔۔؟ "وہ ایک دم بولا۔جس پر زیمل ہنسی۔

"انکو دیکھنے کے لیے تمہیں اس کچنار کے نیچے بیٹھ کر ایک لمبا انتظار کرنا ہو گا،میری طرح۔"زیمل کے اس جواب پر وہ سوالیہ انداز میں اس دیکھنے لگا۔

"پتا ہے کچنار کی پریوں کو کہا نیاں بہت پسند ہیں، تم سناؤ گئے کہانیاں؟"

"کہانیاں ؟"وہ حیران ہوا۔

"لیکن مجھے کہانیا ں نہیں آتی ۔"

"نہیں تم کچھ بھی سنا سکتے ہو ۔"زیمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کسی کے دکھ اور آپ بیتیاں سننا پسند کرتی ہیں"وہ اداسی سے بولا ۔

www.novelsclubb.com

"ہاں کچھ بھی۔"

اور پھر اس دن کے بعد سے ابی اور زیمل نا جانے کتنی کہانیاں اس کچنار کے نیچے بیٹھ کر ایک دوسرے کو سنائیں۔

کچھ دکھ ،

کچھ سکھ ،

اور کچھ آپ بیتیاں۔

آج اسکول سے واپسی پر موسم کافی خراب تھا۔ابھی گاڑی گھر سے کچھ فاصلے پر ہی تھی کہ بارش شروع ہو گئی۔ابیہان خاموشی سے گاڑی کی کھڑکی سے سر لگائے باہر دیکھ رہا تھا۔اچانک اُسکی نگاہ دور، سڑک کی ڈھلان پر سے ریڑھی بھگا کر لے جاتے ایک شخص پر پڑی، ریڑھی پر موجود سامان ایک ترپال سے اچھے سے ڈھک دیا گیا تھا۔اور سامان پر ایک چھ سات سالہ بچہ اپنی پُشت باپ کی طرف کیے بیٹھا تھا۔منہ اُپر اُٹھائے، بازو کسی پرندے کی طرح مکمل کھولے وہ بارش اور سواری دونوں کے مزے لے رہا تھا۔

اور پھر اگلے کچھ لمحوں میں منظر، بارش سے دھندلاتے شیشے کے پیچھے چُھپ گیا۔ابیہان نے ایک آہ بھری تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ گھر کے سامنے وجود تھے۔ڈرائیور نے گاڑی اندر لا کر کھڑی کی اور تیزی سے گاڑی سے اتر کر ڈگی سے چھتری نکالی اور ابیہان کے لیے دروازہ کھولا۔

ابیہان نے بیگ کندھے پر ڈالا اور ڈرائیور کے ہاتھ سے چھتری پکڑتا گاڑی سے باہر نکل آیا۔وہاں لائن میں کھڑی پانچ گاڑیوں کو عبور کرتاوہ لان کے ساتھ بنی اینٹو ں کی سڑک پر سے گزر رہاتھاکہ اسکی نظر لان پر پڑی اس نے ایک آہ بھری اور چھتری سے چہرہ چھپاتا اندر کی طرف چل دیا۔

www.novelsclubb.com

وہاں لان میں لگے بڑے سے ٹینٹوں میں میڈیا والوں کا ایک جم غفیر تھا۔ملک کی ایک نامور سیاسی ٹیم کے ممبر یعنی کہ برہان پاشا اپنی

پریس کانفرس میں مصروف تھے۔الیکشنز سر پر تھےسو یہ سب تو معمول کی بات تھیں۔

کمرے میں آکر اس نے بیگ ایک طرف رکھا اور خود اے سی آن کر کے وہیں بیڈ پر لیٹ گیا۔ لیٹنے سے پہلے اس نے تمام پردے ہٹا دیے شاید باہر کے موسم کی خوبصورتی اسکے کمرے کے ماحول کو بھی کچھ پر سکون کر سکے ۔ شیشے کے اس پار سرمئی بادلوں سے ڈھکا آسمان اور شیشے پر پھسلتی بارش کی بوندیں۔وہ کافی دیر تک شیشے کی سطح پر پھسلتی بوندوں کی دوڑدیکھتا رہا کبھی ایک بوند تیزی پکڑ لیتی اور کبھی دوسری۔ وہ اس سب سے محظو ظ ہو رہا تھا۔

اب وہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی چیزمیں بھی خوشی تلاش کرتا تھا۔ بقول زیمل کے" بھلے ہی زندگی کی حقیقتیں بہت تلخ ہیں لیکن زندگی کے بعض حقائق انتہائی خوبصورت اور پر

سکون ہیں اور کوشش کرو کہ ایسی حقیقتوں کو وقتاًفوقتاً ڈھونڈتے رہوزندگی تھوڑی آسان لگنے لگے گی۔"

"آہ۔۔آہ "اس نے ایک آہ بھری اچانک سے اسکا دل زیمل سے ملنے کو مچلنے لگا تھا۔پھر ایک نظر اس نے باہر کے موسم پر ڈالی اور ہنستا ہوا بستر سے اٹھ گیا۔

"اب اگرایسے موسم میں بھی میں یوں ہی اپنے کمرے میں بیٹھا رہا تو زندگی کا ایک خوبصورت دن ضائع کر دوں گا"

اور پھر وہ یہ موسم کچنار کو پریوں کے ساتھ مکمل انجوائے کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

گرے کلر کے ڈھیلے سے ٹراوزر پر سفید ٹی شرٹ اور نیچے سادے سے سلیپرز۔ بے شک ابیہان پاشا کے لیے وہ رف اور ناپسند حلیہ ضرور تھا لیکن ابی۔۔۔

ابی کے لیے وہ اسکا من پسند حلیہ تھا۔وہ بغیر کسی کو بتائے گھر سے نکل آیا۔پیدل چلتے چلتے و ہ گھر سے کافی دور نکل آیا۔بارش کا زور کچھ کم تھا۔لیکن پھر بھی ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی۔سو وہ ایک ہاتھ میں پکڑی چھتری اپنے اوپر تانے اور دوسرا ہاتھ ٹراوزر کی جیب میں ڈالے بل کھاتی سڑک پر چلتا جارہا تھا۔سڑک کی اطراف میں لگے درخت ادھر ادھر لہرا رہے تھے اور بارش سے بھیگ کر بھاری ہوتے پھولوں سے خود کو آزاد کررہے تھے۔۔سڑک کے اطراف کی کچی زمین چیری بلاسم کے گلابی اور سفید پھولوں سے مکمل ڈھک چکی تھی۔گیلی مٹی میں پھولوں کی خوشبو کی آمیزش ماحول کو کچھ اور

خوبصورت بنا رہی تھی۔وہ کارتول کی سیاہ سڑک سے اتر کر کچی زمین پر آگیا ۔

چلتے چلتے وہ زیمل کے محلے میں داخل ہوچکا تھا۔ جلدہی وہ بارش میں دھلی دھلی سی زیمل کے گھر کی گلی میں مڑ گیا ۔قطار میں بنے گھروں کی بیرونی دیواروں پر سے لٹکتی شاخیں دھل کر کچھ اور تروتازہ سی دیکھائی دیتی تھیں ۔وہاں نیچے خوبانیاں اور اخروٹ ٹوٹ کر گرے پڑے تھے۔اس نے جھک کر ایک خوبانی اٹھائی اور ٹراوزر سے رگڑ کر صاف کرتا اسے کھانے لگا۔

"واہ یہ تو کافی مزیدار ہے۔ "منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا اور پھر چار پانچ خوبانیاں اور اٹھائی اورزیمل کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ بجانا چاہا ،پر یہ کیا۔

وہ دروازہ کیسے بجائے ایک ہاتھ میں خوبانیاں اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی چھتری۔ اس نے ایک نظر اپنے ہاتھوں پر ڈالی اور دوسری گھر کے دروازے پر۔

اس سے پہلے کہ وہ پاؤں سے دروازہ بجاتا، دروازہ خود ہی کھل گیا۔اور دوسری طرف کھڑی زیمل اسے دیکھ کر مسکرائی۔وہ حیران رہ گیا۔

"آپکو کیسے پتا کہ کوئی آیا ہے۔"پھر کھسیاناسا ہنس دیا۔

بارش کا زور بڑھنے لگا تھا۔

"ارے یہیں کھڑے رہو گےاندر آجاؤورنہ ہم دونوں بھیگ جائیں گے ۔ "بات بدلی گئی(زیمل سر پرہاتھوں کا چھاتابناتے ہوئے بولی اور بھاگ کر اندرونی برآمدے میں چلی گئی۔

ابیہان کی حیرت ابھی باقی تھی۔اس نے دروازہ پیر سے بند کیااور برآمدے کی طرف چل دیا۔لیکن برآمدے میں پہنچ کر وہ رکااور

واپس گردن موڑ کر گھر کے بیرونی دروازے کی جانب دیکھا۔اور پھر جو اس نے دیکھا وہ اسے حیران کر دینے کے لیے کافی تھا۔

دروازے کی اندر کی جانب سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔حالا نکہ وہ تو صرف بند کر کے آیا تھا۔ پل بھر کے لیے وہ ٹھٹکا ۔اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔پھر وہ کندھے اچکاتا اندر چلا گیا۔

زیمل کے گھر میں ایسی چیزیں معمول تھیں۔پر وہ ابھی بھی اِن سب کا عادی نہیں ہو پایا تھا۔

اور یقیناً صحن کی دیوار کے ساتھ، قطار میں پڑے گملوں کے پیچھے چھپی وہ ننھی پریاں بھی پیٹ پکڑ کر ہنس رہی ہوں گی۔

چھتری کو سکھانے کی غرض سے وہ چھتری کو وہیں برآمدے کے سرے پر دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ آیا۔اندر آکر وہ سیدھا کچن میں گیا،خوبانیا ں ایک پلیٹ میں رکھیں اور زیمل کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"کیا کر رہی تھیں آپ۔"خوبانی منہ میں ڈالتاوہ زیمل سے مخاطب ہوا جو پیانو کے پاس بیٹھی تھی۔وہ پیانو کی کیز کو دباتی کچھ ٹرائے کر رہی تھی لیکن وہاں سے کچھ بے ڈھنگے سر نکل رہے تھے ۔

"میں اسے بجانا چاہ رہی تھی لیکن پتا نہیں اسے کیا ہوا ہے۔"وہ اداسی سے بولی۔

"رکیں۔۔ ذرا مجھے دیکھائیں۔"ابیہان بولتا ، وہاں پیانو کے نزدیک آیااور اسکا اوپر کا کور اٹھا کر اندر ایک دو ہاتھ مارے پھر اسے واپس رکھ دیا۔

اسکی تاروں میں کچھ خرابی تھی جواس نے ٹھیک کر دی تھی۔

"لیکن مجھے تو پھر بھی بجانا نہیں آتا۔دراصل ابو ہمیشہ ایسے موسم میں پیانو بجا تے تھے اور میں اور امی بیٹھ کر سنتے تھے۔"زیمل نے ابیہان کی گود میں پڑی پلیٹ سے ایک خوبانی اٹھا تے ہو ئے کہا پھر خوبانی منہ میں ڈالتی وہاں سے اٹھ گئی اور پچھلے صحن کے دروازے میں جاکر بیٹھ گئی۔

زیمل کی اداسی ،ابیہان کو چبھی تھی۔ پل بھر کو تو وہ زیمل کی پشت تکتا رہا تھا

۔

۔

۔

www.novelsclubb.com

اچانک زیمل کے کانوں سے پیانو کی آواز ٹکرائی۔زیمل نے گردن موڑ کر دیکھا۔وہ ابیہان تھا۔آنکھیں بند کر کے تھوڑی قدرے اٹھائے وہ بہت مہارت سےانگلیاں پیانو کی کیز پر چلا رہا تھا۔

ابھی کچھ مہلت ہے باقی

کہ کچھ وقت ساتھ گزارا جائے

کچھ سکھ جی لیے جائیں

کچھ دکھ بانٹ لیے جائیں

ذہن کے تاریک دریچوں میں

کہیں کچھ لمحے،

محفوظ کر لیے جائیں۔

پہلے حیرت اور پھر مسکراہٹ، زیمل کے چہرے پر بیک وقت یہ دونوں ہی چیزیں ابھری تھیں۔

کچھ دیر وہ ابیہان کو دیکھتی رہی پھر واپس چہرا موڑ کر باہر کی طرف دیکھنے لگی۔اُسے اچھا لگتا تھا،جب جب ابیہان،یوں اپنے اندر قید ابی سے ملتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسکے پاس آکر بیٹھ گیا۔دروازے کے پار لکڑی کی منڈیر بارش کی وجہ سے بھیگ چکی تھی اور کچنار کا درخت بھی دھل کر کچھ اور خوبصورت دیکھائی دے رہا تھا۔ کچنار کی زمین سے گیلی مٹی کی بھینی بھینی سی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

"میرے بچپن کی ایک خوبصورت یاد کو تازہ کر نے کے لیے شکریہ ابی۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

جواباً بس وہ مسکرا سکا تھا۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے ؟"پھر کچھ توسط سے گویا ہوا۔

"ہاں پوچھو۔"

"آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟"وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا مباد کہ کچھ غلط نابول دے ۔

زیمل مسکرائی۔

"کسی پری زاد کا انتظار کر رہی ہوں ۔"

"پری زاد؟"وہ حیرت سے بولا۔

"ہاں۔جب کچنار کی پریاں آئیں گی تو ان کے ساتھ پری زاد بھی تو ہوگا نا تو بس پھر میں اس سے شادی کر لوں گی۔"وہ سنجیدگی سے بول رہی تھی۔اور وہ بھی ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

اور پھر۔۔۔۔۔۔۔پھر جاندار قہقے بلند ہوئے۔وہ دونوں ہی ہنس رہے تھے۔

صاف معلوم ہوتا کے اِس منظر میں موجود افراد ہنسنے اور ہنسانے کے ماہر تھے۔

یہ زندگی کو گزارنے کا ان دونوں کا اپنا ہی انداز تھا۔

"اور پھر؟"ہنسی قابو کرتے ہوئے بولا۔

"پھر میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی۔"زیمل کچنار کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

لیکن اسکی اس بات پر ابیہان کی ہنسی تھم چکی تھی۔

"زیمل چلی جائے گی!" یہ الفاظ سننے میں ہی اس کے لیے اتنے تکلیف دہ تھے یہ وہ ہی جانتا تھا۔

زیمل اسکا چہرہ ایک دم اترتا ہوا دیکھ چکی تھی۔

"ارے مزاق کر رہی ہوں بھلا زیمل اپنے چھوٹے سے ابی کو چھوڑکر تھوڑی چلی جائے گی۔" وہ اسکے بال بگاڑتے ہوئے بولی ۔

"جب تک یہ کچنار یہاں ہے میں یہاں سے کہیں نہیں جاوں گی۔"

ابی مسکرادیا تھا۔

لیکن صرف ابی کو ہی نہیں صحن میں لگے اس کچنار کے درخت کے پیچھے چھپی پریاں جو زیمل کی اس بات پر ایک دم بے چین ہوئیں تھیں وہ بھی جیسے اسکے آخری الفاظ سن کر پر سکون سی ہوئی تھیں۔

سکردو پر ہمیشہ کی طرح مکمل طور پر بہار چھائی ہوئی تھی ۔تا حد نگاہ سیاہ کارتول کی سڑک اور اسکے اطراف میں لگے چیری بلا سم کے پھولو ں سے لدے درخت۔اچانک دور سے چند سیاہ گاڑیاں نمودار ہوئیں سب سے آگے لیٹیسٹ ماڈل کی سیاہ رنگ کی کار اور پیچھے ایک عدد گارڈز سے بھری جیپ اور اس سے پیچھے لگاتار تین بکتر بند گاڑیاں ۔آگے پیچھے وہ تمام گاڑیاں پاشا ولا کے اندر داخل ہوئیں اور پھر پارکنگ لائن میں باری باری داخل ہوتی گئیں۔

سب سے پہلے رکنے والی گاڑی سے ڈرائیور اترا اور بھاگ کر پیچھے کا دروازا کھولا۔ برہان پاشا اپنی پر اعتماد اور بارعب شخصیت کے ساتھ کار سے اترے اور اندر کی طرف بڑھ گئے۔

آج ابیہان نے اسکول سے آف لیا تھا۔دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔وہ ناشتہ کرنے کے لیے نیچے آیا تھا۔اور پھر خانساماں کو ناشتے کا بول کر خود وہ لاؤنج میں بیٹھ گیا۔وہ آئی فون پر اسکرولنگ میں

مصروف تھا جب اچانک برہان پاشا یعنی کہ اسکے ڈیڈ اوران کے پیچھے انکی گارڈز فوج لاؤنج میں داخل ہوئے۔وہ ایک دم بے سکون ہو گیا تھا۔

نہ ہوتے ہوئے بھی باپ کا احترام تھا کہ وہ یوں اچانک اٹھ کر وہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔

گارڈز لاؤنج میں پھیل چکے تھےاور برہان پاشا ،ابیہان کے ساتھ صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔

"خیریت آج ابیہان پاشا گھر میں کیسے؟ "وہ خوشگوار موڈ میں تھے۔

"موڈ نہیں تھا آج اسکول جانے کا۔"

اس نے موبائل ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔اچانک برہان صاحب کا فون بجنے لگا۔انکے پیچھے کھڑے سیکرٹری نے جس کے ہاتھ میں فون تھا کال ریسیو کی۔دوسری طرف کا مدعا سن کر اس سے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھا اور برہان صاحب سے مخاطب ہوا۔

"خلیل صاحب کے سیکرٹری کا فون تھا۔ اسکے مطابق خلیل صاحب نے وہ زمین بیچنے سے انکار کر دیا ہے۔وہ کہ رہے ہیں کہ انھیں آپ سے بڑی پارٹی مل گئی ہے۔"

ابیہان نے برہان پاشا کا ایک دم تنتا چہرا دیکھ لیا تھا۔

"تو پھر کیا جواب دوں انھیں؟"سیکرٹری جواب کا منتظر تھا۔

پھر اچانک برہان پاشا کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری۔

"کال کاٹ دو۔"

سیکرٹری نے فوراً کال کاٹ دی۔

"آگے کیا حکم ہے سر؟ "وہ پھر بولا۔

"اسکا ایک بیٹا بھی ہے نا جو دماغی طور پر تھوڑا معذور ہے۔کیا نام کیا ہے؟ اور عمر کیا ہوگی بھلا اسکی؟ "وہ ٹھوڑی کھجاتے ہوئے بولے۔

"جی ارسلان نام ہے اسکا ۔اور عمر۔۔ عمر اپنے چھوٹے صاحب جتنی ہی ہوگی۔"سیکرٹری ابیہان کی طرف اشارہ کر تے ہوئے بولا۔

ابیہان کے کان اچانک کھڑے ہوگئے، شاید اس بات چیت میں کچھ دلچسپ تھا۔

"ہاں تو بس پھر کل ملاقات کراؤ اس سے ہماری۔ "برہان پاشا ہنستے ہوئے بولے۔

"پر سر وہ تو ایب نارمل ہے بیچارہ ۔ "سیکرٹری نے کچھ بولنا چاہا۔

"یہ تو خلیل صاحب کو سوچنا چاہئے تھا نا کہ انکا ایک بیٹا ہے اور وہ بھی ایب نارمل ہے بیچارا۔چچ۔۔چچ۔۔چچ۔۔ "مصنوئی افسوس کا اظہار کر تے ہوئے انھوں نے سامنے میز پر پڑا اخبار اٹھایا اور پڑھنے لگے۔

اچانک سب سمجھ آنے پر ابیہان کا منہ کھل گیا ۔وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"ڈیڈ اس میں اس بیچارے کا کیا قصور ہے ؟"آخر وہ بول ہی پڑا۔

برہان پاشا ہنسے اور پھر اخبار کا صفحہ پلٹتے ہوئے بولے۔

"قصور نہیں اس کی بد قسمتی ہے کہ وہ خلیل والی کا بیٹا ہے ۔"

پھر اخبار سے ذرا سا چہرہ نکالتے ہوئے بولے ۔

"اور تمہیں خوش ہو نا چاہیے کہ تم برہان پاشا کی اولاد ہو۔"

اتنا کہہ کر وہ دوبارہ اخبار میں مشغول ہو گئے۔

ابیہان کچھ دیر، کسی سکتے سے اپنے باپ کو دیکھتا رہا تھا، جنکی نظر میں انسان کی قیمت ایک کھوٹے سکے سے بھی کم تھی۔

"لیکن میں اسے اپنی بد قسمتی سمجھتا ہوں ڈیڈ۔"

ایک عرصے سے دل میں چھپی بات آخر اس کی زبان پر آ ہی گئی۔ کہتا وہ اُٹھا اور وہاں سے چلا دیا۔

اس کے جانے کے بعد برہان پاشا نے نگاہیں سکیڑتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ ابیہان پاشا تو نہیں تھا۔"

انہوں نے دل میں سوچا ۔

"نظر رکھو ذرا اس پر ۔"

انہوں نے سیکر ٹری کو اشارہ کیا اور پھر اخبار میں مشغول ہو گئے۔

❋

آج وہ دو دن بعد زیمل کی طرف آیا تھا۔

زیمل صحن کی دیوار کے ساتھ پڑے گملوں میں لگے پودوں کی کانٹ چھانٹ میں مصروف تھی۔اور وہ پاس صحن کی کچی زمین پر پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ٹھوڑی گھٹنوں پر جمائے ایک ہاتھ اس نے ٹانگوں کے گرد لپیٹ رکھا تھااور دوسرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے وہ مٹی میں نقش نگاری کر رہا تھا۔کبھی دائرے بناتا یا کارٹونز بناتا اور پھر انہیں مٹاتا وہ کافی دیر سے اس کام میں مصروف تھا۔

"اگلے ماہ تمہارے فائنل ایگزامز ہیں نا؟"

وہ مصروف سے انداز میں بولی ۔

"جی۔"

"پھر اس کے بعد کیا ارادہ ہے؟"

"کچھ نہیں پھر یہیں کسی کالج میں چلا جاوں گا میں چلا جاؤں گا۔"

"لیکن تمہارے ڈیڈ تو تمہیں آکسفرڈ بھیجنا چاہتے ہیں نا؟"وہ تو اپنے دھیان میں بول گئی لیکن ابیہان کا ہاتھ ایک دم تھما تھا۔

"لیکن میں اتنی دور نہیں جانا چاہتا کہ آپ سے روز مل نہ سکوں ۔"وہ اداسی سے بولا۔

"تم صرف اس لیے اپنے ڈیڈ کے خواب، جوانہوں نے تمہارے متعلق دیکھ رکھے ہیں تو نہیں توڑ سکتے نا۔"

زیمل نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"میں نے اپنے باپ کا ہر خواب پورا کرنے کا ٹھیکا تو نہیں اٹھا رکھا ۔"

زیمل کے ہاتھ ایک دم رُکے ، اسے لگا شاید وہ وہی دو سال پہلے والا ابیہان پاشا ہے۔

"اونہہ ۔غلط بات ہے۔اپنے ڈیڈ کے بارے میں ایسا نہیں کہتے۔"

وہ فوراً وہاں سے اٹھا اوراندر کی طرف چلا گیا۔زیمل نے ایک آہ بھری ۔وہ ناراض ہو گیا تھا ۔وہ جانتی تھی۔اس نے کٹائی کے اوزار وہیں زمین پر رکھے اور اسکرٹ سے ہاتھ صاف کرتی اندر چلی گئی۔

وہ پچھلے صحن کے دروازے میں بیٹھا تھا ۔وہ بھی وہیں آگئی ۔

"ابی۔۔۔"وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔جس پر ابی نے چہرہ کچھ اور جھکا لیا شاید وہ رو رہا تھا۔

"مجھے یہاں سے کہیں نہیں جانا۔"وہ بھیگے لہجے میں بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے بولااور اس کا انداز ایسا تھا کہ زیمل کو لگاشایدوہ ساری زندگی ،اب اس دروازے سے ہی نہیں اٹھنے والا تھا۔

"چند سال کی ہی تو بات ہے پھرتم واپس یہیں آجاؤ گے اپنے اسکردو میں۔اور پھر ان چند سالوں میں نہ ہی میں کہیں چلی جاؤں گی اور نہ یہ کچنار اورنہ ہی اس کی پریاں۔"

وہ نرمی سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بول رہی تھی۔

وہ فوراً وہاں سے اٹھا اور بھاگ کر بیرونی برآمدہ پار کر گیا۔وہ زیمل کے سامنے رونا نہیں چاہتا تھا یا شاید اسے زیمل کی باتوں سے خوف آ رہا تھا۔

کچھ بچپنا تھا کچھ خوف۔

وہ اس کے پیچھے نہیں گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور ویسے بھی وہ اب تک اس کے گھر کی گلی بھی مڑ چکا ہوگا۔

وہ وہاں سے اٹھی اور کمرے کی طرف چلی گئی۔اس نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک لفافہ نکالا اور پھر وہیں بیڈ پر بیٹھ کر اسے کھولنے لگی۔وہ میڈیکل رپورٹس تھیں جن کے مطابق مریض کینسر کے آخری اسٹیج پر تھا۔وہ یہ رپورٹس کئی بار پڑھ چکی تھی۔پر اس نے سب سے اوپر لکھے مریض کے نام کو زیر لب دہرایا تھا۔

"زیمل آفندی۔"

ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

اس نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور اپنی سسکیوں کو دبانا چاہا۔

وہ بہت عرصے سے ابی کو یہ بات بتانا چاہتی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ اس بات پر ٹوٹ جائے گا۔ اس نے فوراً رپورٹس کو واپس فائل میں ڈالا اور دراز میں ٹھونس دیں۔

روتے روتے وہ ابھی زیمل کے گھر کی گلی مڑا ہی تھا کہ اچانک کسی نے اسے سخت گرفت میں لیا اور اس کے چہرے کو رومال سے ڈھانپ دیا۔ ابیہان نے خود کو چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن بے سود۔

www.novelsclubb.com

کہ پھر شاید ،

اس ظالم سی دنیا میں،

کسی ظالم سے دن،

پھر آہستہ آہستہ اس کے ہوش وحواس جواب دینے لگے اور وہ ان ہاتھوں میں ہی ڈھلک گیا۔

کہ پھر شاید ،

اس ظالم سی دنیا میں،

کسی ظالم سے دن،

ستاروں کی گردش کے زیر اثر

ہماری قسمتیں

اپنے رستے بدل ڈالیں لیں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com

باب2

آغازِ انتظار

اسکی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک سیلن زدہ کمرے میں پایا۔کچھ لمحے تو اسے یہی اندازہ کرنے میں گزر گئےوہ ہے کہاں اور وہ یہاں آیا کیسے۔

وہ فرش پر بیٹھا تھا۔کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔لیکن کمرے کی ایک دیوار پر بنی اونچی سی کھڑکی جو شاید روشن دان تھا۔ اس سے روشنی کی کچھ کرنیں اندر جھانک رہی تھیں۔

وہاں پاس زمین پر ایک بوسیدہ سا میٹرس اور کچھ جلی ہوئی سیگریٹ بکھری پڑی تھیں۔وہ مکمل پسینے میں شرابور تھا۔جیسے جیسے وہ اپنے حواس میں لوٹ رہا تھا۔اسے اپنا سانس گھٹتا محسوس ہورہا تھا۔اس نے کھڑا ہونا چاہا لیکن پھر اچانک لنگڑاتا ہوا گرگیا۔وہ اپنا سیدھا پاؤں بالکل بھی محسوس نہیں کرپارہا تھاشاید کافی دیر سے ایک جگہ بیٹھنے سے وہ سن پڑ گیا تھا۔

اس نے لٹوں کی صورت میں ماتھے پر چپکے بالوں کو ہاتھ سے ہٹایا۔اسے سخت الجھن ہونے لگی تھی۔پھر اس نے اندازا اپنے پیر کو چھوا ،آنکھیں ذرازیادہ کھول کر اس سمت دیکھا۔

وہاں اس کے پاؤں میں بیڑی ڈلی ہوئی تھی جس کی زنجیر پاس دیوار میں لگے کنڈے سے بندھی ہوئی تھی۔اسکی وحشت میں کچھ اضافہ ہو گیا ۔حرکت کرنے پراب اسکے سن پاؤں میں چونٹیاں دوڑنے لگیں۔

"یہ بس ایک برا خواب ہے۔"نا جانے وہ خود کو کیا باور کروانا چاہتا تھا ۔اور پھر اتنا کہہ کر اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

سیلن زدہ کوٹھری سے اٹھتی بو ہنوز اسکے نتھنوں میں گھسی چلی جارہی تھی اور پاؤں میں دوڑتی چونٹیاں بھی جاری تھیں ۔

کچھ لمحے آنکھیں بھینچے رکھنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

کچھ نہیں بدلا تھا ۔ وہ ابھی تک اس سیاہ کوٹھری میں ہی بیٹھا تھا۔

اچانک اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا" کیا وہ اغوا ہوگیا ہے ؟ " اس نے خود سے سوال کیا۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ۔میں۔۔میں ابیہان پاشا ہوں۔۔ میں اغوا نہیں ہو سکتا۔"اس پر وحشت طاری ہو رہی تھی ،جیسے جیسے وہ سوچتا چلا جا رہا تھا خوف بڑھ رہا تھالیکن پھر بھی وہ اس حقیقت کو جھٹلانے میں تلا تھا۔

کچھ ہمت کرکے وہ پھر کھڑا ہوا اور لنگڑاتا ہوا روشن دان کی طرف گیا وہ روشن دان اونچا تھالیکن اس حد تک نیچے تھا کہ وہ پاوں کے پنجوں بل اونچا ہو کر باہر جھانک سکتا تھا ۔اس نےروشن دان کی سلا خوں کو پکڑا اور اونچا ہو کر باہر کی طرف جھانکا۔ باہر کا منظر دیکھ کر گمان ہوتاتھا جیسے وہ دنیا سے ہی کٹ گیا ہو۔

وہاں باہر حد نگاہ گندم کے کھیت تھے۔جن پر سے شاید حال میں ہی کٹائی کی گئی تھی۔اور پیچھے رہ جانے والے چھوٹے چھوٹے سنہرے سٹے وہ دور تک دیکھ سکتا تھا۔

زمین کے درمیان کہیں کہیں کوئی درخت کھڑا تھااور جہاں زمین ختم ہوتی وہاں آسمانوں سے باتیں کرتے اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے۔ اسکی نظریں پہاڑوں سے ٹکڑا کر لوٹ چکی تھیں کیونکہ اس سے آگے کیا تھا وہ نہیں دیکھ سکتاتھا۔زمیں سے اُٹھے اسکے قدم واپس

زمین پر لگ گئےاور مایوس نظریں واپس موڑ تا سلاخیں چھوڑ کر ہاتھ جھاڑتا وہ وہیں نیچے بیٹھ گیا۔

"زیمل۔"وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"وہ وہاں سے نکلا ہی کیوں؟ "وہ پچھتا رہا تھا۔

باہر آہستہ آہستہ شام اتر رہی تھی جسکی وجہ سے کمرے میں آتی روشنی بھی مدھم پڑ نے لگی تھی۔اور اسکی وحشت میں مزید اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

شاید رات کوئی نو یا دس کا وقت تھا جب ایک جیپ دور کھیتوں کے درمیان موجود کچی سڑکو ں پر نمودار ہوئی۔کھیت مکمل طور پر خاموشی میں ڈوبے ہوئے تھےاور انکے آگے کھڑے پہاڑ بھی شاید اب تک سو چکے تھے۔

جیپ اس بوسیدہ سی کوٹھری کے آگے آکر رکی۔کوٹھری کے باہر کا سیمنٹ جگہ سے اکھڑا ہوا تھااور دیواروں میں کئی دراڑیں بھی موجود تھیں۔

جیپ سے، سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس ایک آدمی اوردو گارڈزاترے اورکوٹھری کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

اچانک دروازے کے پار ہونے والی کھڑ کھڑاہٹ سے وہ جاگ گیا تھا۔روتے روتے کب اسکی آنکھ لگی اسے پتا ہی نہ چلا۔وہ آنکھیں مسل رہاتھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور وہ سیاہ شلوار قمیض والا شخص اور وہ گارڈز اندر داخل ہوئے۔

وہ سیاہ شلوار قمیض والا شخص۔۔۔ابیہان اسے جانتا تھا۔وہ ۔۔۔وہ خلیل والی کا اسیسٹنٹ سیکٹری تھا اسکے دماغ میں جھماکہ ہوا ۔

"تم۔"ابیہان آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔لہجے میں غصہ تھا،بے بسی سی۔

اتنی دیر میں وہ شخص ہاتھ میں پکڑی لالٹین کمرے کے ایک کونے میں رکھ چکا تھا۔

"تم ۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے اغوا کرنے کی۔ جانتے ہو میں کون ہوں ابیہان پاشا ہوں برہان پاشا کا بیٹا۔"ابیہان دیوانا وار چلانے لگا تھا۔

وہ شخص بالکل اسکے سامنے بیٹھا اور مسکرایا ۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اگر تم اپنے باپ کے نام کا گردان کرنے لگو گے تو میں خوف زدہ ہوجاؤں گا اور تمہیں جانے دوں گا۔"وہ کہتا قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

"برہان پاشا ابھی اسی وقت تمہیں یہاں گاڑ سکتا ہے سمجھے ۔"ابیہان غصے میں اسکا گریبان پکڑے چلایا تھا۔

"اوہ ۔"وہ شخص ایک دم پیچھے کو ہوا۔

"میں تو ڈر گیا ۔"اور پھر ہنسنے لگا۔

ابیہان کے لیے یہ بے عز تی کی حد تھی ۔اسکا چہرہ غصے سے سرخ پڑنے لگا تھا۔

"کیا ہو اگر میں برہان پاشا کی اولاد کو آج یہاں گاڑ دوں۔"اس نے زمین تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

"کیا کرسکے گا برہان پاشا بتاؤ ذرا؟"

ابیہان کے اعصاب ڈھیلے پڑے، غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔اس شخص کے گریبان پر اسکی گرفت ڈھیلی پڑ گئی وہ وحشت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

اس شخص کا کام ہو چکا تھا ۔ جس خوف کے برف تلے وہ ابیہان کو دبانا چاہتا تھا وہ دبا چکا تھا۔ پھر وہ شخص وہاں سے کھڑا ہوا اور کونے میں پڑی لالٹین کو روشن دان میں رکھنے لگا۔

"شاید برہان پاشا کو سمجھ جانا چاہیے کہ آگ سے کھیلنا اتنا آسان نہیں۔"پھر وہ واپس جانے کے لیے مڑا۔

"اور اگر وہ آگ ان دیکھی ہو تو ۔"پھر اتنا کہہ کر وہ اور اسکے گارڈز کمرے سے نکل گئے۔وہ دروازہ باہر سے لاک کرکے اب جیپ اسٹارٹ کر رہے تھے۔اور تھوڑی دیر بعد سب ویسا واپس ہی ہوگیا جیسا ان کے آنے سے پہلے تھا۔بس فرق اتنا تھا کہ سیاہی میں ڈوبا کمرہ کچھ روشن ہوگیا تھا۔

ابیہان ابھی تک اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہا تھا۔

"کیا ہو اگر میں برہان پاشا کی اولاد کو آج یہاں گاڑ دوں؟"اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے ۔اچانک اس نے ایک جھرجھری لی۔ آج پہلی بار وہ موت کر اتنے قریب سے دیکھا تھا۔الفاظ تھے کہ اسکے ارد گرد گھوم رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیا کرسکے گا برہان پاشا بتاؤ ذرا؟"

خوف کی برف میں تہہ بہ تہہ اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

"اور تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تم برہان پاشا کی اولاد ہو ۔"اسے لگا کہ یہ الفاظ اسکا گلا گھونٹ دیں گے۔

اچانک ہواکا ایک زور دار جھونکاآیا اور روشن دان میں پڑی لا لٹین بجھ گئی۔کمرہ مکمل سیاہی میں ڈوب چکا تھا اور باہر کہیں دور الوؤں کی آوازیں آرہی تھیں۔اب کی بار برف کا پورا تودہ گرا تھا اور اسےلگا کہ آج رات وہ اس خوف کی برف تلے دب کر مر جائے گا۔

❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄

جب اسکی آنکھ کھلی تو باہر کافی دن چڑھ چکا تھا۔وہ بالکل بھی اندازہ نہ کر پایا کہ وہ کتنی دیر سوتا رہا۔ابھی بھوک کی شدت سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔اچانک سے گرمی کا بھی احساس ہوا۔وہاں کوٹھری میں اس روشن دان کے سوا ہوا کا کوئی اور راستہ بھی نہیں تھا۔اوپر سے

اسکی ناک میں گھستی بو۔اس نے آس پاس نگاہ دوڑائی اسے پانی کی سخت طلب ہو رہی تھی۔لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

اسے اپنی حالت پر شدید غصہ آیا۔اس نے غصے سے بھینچا ہاتھ زور سے زمین پر دے مارا۔اور پھر اگلے لمحے خود ہی تکلیف سے بلبلا اٹھا۔

ابھی وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنا تکلیف والا ہاتھ سہلا ہی رہا تھا کہ اسے لگا کہ شاید کوئی دروازے کے اس پار کنڈی کھول رہا ہے۔امید کی لہر اسکے وجود میں دوڑی۔

دروازہ کھلتے ہی سامنے وہی خلیل والی کا سیکرٹری اور اسکے ساتھ اسکے دو غنڈے نما گارڈز کھڑے تھے۔ اوراگلاسانس اُسکے گلے میں ہی اٹک گیا۔

www.novelsclubb.com

ان میں سے ایک گارڈ نے پانی کی ایک بوتل ابیہان کی طرف اچھالی جو ابیہان نے فوراً پکڑ لی اور جلدی جلدی اسے کھول کر پینے لگا۔ آدھی بوتل غٹاغٹ چڑھا جانے کے بعد وہ سیدھا ہوا۔

"تم لوگ میرے ڈیڈ سے جتنا چاہو پیسہ مانگ سکتے ہو۔ وہ تمہیں دے دیں گے لیکن پلیز مجھے جانے دو۔"بولتے بولتے اسکا انداز ملتجی ہوگیا تھا۔آنسوؤں کا ایک گولہ اسکے سینے میں اٹک رہا تھا۔

سیکرٹری مسکرایا۔

"تمہارے باپ کو تو کانوں کان خبر بھی نہیں کہ تم کہاں ہو۔"

"تو تم نے ابھی تک انھیں بتایا کیوں نہیں ۔"ابیہان حیرت سے بولا۔

اتنے میں وہ سیکٹری اتنے موبائل فون سے ایک آڈیو آن کر چکا تھا

"تم کل رات سے گھر میں کیوں نہیں ہو؟"وہ برہان پاشا کی آواز تھی۔

جواباً ایک اور آواز ابھری۔

"ڈیڈ میں کچھ دنوں کے لیے اپنے دوستوں کے ساتھ پہاڑوں پر گھومنے گیا ہوں۔آپ فکر نہ کریں۔"وہ آواز ۔

وہ آواز تو ابیہان پاشا کی تھی۔

ابیہان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یہ --یہ کیا ہے --یہ میں تو نہیں۔کیا کر رہے ہو تم لوگ ۔میرے باپ کو سچ سچ کیوں نہیں بتا رہے کہ میں یہاں ہوں۔"مارے غصے اور خوف کے ابیہان کے لیے بولنا مشکل ہوتا جارہا تھا۔

پھر اس شخص نےایک ویڈیو آن کی اور سکرین ابیہان کی طرف گھمادی۔

ابیہان آنکھیں پھاڑتا اس سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

وہاں ویڈیو میں اسکا ہم عمر ہی ایک لڑکا کرسی پر بیٹھا تھا اسکے ہاتھ اور پاؤں بندھے تھے۔کرسی کے آس پاس موجود چند لوگ اس لڑکے کو چھیڑتے اور مذاق اڑاتے اسے ستا رہے تھے۔وہ لڑکا کچھ نا سمجھنے کے انداز میں بس منہ اٹھائے ادھر ادھر دیکھ رہاتھا۔

ابیہان اسے جانتا تھا ۔وہ خلیل والی کا ایب نارمل بیٹا ارسلان والی تھا۔

پھر اچانک وہ بچوں کی طرح گلا پھاڑ پھاڑکر رونے لگااور ہچکیوں کے درمیان وہ اپنے ماں باپ کو پکار رہا تھا۔اور اسکے آس پاس کھڑے لوگ قہقے لگاتے اسکا مذاق اڑا رہے تھے۔

ویڈیو ختم ہو چکی تھی اورسیکرٹری نے فون واپس جیب میں ڈال لیا تھا

ابیہان نے بمشکل تھوک نگلا۔وہ بالکل اندازہ نہیں کر پا رہا تھا کہ آگے کیا ہوگا۔وہ سوالیہ انداز میں تینوں کر دیکھ رہا تھا۔

"باندھو اسے ۔"اچانک سیکٹری غُرایا۔

وہ دونوں گارڈز اسکی جانب بڑھے۔

"نن۔۔۔نن۔۔نہیں مجھے ہاتھ بھی مت لگانا تم لوگ شاید بھول رہے ہو میں کون ہوں۔"اس نے بلبلاتی آواز میں اپنا رعب قائم کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بہت بری طرح ناکا م ہورہا تھا۔

وہ اپنی سخت گرفت میں اسے پکڑ کر باندھ رہے تھے۔ابیہان نے خود کو چھڑانے کی بھرپور کوشش کی پر اسکی طاقت انکے سامنے کچھ بھی نہ تھی انھوں نے اسکے ہاتھ پشت کی طرف باندھ دیےاور اسے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا دیا۔اور پھر اسکے پیروں کو بھی باندھ دیا۔

"تم لوگوں کو زمین نہیں بیچنی نہ بیچو لیکن میری ڈیڈ سے بات کرادو۔میں کہوں گا تو وہ خلیل صاحب کے بیٹے کو چھوڑ دیں گے۔"ابیہان نے ملتجی انداز میں ایک آخری کوشش کرنا چاہی۔لہجہ رُندھاہواتھا۔

سیکرٹری قہقہہ مار کر ہنسا۔

www.novelsclubb.com

"بات زمین کے ایک ٹکرے کی نہیں ہے ابیہان صاحب ۔بات اس تکلیف کی ہے جو برہان پاشا سب کو دیتا ہے۔آج ارسلان صاحب تو کل کوئی اور۔لیکن اگر اس سب میں کہیں ابیہان پاشا کا نام بھی

شامل ہوجائےتو کھیل کا مزہ تو تب آئے گانا۔"بولتے بولتے اس نے جیب سے ایک سیگریٹ نکالی اور لا ئیٹر سے اسے جلایاایک کش لگا کر اس نے دھواں ابیہان کے چہرے پر چھوڑا۔

ابیہان دھویں کے اتنے نزدیک ہونے پر کھانسنے لگا۔

پھر ایک دم اس نے لائیٹر ابیہان کے چہرے کے بالکل سامنے جلایا۔ابیہان اسکی تپش اتنی ناک پر محسوس کو سکتا تھا۔وہ کبھی لائیٹر کو گھورتا تو کبھی سیکٹری کو۔

"اسے پیچھے کرو۔" تپش سے اسکی ناک پر جلن ہونے لگی تھی۔اس نے چہرہ جھٹکتے ہوئے کہا۔

پھر ابیہان نے پھوک مار کر اسے بجھانا چاہا۔

سیکرٹری نے غصے میں لائیٹر واپس کھینچ لیااور جلتاہوا سگریٹ ابیہان کے ماتھے میں ایک طرف بھنوؤں سے تھوڑا اوپر مسل کر بجھا دیا۔

ابیہان تکلیف سے بلبلا اٹھااسے لگا جیسے کوئی جلتی ہوئی سلاخ اسکے سر میں گھس گئی ہو ۔پھر سگریٹ وہیں نیچے پھینکتا سیکٹری وہاں سے اُٹھااور گارڈز کو اسے کھولنا کا اشارہ کرکے باہر نکل گیا۔

گارڈز نے اسکی رسیا ں کھولیں ۔ابیہان زمین پر اُندھاہوا تھا۔ایک گارڈنے اُسے پاوں کی ٹھوکر سے پرے کیا تھااور پھر وہ وہاں سے نکل گئے۔

رسیاں کھلتے ہی وہ وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن ٹھوکر پر وہ وہیں دوہراہو کر گر گیا۔

"مام۔۔ڈیڈ۔۔"وہ تکلیف سے رو رہا تھا۔

"زیمل ۔۔"وہ روتے ہوئے اسے پکاررہا تھا۔

"زیمل پلیز یہاں آجائیں۔۔پلیز۔"

"زیمل"

www.novelsclubb.com

اس دن اس نے پکا عہد کیا تھا کہ اس دفعہ جب ابیہان اسکی طرف آئے گا تو وہ اسے سب بتا دے گی۔لیکن اس دن کے بعد وہ دوبارہ آیا ہی نہیں۔

اسکی خالہ کا بھی گاؤں سے خط آیا تھا کہ وہ گاؤں آجائے ۔تاکہ بچی کچھی زندگی اپنوں میں گزار سکے ۔اسکا بھی کچھ یہی ارادہ تھا لیکن وہ ابی کا انتظار کر رہی تھی۔

"اب کی بار اس سے آخری ملاقات ہو گی۔"اسے یہ سوچ کر تکلیف ہو رہی تھی۔آخر کو وہ اسکا بیسٹ فرینڈ تھا۔

"لیکن وہ اس دن کے بعد دوبارہ آیا ہی نہیں۔۔۔۔۔شاید وہ ناراض ہے ۔"یہ بات کس سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔وہ کافی دیر سے وہیں بڑے صحن میں دیوار کے ساتھ پڑے گملوں کے آس پاس ٹہل رہی تھی۔اسکا دھیان دروازے میں ہی اٹکا ہوا تھا۔

"شاید وہ اب آجائے۔"اور اسی انتظار میں وہ پچھلے ڈیڈھ گھنٹے سے وہیں ٹہل رہی تھی۔

اسکی اداسی اپنی جگہ۔۔ مگر وہاں پاس پڑے گملوں کے پیچھے چھپی ننھی پریاں اسکی اداسی دیکھ کر بے چین ہوئے جارہی تھیں۔

آج کا پورا دن بھی گزر چکا تھا۔باہر ایک بار پھر شام اتر رہی تھی۔ایک طرف بھوک اور خوف سے برا حال تھا اور دوسری طرف اسےاپنے باپ پر شدید غصہ آرہا تھا۔ عجیب بسےبسی تھی برہان پاشا بغیر یہ جانے کہ جو آگ وہ لگا رہا ہے اسکا اپنا بیٹا بھی اسی میں جھلس رہا ہےاور اپنے غرور میں خلیل والی کو تکلیف دینے کی ہر ممکن کوشش کررہے تھے۔

"اب وہ کیا کرے ۔"اس نے جھنجھلا ہٹ میں اپنے بال نو چنا شروع کر دیے۔

اچانک اسے کچھ آوازیں سنائی دیں۔اس نے فوراً کھڑے ہو کر روشن دان سے باہر جھانکا۔وہاں باہر دو بچے ایک گیارہ،بارہ سال کا اور دوسرا پانچ ،چھ سال کا تھا۔وہ وہاں کوٹھر ی کے پاس سے کنکریاں اکھٹی کررہے تھے۔

"شش۔۔شش۔۔شش۔"ابیہان نے انہیں بلانا چاہالیکن وہ تب تک کنکریاں جیبوں میں بھرتے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔شام ڈھل جانے کی وجہ سے شاید وہ اپنے گھروں کو پہنچ جانا چاہتے تھے۔

"ارے ۔۔رکو۔۔سنو۔"وہ پکارتا ہی رہ گیالیکن وہ بچے وہاں سے جا چکے تھے۔

اس نے مایوسی سے سر جھکا کر ماتھا وہیں روشن دان پر ٹکا دیا۔ایک آنسو گال پر لڑ کھڑاتا ہوا نیچے گرااور سیلن زدہ زمین میں جذب ہوگیا۔

اچانک کوٹھری کا دروازہ کھلا۔ وہ جو روشن دان کی سلا خیں پکڑے کھڑا تھا ایک دم پلٹا۔

دروازے سے چار لوگ اندر داخل ہوئے ۔تین شکلیں تو وہیں تھیں جو وہ پہلے دیکھ چکا تھا مگر چوتھاچہرہ۔۔۔

وہ چوتھا چہرہ ۔۔خلیل والی خود تھے۔

"باندھو اسے ۔"خلیل والی چلاتےہوئے بولے انکی آنکھیں شدت سے سرخ ہوگئی تھیں۔گارڈزاور سیکرٹری فوراً سے آگے بڑھے سیکرٹری نےکمرے کی چھت پر لگے کنڈھے سے رسی گزاری اور رسی کا دوسرا سرا گارڈز کے مضبوط ہاتھوں میں جکڑے ابیہان کے پیر کو باندھ دیا۔

www.novelsclubb.com

پیر باندھ کر سیکٹری نے رسی کا دوسرا سرا کھنچا۔جس پر ابیہان زمین پر گھسیٹاپھر ایک دم ہوا میں معلق ہوگیا۔اسے لگا اسکے جسم کا ساراخون اسکے دماغ میں گھسا چلا آرہا ہو۔

آج زندگی میں پہلی دفعہ اسے قربانی پر لٹکے بکرے جیسی فیلنگز آرہی تھیں۔اتنے دیر میں خلیل والی اپنے موبائل میں ایک ویڈیو آن کرچکا تھے۔اپنے ساتھ ہونے والے سلوک پر ابیہان کے آدھے ہوش وحواس تو پہلے ہی غائب ہو چکے تھے۔

خلیل والی نے موبائل کی سکرین ابیہان کے چہرے کے جانب کی اور کچھ فاصلے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

ویڈیو میں انکا بیٹا یعنی ارسلان والی چھت سے الٹا لٹکا تھا اور اونچی اونچی رو رہا تھا۔خلیل والی کی آنکھوں میں غصہ اور شدت سے اتر آیاتھا۔خوف سے ابیہان کا جسم کانپنے لگا۔پھر ویڈیو میں ارسلان کے پاس کھڑے ایک آدمی نے ایک زور دار ڈنڈا اسکی ٹانگوں کی پشت پر مارا جس پر وہ چیخااور اور شدت سے رونے لگا۔

ابھی اسکی چیخیں ابیہان کا دل دہلا رہی تھیں کہ اچانک ایک زور دار لکڑی کا پھٹا اسکی ٹانگوں پر مارا گیا۔وہ چیخ اٹھا۔پھر دوسرا اور پھر تیسرا۔

(اور تمہیں خوش ہونا چاہئے کے تم برہان پاشا کی اولاد ہو۔)

ابیہان کی چیخوں میں ارسلان کی آواز کہیں دب چکی تھیں۔اور وہ چیخیں پہاڑوں میں۔

اچانک اسے مارتے ہاتھ رک گئے۔وہ کھوتے حواس اور ادھ کھلی آنکھوں سے بمشکل سامنے کا منظر دیکھ پارہا تھا۔

سیکڑی نے ٹھنڈے پانی کی پوری بالٹی اسکے چہرے پر انڈیل دی۔جس پر اسکے چودہ کے چودہ طبق روشن ہوچکے تھے۔

سامنے ویڈیو میں ارسلان ابھی تک اُلٹا لٹکا رو رہا تھا۔

"تم میرے باپ کو بتا دو وہ ارسلان کو چھوڑ دیں گے"ابیہان بمشکل سانس لیتے ہوئے بولا۔

"تمہارا باپ؟برہان پاشا ہاں؟"خلیل والی نے فون واپس جیب میں ڈالا اور غصے میں ابیہان کی جانب لپکا۔

ایک مٹھی میں اس نے ابیہان کے بال بھینچ لیے اور دوسرے ہاتھ کا مکا بنا کر تابڑ توڑ ابیہان کے جسم پر برسانے لگا۔

"ابے تیرے باپ کی تو۔"خلیل والی برہان پاشا کا سارا غصہ ابیہان پر اتار رہا تھا۔

چیخ چیخ کر ابیہان کا گلا بیٹھ چکا تھا۔آخراپنا غصہ اتار کر خلیل والی ہانپتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے۔

ابیہان کے منہ سے نکلتا خون قطرہ قطرہ زمین پر گر رہا تھا۔وہ اپنے باقی کے حواس بھی کھو چکا تھا۔

اسے کچھ ہوش نا تھا کہ رات کا کونسا پہر تھا خلیل والی کے پیچھے پیچھے اسکا سیکرٹری بھی نکل چکا تھا۔

گارڈز نے ابیہان کی رسی کھولی جس پر وہ دھڑام سر کے بل زمین پر آ گرا۔درد کی ایک شدید لہر اسکے سر میں اٹھی اس نے دہر ے ہوتے ہوئے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ اتنا ہی دیکھ سکا کہ گارڈز دروازہ دوبارہ لاک کر کے جاچکے تھے۔نقاہت سے اسکا سروہیں ڈھلک گیا۔

جہنم۔

ایک آخری لفظ جو سکے دماغ میں اُبھرا تھا۔

وہ جہنم جو اُسکے باپ نے اُسکے لیے خریدی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیمل نے ابھی ابھی خالہ کا خط طے کرکے واپس لفا فے میں ڈالا تھا۔وہ اس سے گاؤں آنے کا سخت مطالبہ کررہی تھیں۔خط لیکر وہ وہیں بیرونی برآمدے کی زمین جو کہ صحن کی کچی زمین سے کچھ

اونچی تھی پر ٹانگیں لٹکا ئے بیٹھ گئی۔اس نے ایک اداس نظر دروازے پر ڈالی۔

"شاید وہ ابھی آجائے۔"

انتظار اِتنا طویل کیوں ہوتا جارہا تھا۔اُسے آنے میں اِتنا وقت کیوں لگ رہا تھا۔

پر اسے نہیں آنا تھا سو نہ آیا۔

زیمل کو پورے جسم میں عجیب تھکن سی اترتی محسوس ہو رہی تھی۔وہ ستون کا سہارہ لیتی کھڑی ہوئی اوراندر چلی گئی وہ ابیہان سے ملے بغیر نہیں جانا چاہتی تھی

لیکن۔۔۔

www.novelsclubb.com

اسکے جسم کا پور پور درد کررہا تھا۔کوٹھری میں پھیلتی ہلکی ہلکی روشنی اسے حواس میں واپس لا رہی تھیں۔اس نے آنکھیں کھولتے ہی ادھر

ادھر ہاتھ مارا ۔اچانک اسکا ہاتھ پاس پڑی پانی کی بوتل پر پڑا۔ اس نے جھپٹنے کے انداز میں بوتل اٹھائی اور پانی پینے لگا۔

پانی ختم ہو چکا تھا لیکن اسکی پیاس ابھی باقی تھی۔اس نے خالی بوتل واپس پھینک دی۔اچانک اسے باہر بچوں کی ہنسنے کی آوازیں سنائی دی۔۔وہ بجلی کی تیزی سے اٹھااور روشن دان سے باہر جھانکنے لگا۔باہر وہی کل والے دو بچے ،کوٹھری کے پاس لگے بیری کے درخت سے بیر توڑ رہے تھے۔

"سنو۔۔۔میری مدد کرو۔"ایہان نے بولنا چاہا۔دودن سے خالی پیٹ اور پھر کل کی مار۔نقاہت بھری آواز بمشکل سلاخوں سے ٹکرا کرواپس اس تک آگئی۔اس نے غصے میں زورزور سے سلاخیں پیٹنا شروع کردیں۔

"میری مدد کرو۔۔۔پلیز۔۔۔سنو۔"وہ پوری قوت لگا کر چیخ رہا تھا۔لیکن اچانک وہ بچے بیروں سے بھرے دامن پکڑے وہاں سے بھاگ گئے۔

"نہیں ۔۔رکو ۔۔۔میری مدد کرو۔"لیکن وہ کافی دور نکل چکے تھے۔ چیخنے سے اُسکے زخمی ہونٹ رِسنے لگے تھے وہ مایوس نگاہوں کے ساتھ واپس زمین پر بیٹھ گیا۔

اچانک اسکا سارا جسم پھر دُکھنے لگا تھا۔اس نے اپنے ہاتھوں سے دکھتے جسم کو سہلایا۔

"شاید وہ یہیں مر جائے گا اور اسکے باپ یعنی برہان پاشا کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوپائے گی۔"اور تمہیں توخوش ہونا چاہیے کہ تم برہان پاشا کے بیٹے ہو۔"وہ الفاظ بھی کسی جلتی سلاخ سے کم نہ تھے۔

باہر اس نے جیپ آکر کھڑے ہو نے کی آواز سنی۔اب کے وہ ڈر نہیں رہا تھابلکہ اپنے جسم کو ایک نئے تشدد کے لیے تیار کررہا تھا۔

سارا دن وہ مار کھاتا رہا ،چیختا رہا، بلبلاتا رہا۔لیکن اسکی چیخیں باہر کھڑے پہاڑوں سے پار بالکل نہیں جا سکتی تھیں وہ جانتا تھا۔شاید شام کا وقت تھاجب اچانک اسے مارتے گارڈزکا ہاتھ سیکٹری کے فون کی رنگ ٹون پر رکا۔

سیکٹری نے انھیں رکنے کا اشارہ کیا اور موبائل کان سے لگاتا،کال اٹینڈ کرنے لگا۔

"ارسلان صاحب بازیاب ہو گئے ہیں؟"وہ فرط مسرت سے بولا۔

"اللہ کا شکر ہے سر اوکے سر۔۔۔۔"وہ خوشی سے بول رہا تھا۔

"اور اِسکا کیا کرنا ہے؟"اس نے ایک کٹیلی نظر ابیہان پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر ۔"جواب موصول ہوتے ہی سیکٹری نے کہا اور کال منتقع ہوگئی۔

گارڈز نے سوالیہ نگاہوں سے سیکٹری کی جانب دیکھا۔سیکٹری نے انہیں پیچھے ہٹنے کا کہا اور خود ابیہان کی رسی کھولنے لگا۔

ابیہان کو لگا شاید وہ اسے آزاد کرنے والے ہیں۔رسی کھولتے ہی وہ دھڑام سے زمین پر گرا۔سیکٹری نے رسی گارڈز کی طرف اچھالی اور مسکراتا ہوا زمین پر ابیہان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تمہیں پتا ہے جب گندم کی فصل کٹ جاتی ہے تو پیچھے رہ جانے والے سٹوں کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے ؟"وہ عجیب خباثت کے ساتھ گویا ہوا۔

www.novelsclubb.com

ابیہان نے نہ سمجھی کے انداز میں انکار میں سر ہلایا۔

وہ قہقہ مارتا کھڑا ہوا اور گارڈز سے مخاطب ہوا۔

"پچھلے کافی دنوں سے خلیل صاحب نے گاؤں والوں کو گندم کی کٹائی کے بعد آگ لگانے سے منع کررکھا تھا۔ابھی جاتے ہوئے ان سے کہہ دینا کہ خلیل صاحب نے اجازت دے دی ہے ۔"وہ کہتا ابیہان پر ایک حقارت بھری نظر ڈالتا باہر نکل گیا۔پیچھے پیچھے گارڈز بھی کر دروازہ باہر سے بند کرچکے تھے۔اور ابیہان ابھی تک نہ سمجھی کی حالت میں دروازے کو گھورہاتھا۔

باہر سورج تقریبا نظروں سے اوجھل ہو چکا تھالیکن کھیتوں پر ہلکی ہلکی رو شنی ابھی بھی بکھری ہو ئی تھی۔

ابیہان اپنا جسم سہلاتا دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھاکہ اچانک اسکے نتھنوں سے ایک عجیب وغریب سی بو ٹکرائی۔بو کو پہچاننے میں اسکے دماغ نے کچھ وقت لیا۔لیکن پھر اچانک سے ایک جھماکا سا ہوا۔

"مٹی کا تیل۔۔"وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"مٹی کے تیل کی بو کہاں سے آرہی تھی۔"وہ خود سے سوال کرتا کھڑا ہوا اور روشندان سے باہر جھانکنے لگا۔

باہر دور کھیتوں میں کچھ لوگ بڑے بڑے کینز پکڑے کسی چیز کا چھڑکاؤ کر رہے تھے۔ شاید وہ مٹی کا تیل تھا۔ابیہان کو حیرت ہوئی۔

"پچھلے کافی دنوں سے خلیل صاحب نے گاؤں والوں کو گندم کی کٹائی کے بعد آگ لگانے سے منع کررکھا تھا۔ابھی جاتے ہوئے ان سے کہہ دینا کہ خلیل صاحب نے اجازت دے دی ہے ۔"الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح اس پر برس رہے تھے۔

اس نے چہرہ بالکل سلاخوں سے لگا کر باہر جھانکا۔ تاحد نگاہ کھیت ہی کھیت تھے۔شاید وہ چاروں طرف سے کھیتوں میں گھرا تھا۔

ابھی وہ اسی شش وپنج میں تھا کہ اچانک دور سے آگ کا ایک شعلہ اونچا ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پوری زمین پر پھیلنے لگا۔رات اتر

چکی تھی۔لیکن آگ کی روشنی اسکی کوٹھری کو چکا چوند کررہی تھی۔ مارے خوف کے اسکے پسینے چھوٹنے لگےوہ فوراً گیٹ کی طرف بھاگا لیکن اسکے پاؤں میں پڑی بیڑی نے اسے راستے میں ہی منہ کے بل گرنے پر مجبور کردیا۔وہ فوراً اٹھااور بیڑیوں کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کھل جا۔۔کھل جا۔۔نہیں ۔۔نہیں میں ایسے نہیں مر سکتا۔میں ابیہان پاشا ایسے نہیں مر سکتا۔"اس کے خیال میں سےاسے ہر چیز میں ممتاز رکھنے والا اسکا نام شاید اسے اس مصیبت سے بھی نکال دے گا۔

لیکن کھڑکی کے اس پار اسکی قسمت اسکی نادانی پر ہنس رہی تھی۔ تپش بڑھنے لگی تھی۔وہ دیوانہ وار ادھر ادھر بھاگنے لگا۔اچانک کوٹھری میں دھواں بھر نے لگا۔اسے سانس لینے میں تکلیف ہو نے لگی۔وہ حلق کے بل پوری قوت سے چلایا لیکن ایک دو بار ہی

چلانے پر اسکی ہمت جواب دے گئی۔کمرے میں بھرتا دھواں اسکے حواس چھین رہا تھا۔گلا پکڑتا وہ وہیں زمین پر لیٹا چلا گیا۔

تکلیف مرنے کی نہیں تھی ۔اصل تکلیف تو یہ تھی کہ وہ زیمل کے کچنار کی پریاں دیکھے بغیر وہ یوں نہیں مرنا چاہتا تھا۔

"زیمل ۔۔آپکا ابی مر رہا ہے ۔پلیز مجھے یہاں سے بچالیں زیمل۔"اور بڑ بڑ اتا وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو نے لگا۔اُسکا جسم تپش سے جلنے لگا تھا ۔کمرے میں بھرے دھویں میں وہ بس روشن دان کے پار سے لپکتے شعلوں کو ہی دیکھ سکا اور اسکی آنکھیں بند ہو گئیں وہ آخری منظر واقعی ہی بہت بھیانک تھا۔

شاید وہ مر چکا تھا،وہ زیمل کے بغیر ہی مر چکا تھا۔

زیمل کا"ابی"مر چکا تھا۔

پھر شاید ایک انتظار ہو گا

کچھ طویل ،یا شاید لاحاصل انتظار

اور اس انتظار میں

تم سے جڑے وہ سب لمحے،

ہی میرے اکلوتے ساتھی ہونگے

www.novelsclubb.com

باب 3

بے خبری

ہوا کا ایک تیز جھونکا اسکے جسم سے ٹکرایاجب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کھلے آسمان تلے لیٹا تھا۔آنکھیں کھلتے ہی سامنے شفاف تنا ہوا نیلا آسمان اور اس پر منڈلاتے سفید اور سیاہ بادل۔

وہ ابھی بمشکل آنکھیں ہی کھول پایا تھا کہ۔

"اماں ۔۔۔اماں۔۔اسے ہوش آگیا ہے ۔"وہ کوئی بچی تھی جو چلا چلا کر اپنی ماں کو بلا رہی تھی۔

آواز پر چونکتے ہوئے ابیہان نے آواز کی سمت دیکھا۔کچھ پل تو اسے یہی یقین کر نے میں گزر گئے کہ وہ زندہ ہے۔وہ ایک کجھو رکی چارپائی پر لیٹا تھا۔پاس کھڑی وہ چھ سات سال کی بچی جو ایک ہاتھ سے ابیہان پر پنکھا جھلا رہی تھی تاکہ اس کے کھلے زخموں پر مکھیاں نہ بیٹھ پائیں اور ساتھ ہی دوسری طرف منہ کرکے چلا چلا کر اپنی ماں بلا رہی تھی۔

ابھی وہ روئی کے گالے جیسی اس سرخ وسفید بچی کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ سامنے سے ایک فربہہ مائل خاتون اور چار چھوٹے چھوٹے بچے اسکی طرف آتے دیکھائی دیئے۔دو تو وہی تھے جنہیں وہ کوٹھڑی کے باہر دیکھ چکا تھا۔

ابیہان اپنا کندھا جو ایک دم ہلنے پر دکھنے لگا تھا،پکڑتا اٹھا۔

"ارے ۔۔ارے لیٹے رہو لیٹے رہو۔کیا کرتے ہو ۔ابھی جوڑ چڑھانے والا آتا ہی ہو گا تب تک ہلو جلو مت۔"وہ عورت جلدی سے اسے لیٹنے کی ہدایت کرتی اسکا تکیہ ٹھیک کرنے لگی۔

"اللہ غارت کرے نہ جانے کیسے ظالم لوگ ہیں۔"یقیناً وہ ابیہان کا یہ حال کرنے والوں کو کوس رہی تھی۔

"میں کہاں ہوں ؟"ابیہان نے مدھم آواز میں پوچھا۔

"ہا ا ا ا۔۔۔لگتا ہے بچے تم یہاں کے نہیں ہو۔"وہ عورت افسوس سے بولی۔

"کوئی نہیں منی کاابا آتا ہی ہوگا جوڑ چڑھانے والے کو لے کر۔تم تب تک یہیں آرام کرو۔"ابیہان نے سر واپس تکیہ پر پھینک دیا مارے نقاہت کے وہ ابھی کچھ سمجھنے کے قابل نہیں تھا۔

اس نے چہرہ موڑ تے ہوئے آس پاس کا جائزہ لیا۔

وہ ایک وسیع صحن تھاجس کے ایک کونے پر چکور سی کیاری بنی تھی جس میں مہندی کے پودے لگے تھے اور کیاری کے آخر میں چیری بلا سم کا درخت لگا تھاجو مکمل پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔اسے بے ساختہ زیمل کا کچنار یاد آگیا۔

صحن کے ختم ہونے پر دو تین کمرے اور ایک عدد کچن جسکی چھت نہیں تھی بنا تھا اور کچن کے آگے ہاتھ سے چلا نے والا ایک نلکا لگا تھاجس کے نیچے وہ عورت بیٹھی برتن دھورہی تھی اچانک پانی کی طرف دیکھ کر اسے پیاس کا احساس ہوا۔

"پانی۔۔"وہ پاس کھڑے بچے کی طرف دیکھ کر بولا۔

"پانی پلا دو مجھے پلیز۔"

www.novelsclubb.com

وہ سارے بچے ایک ساتھ نلکے کی طرف پانی لینے بھاگے۔پنکھا پکڑے وہ بچی بھی جانا چاہتی تھی۔اسنے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائی پھر پنکھا چارپائی پر اسکے پیروں کے پاس رکھ کر وہ بھی نلکے کی طرف

بھاگی۔شاید اسکی ماں نے سختی سے اسے پنکھا جھلانے کا کہا تھااور وہ اماں کو آس پاس نہ پاکر وہاں سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر میں پوری ٹولی واپس آگئی۔سب کے درمیان اک بچہ پانی کا بھرا گلاس لیے ابیہان کی طرف بڑھ رہا تھا۔باقی کی ٹیم بھی اسکی سربراہی میں چلی آرہی تھی۔

ابیہان بازو پر تھوڑا سا دباؤ ڈالتا اٹھا بچے نےگلاس ابیہان کو تھما دیا اور وہیں پاس کھڑ ا ابیہان کو دیکھنے لگا۔وہ سب بچے تجسس سے اسے دیکھ رہے تھے۔پل بھر کو توابیہان کو یوں گماں ہوا کہ وہ ایک ایلین ہے۔

گلاس خالی کرکے اُس نے گلاس واپس بچے کو تھما دیا۔جسے بچے نے پکڑ کر وہاں چارپائی کے نیچے رکھ دیا۔بچی دوبارہ پنکھی جھلنے لگی تھی اور باقی بچے ابیہان کے گرد ابھی تک دائرہ بنائے کھڑے تھے۔

شاید وہ واقعی ایلین تھا۔

ابیہان کو اس گھر میں ایک چارپائی پر لیٹے دو دن گزر چکے تھے۔آج وہ کچھ بہتر محسوس کررہا تھا۔ اس گھر میں وہ عورت ،اسکا شوہر اور انکی چھ سالہ بیٹی رہتی تھی جسکا اصل نام تو پتا نہیں لیکن سب اسے منی کہہ کر پکارتے تھے۔کل رات وہ سوچ چکا تھا کہ صبح ہوتے ہی گھر سے نکل جائے گا۔لیکن جب صبح اسکی آنکھ کھلی کافی دن چڑھ چکا تھا۔دیسی حکیم کی دوائیوں سے اسے کافی سکون آگیا تھا۔وہ اٹھ کر بیٹھا اور پاؤں چارپائی سے اتارے۔وہاں کوئی جوتا نہیں تھا۔ابھی وہ جوتے کے لیے نگاہ دوڑا ہی رہا تھا کہ اچانک منی جوتوں کا ایک جوڑااٹھائے اسکی طرف ہی دوڑے آرہی تھی۔پاس پہنچ کر اس نے جوتا ابیہان کے پیروں میں رکھ دیا۔وہ جوتوں کا بالکل نیا اور ان چھوا جوڑا تھاوہ اندازہ کرسکتا تھا ۔اس نے مسکرا کر بچی کو دیکھا پھر پیر پر

زور ڈالتا کھڑا ہوگیا۔جوتا پاؤں میں اڑ سا اور پاس لگے نلکے پر ہاتھ منہ دھونے کے ارادے سے چلا گیا۔

"لائیں میں چلا تی ہوں۔"وہ بچی بھاگ کر نلکے کا ہتھا پکڑ کر کھڑ ی ہو گئی اور زور زور سے اسے چلانے لگی۔ابیہان نے تسلی سے نلکے کے پاس بنی منڈیر پر بیٹھ کر منہ ہاتھ دھویاپھر وہاں سے اٹھ گیا۔وہ بچی بھاگ کو اندر گئی اور ایک نیا صاف ستھرا تولیہ لا کر ابیہان کی جانب بڑھا دیا۔

"آپکا نام کیا ہے ؟"اسےہاتھ منہ پونچھتا دیکھ کر وہ بچی معصو میت سے بولی۔

"ابیہان پاشا ۔"وہ مصروف سے انداز میں بولا۔

"اب۔۔ابی۔۔بہہ۔"وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

"کتنا لمبا نام ہے آپکا کوئی چھوٹا نام نہیں آپکا جیسے میرا منی ہے۔"وہ بولی پھر ایک دم آنکھیں گول کرتی ابیہان کو دیکھ کر بولی۔

"آپکا نام منا تو نہیں ؟"

اور اسکی اس بات پر ابیہان ہنسنے لگا۔

"نہیں میرا چھوٹا نام ابی ہے ۔"

"ہاااااں ۔۔۔ابی یہ ٹھیک ہے ۔"وہ چہکتے ہوئے بولی۔

"آپکو بھوک تو نہیں لگی؟"وہ پھر بولی۔

"نہیں تمہارے امی ابو کہاں ہیں؟"ابیہان نے اسکے والدین کے بارے میں پوچھا۔

"وہ تو کھیتوں پر گئے ہیں شام کو ہی واپس آئیں گے۔"وہ تولیہ اٹھاکر چارپائی کی پائنتی میں پھیلا تے ہوئے بولی۔

اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے وہ کام کرتے بالکل ایک پری لگ رہی تھی۔

"مجھے کھیلنے جانا ہے مگر اماں نے مجھے آپکا خیال رکھنے کا کہا ہے۔"وہ اپنی اداسی بیان کرتی ہوئی وہیں پائنتی پر بیٹھ گئی ۔

ابیہان کو اس کی بات پر ہنسی آئی ۔خیال رکھنے کا بولتے ہوئے وہ پچاس سال کی عورت لگ رہی تھی۔

"تو تم چلی جاؤ ۔میں ٹھیک ہوں۔"وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"ایک کام کیوں نہیں کرتے آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔"وہ ایک دم چار پائی سے اتر کر چہکتے ہوئے بولی۔

"میں ۔۔۔میں کیا کروں گا تمہارے ساتھ۔"وہ وہیں چارپائی پر بیٹھتے ہوئے بولا

"آہ ۔۔۔"وہ زمین پر دونو ں ہاتھوں میں چہرہ لگائے پنجوں کے بل بیٹھ گئی۔وہ اسے چھوڑ کو نہیں جاسکتی تھی ورنہ اماں سے ڈانٹ پڑتی۔

"اچھا چلو میں بھی چلتا ہوں۔"ابیہان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور وہ اس بات پر خوشی سے تالیاں بجاتی دروازے کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی۔

وہ ہلکے رنگ کے کرتے شلوار میں ملبوس تھا جو منی کے ابا نے اسے دیا تھا۔وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکی انگلی پکڑے دوڑے جارہی تھی۔اور ابیہان کے لیے اسکی رفتار سے صرف چلنا ہی کافی تھا۔

وہ ایک کچی سڑک تھی جس کے ایک طرف چیری بلا سم کے درخت زمین کی طرف جھکے ہوئے تھےاور پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔دوسری طرف ایک ندی تھی ۔ ندی کے دوسرے طرف بھی چیری بلاسم کے درخت تھے۔جنکے گلابی پھولوں کا عکس ندی کے پانی کو بھی گلابی بنا رہا تھا۔

تھوڑے آگے آئے تو وہاں کچھ بچے دائرے میں کچھ کھیل رہے تھے۔منی نے ابیہان کی انگلی چھوڑی اور بھاگ کر ان بچوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔ابیہان اسکی اس حرکت پر مسکرایا۔

وہ وہیں ندی کے کنارے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا۔ندی کا پانی ابھی بھی اسکے پاؤں سے کچھ نیچے تھا۔اس نے ایک طائرانہ نظر اپنے چاروں اطراف میں ڈالی۔وہاں سے کچھ آگے ندی میں بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے جو شاید ندی پار کرنے کے لیے ندی میں رکھے گئے تھے۔اس سارے منظر میں اسے زیمل،اسکے کچنار اور ان پریوں کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

خلیل والی کے بندے سوچ رہے ہوں گے کہ وہ مر چکا ہے اور اسکا باپ وہ ابھی تک اسی گماں میں ہوں گے کہ وہ گھومنے گیا ہے۔وہ تو اگر وہ بچےگھر جا کر اپنے ماں باپ کو نا بتاتے کہ انھیں کوٹھری سے کسی جن کی آوازیں آتی ہیں اور انکے گھر والے اس دن وہاں دیکھنے نا آتے تو شاید وہ واقعی ہی زیمل کی پریاں دیکھے بغیر مر جاتا۔

"وہ کافی دنوں سے زیمل سے بھی نہیں ملا تھا۔"اسے اچانک یاد آیا۔اُداسی ایک دم بڑھنے لگی۔

پر اداسی کچھ عجیب سی تھی۔ جیسے کہیں کچھ انہونا سا ہو رہا تھا۔ پر وہ سمجھ نہیں پایا کیا۔ عجیب گھبراہٹ تھی۔

اس نے پاس پڑے پتھروں میں سے ایک پتھر اٹھایا اور ندی میں اُچھالا جس سے ندی کی پانی کی سطح پر گلابی ہالے نمودار ہو نا شروع ہو گئے اور پھر کچھ ہی دیر میں مدھم پڑتے پڑتے معدوم ہو گئے ۔اور اسے لگا کہ ان ہالوں کے ساتھ ساتھ اسکا وجود بھی معدوم ہو رہا تھا۔

اسکے سخت اسرار پر منی کے ابا نے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

"صاحب وہ تو آپ ضد کر رہے ہیں ورنہ ابھی چنگے بھلے ہو نے تک آپ یہیں رک جاتے تو اچھا تھا۔"

جتنی آس سے وہ کہہ رہا تھا۔ابیہان کا دل تو نہیں کررہا تھا جانے کا لیکن اس سے زیادہ اسکا دل زیمل اور اسکی پریوں سے ملنے کے لیے بے قرار تھا۔

"میں نے آپکا ٹکٹ کرا دیا ہے شہر کا بس ابھی ایک گھنٹے تک بس ہا ئی وے پر سے گزرے گی۔تو آپ وہا ں سے سوار ہو جانا۔"وہ ابیہان کو سمجھارہا تھا ۔اور ابیہان جواباً خاموشی سے اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

"ارے منی کی اماں وہ شاپر تو اٹھا کر لاؤ۔"پھر اس نے اس عورت کو اندر سے کچھ لانے کا کہا۔

کچھ دیر میں وہ عورت ایک سفید شاپر لے آئی۔اس آدمی نے شاپر پکڑا اور ابیہان کی طرف بڑھادیا۔

"صاحب یہ کچھ کپڑے ہیں۔ٹھیک سے تو معلوم نہیں کہ آپ کیسے کپڑے پہنتے ہیں۔کل شہر گیا تھا وہاں سے آپکے لیے لایا ہوں۔"وہ جھجکتے ہوئے بول رہا تھا۔

ابیہان کو انکی سادگی پر بے انتہا پیار آیا۔

"اسکی ضرورت نہیں تھی آپ نے پہلے ہی میرے لیے اتنا کچھ کیا ہے۔"ابیہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں تکلف کی کیا بات ہے صاحب آپکے کپڑے جن میں ہم آپکو لائے تھے ۔وہ بالکل خراب ہو چکے تھے۔اپ یہ کپڑے پہن لیجئے گا۔ہمیں اچھا لگے گا۔"اسکے اسرار پر ابیہان نے شاپر پکڑ ہی لیا۔

"بہت شکریہ لیکن میری وجہ سے آپکا جتنا بھی خرچہ ہوا میں سب ادا کر دوں گا۔"

"ارے نہیں نہیں صاحب آپ ہماری محبت اور مہمان نوازی کو یوں پیسوں میں تول کر ہماری بے عزتی کر رہے ہیں۔"وہ خفگی سے بولا ۔

اسکے جواب پر ابیہان نے حیرت سے ان لوگوں کو دیکھا۔وہ جتنے دکھنے میں خالص تھے۔اندر سے بھی اتنے ہی خالص تھے۔

وہ انسان ہی تھے نا۔اُسکا باپ بھی تو انسان ہی ہے۔تو پھر فرق کہاں تھا،وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔

بس آچکی تھی ۔وہ منی اور اسکے ابا کے ساتھ کھڑا بس کا انتظار کر رہا تھا۔ڈھیلے سے بلیک ٹراوزر پر بلیک ٹی شرٹ۔بس پہنچتے ہی وہ بس پر چڑھنے کے لیے آگے بڑھ گیا۔

"خیریت سے جانا صاحب۔"منی کو اٹھائے اسکا ابا ابھی تک ابیہان کو سمجھا رہا تھا۔

ابیہان نے ایک مسکراہٹ بھری نظر سے منی اور اسکے ابا کو دیکھااور تشکرا میز انداز میں سر کوذرا جھٹکا دیا۔اور پھر منی کو ہاتھ ہلا تا بس میں چڑھ گیا۔ جب تک بس نظروں سے اوجھل نا ہوگئی منی

الوداعی ہاتھ ہلا تی رہی۔موڑ مڑتے ہی ابیہان اور بس منی کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"آہ۔ "اس نے ایک آہ بھری اور اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندھ لیں۔وہ واپس وہیں جارہا تھا برہان پاشا کے پاس، جو اسکی اس سب حالت کا ذمہ دار ہے ۔اور اس سوچ سے ہی اسکی گھٹن بڑھنے لگ تھی۔ تھکن بھری کیفیت اسکے پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی۔

پا شا ہاؤس میں آج صبح سے ہی ایک کہرام مچا ہوا تھا۔

برہان پاشا کو صبح ہی صبح خبر ملی تھی کہ اسکا بیٹا یعنی ابیہان پاشا اپنے دوستوں کے ساتھ جس وین میں سوار تھا وہ کھائی میں گرگئی ہے،اور کافی ڈھونڈے کے باوجود انکا کوئی اتا پتا نہیں مل سکا۔

الماس بیگم کا تو رو رو کر برا حال تھا۔لیکن برہان پاشا نے ابھی تک اس خبر پر یقین نہیں کیا تھاوہ ابھی تک اپنے ریسورسز سے اس خبر کی تحقیق کر وانے میں لگے ہوئے تھے۔

افسوس کے لیے آنے والوں میں خلیل والی بھی موجود تھا۔

"کیا ہوا جو ہم دشمن ہیں لیکن ایسے غمگیں موقع پر میں آپکے دکھ کا برابر میں شریک ہوں ۔"اور الیاس بیگم کے پاس باقی سیاست دانوں کے ساتھ وہ بھی بیٹھے انھیں تسلیاں دے رہے تھے۔

اچانک باہر سے چوکیدار دوڑتا ہوا آیا۔اور لا ونج میں آکر سب کے سروں میں ایک نیا بم پھوڑا۔

"بی۔۔بی جی وہ۔۔وہ۔۔چھوٹے صاحب۔چھوٹے صاحب آئے ہیں۔"وہ بمشکل ہکلا تے ہوئے بول رہا تھا۔

"کیا۔۔کو۔۔کون ا بیہان۔۔ابیہان آیا ہے۔"الماس بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں۔

چوکیدار نے اثبات میں سر ہلایا۔

اور دوسری طرف لاونج میں داخل ہوتا ابیہان یہ سب منظر دیکھ کر الگ حیران ہوا۔

"یہ سب کیاہےمام؟"وہ حیران ہو تے ہوئے بولا۔

الماس بیگم نے بھاگ کو اسے سینے سے لگا لیا۔

"کیا کوئی مجھے بتائے گا کہ یہاں کون مر گیا ہے؟"وہ بول ہی رہا توا کہ اسکی نظروال سائز ٹی وی پر گئی وہاں نیوز میں برہان پاشا کے بیٹے ابیہان پاشا کے مرنے کی خبر چل رہی تھیں۔ابیہان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

پھر وہ ایک دم طنزاً مسکرایا۔وہ وہاں پاس ہی بیٹھے خلیل والی کو دیکھ چکا تھا جو سخت اضطراب سے پہلو بدل رہا تھا۔

"بند کریں یہ سب کچھ مام اور ڈیڈ کو بتائیں کہ ابھی ابیہان پاشا زندہ ہے ۔آخر کو انکی اولاد ہے نا۔"خلیل والی کو گھورتا وہ الفاظ چبا چبا کر بول رہا تھا۔

پھر الماس بیگم اسے پکارتی ہی رہ گئیں اور وہ جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

کمرے میں پہنچ کو اس نےدروازہ اندر سے بند کیااور سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔بے چینی سے وہ کھڑا ہو گیااور ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔کیا وہ ڈیڈ کو سچ بتا دے کہ سب خلیل والی کا کیا دھرا ہے یا پھر۔۔۔۔۔۔۔

یہی سب سوچتے سوچتے وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔لیمپ آف کرنے کے لیے اس نے سائڈ ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھایاتو وہاں ایک خط پڑا تھا۔ بغیر اس پر لکھا نام پڑے اس نے غصے میں وہ خط درازکھول کر اس میں ڈال دیا۔اور لیمپ آ ف کرکے لیٹ گیا۔

باہر کیا تماشا چل رہا تھا اس سے بے خبر وہ تکیے میں سر دیے لیٹا تھا۔ اوروہاں دراز میں پڑا خط ابیہان کی بے خبری پر افسوس کر رہاتھا۔

شام وہ سب کی نظروں سے بچتا زیمل کے گھر گیا۔جس کے لیے وہ اتنے دنوں سے بے چین تھااور اسے زیمل سے اس دن والے رویے کی معافی بھی مانگنی تھی۔دس پندرہ منٹ کے وقفےوقفے سے وہ دروازہ بجاتا رہا لیکن کوئی دروازہ کھولنے نہیں آیااسے حیرت ہوئی۔

اچانک ساتھ والے گھر سے ایک عورت نکلی جو شاید کوڑ ا پھینکنے کے لیے نکلی تھی۔ابیہان کو یوں زیمل کے دروازے پر انتظار کرتا دیکھ کر بولی۔

"بیٹا زیمل کا انتظار کر رہے ہو؟"ابیہان آواز کی سمت مڑا۔

"جی"

پر وہ تو یہاں سے جا چکی ہے۔"اس عورت نے اسے خبر دی گویا اسکے سر پر بم ہی پھوڑا ہو۔

"زیمل چلی گئی؟"وہ جیسے خود سے پوچھ رہا تھا۔

وہ عورت جا چکی تھی۔

"زیمل چلی گئیں ۔مگر کہاں؟"اسے حیرت سے زیادہ دکھ اور غصہ آرہا تھا۔اس نے زور سے زیمل کے دروازے پر ٹھوکر ماری۔جس سے دروازے سے لٹکی شاخ کے کافی سارے پتے زمین پر گرگئے۔

"آپ ایسا نہیں کر سکتیں۔"اس نےایک اور ٹھوکر ماری۔

غم وغصے کےملے جلے اثرات کے ساتھ وہ دروازے کو تکتااور پھر منہ پھیر کرچلا گیا ۔

وہاں اندر درخت کی شاخ کے پیچھے چھپی پریاں ابیہان کی غلط فہمی اور بے خبری پر ایک دم بے چین ہوگئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com

باب4

قرض،یادپر بھاری تھا

کوئی شام ساڑھے چھ بجے کا وقت ہو گا جب وہ لال رنگ کی ڈبل ڈیکر بس فٹ پاتھ کے کنارے آکر رُکی۔اسکے بریک لگاتے ہی پاس فٹ پاتھ کے موڑ پر لگے اکلوتے درخت پر بیٹھے اِکاڈُکاپرندے ایک دم سے اُڑ ے تھے۔آکسفرڈ سٹی میں یہ برف باری کے دن تھے۔کل رات کی پڑی برف ابھی تک درخت کی سوکھی شاخوں اور فٹ پاتھ پر موجود تھی۔آسمان سرمئی بادلوں سے

www.novelsclubb.com

ڈھکا ہوا تھا۔سرمئی بادلوں کے پیچھے ڈھلتا سورج اور چاروں طرف پڑی برف ماحول کو سرمئی بنا رہی تھی۔

ایک ہاتھ میں آفس بیگ پکڑے اور دوسرا ہاتھ میرون لانگ کوٹ کی جیب میں ڈالے وہ شخص بس سے اترا۔بلیک ڈریس پینٹ پر سفید شرٹ اور اوپر سے میرون رنگ کا لانگ کوٹ۔چھ فٹ قداور چوڑے کندھوں پر عمر لگ بھگ کوئی تیس سے بتیس کے درمیان ہی ہو گی۔ بس سے اتر کر اس نے گردن کے گرد لپٹا اونی مفلر کچھ اور کھول کر کانوں اور ناک تک چہرے کو چھپانے کی کوشش کی۔تاکہ باہر چلتے ہوا کے سرد جھونکوں سے کچھ بچت ہو جائے۔بس جا چکی تھی اور درخت سے اڑ جانے والے پرندے واپس درخت پر بیٹھ گئے تھے۔فٹ پاتھ کا موڑ مڑتا وہ بھی اب اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔چلتے چلتے اس نے ماتھے پر آئے بالوں کوہاتھ سے ہٹانے کی بجائے سر کو جھٹکا دی کر پیچھے کیا۔

بظاہر اس کا یہ بے نیاز اسٹائل۔۔۔۔

لیکن اسکی اس بے نیازی پر اطراف میں موجود لوگ پل بھر کے اُسے دیکھتے ضرور تھے۔چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے وہ ایک گھر کے سامنے جا رکا۔وہاں چوڑی سی سنگل سڑک کے اطراف میں ترتیب سے کافی سارے گھر بنے تھے۔اور ان گھروں کا انداز تعمیر آج کے دور کے ماڈرن گھروں سے تھوڑا مختلف تھا جو کہ آکسفرڈ سٹی کا خاصہ تھا۔دکھنے میں وہ گلی کسی تاریخی پس منظر پر مبنی گھروں پر مشتمل تھی۔ہر گھر میں باہر کی جانب کُھلتی قد آدم کھڑکیاں تھیں۔

اس نے کوٹ کی جیب سے چابی نکالی اور گھر کا دروازہ کھولنے لگا۔لاک کھول کر دروازہ اندر کو دھکیلا اور گھر میں داخل ہو گیا ۔گھر میں باہر کی نسبت ٹھنڈ کچھ کم تھی۔اس نے کوٹ اور مفلر دروازے کے پیچھے کھڑے اسٹینڈ پر لٹکایا اور ٹائی ڈھیلی کرتا اندر کی طرف چلا گیا۔

سامنے لاؤنج کا منظر یکسر اس کے مزاج کے خلاف تھا لیکن اب وہ اس کا عادی ہو چکا تھا۔

"ایو ننگ ڈی!"

وہ کہتا وہیں آتش دان کے پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔

سامنے کے صوفے پر ایک پچپن سالہ ادھیڑ عمر شخص آڑا ترچھا لیٹا تھا ۔اس کے آگے چلتے ٹی وی پر کوئی ڈرامہ چل رہا تھا۔اور ٹی وی کے پاس نیچے پیزا کے خالی ڈبے اور کولڈ رنکس کی خالی بوتلیں پڑی تھیں ۔بظاہر وہ ادھیڑ عمر شخص دکھنے میں اسکے باپ کی عمر کا تھا لیکن چونکہ محلے میں ہر شخص انہیں ڈی پکارتا تھا سو وہ بھی انہیں ڈی ہی کہتا تھا۔

"کتنی بار کہا ہے چاچو ہوں تمہارا کچھ تو عزت دے دیا کرو۔سب کی طرح تم بھی ڈی ڈی کی رٹ لگائے رکھا کرو۔"اس شخص نے سیدھے ہوتے ہوئے خفت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے سوری داور چاچو اب آپ پر داور پاشا سے زیادہ ڈی سوٹ کرتا ہے تو اس میں میرا کیا قصور۔"

وہ کہتا اپنے بیگ سے لیپ ٹاپ نکالنے لگا۔اور پھر اسے کھول کر میلز چیک کرنے لگا۔لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جمائے جمائے اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔اسکا سارا بدن تھکن سے چور تھا۔اب تو وہ اس تھکن کا عادی ہو چکا تھا۔پھر اچانک وہ سر اونچا کرتے ہوئے بولا۔

"چاچو ایک کپ کافی ملے گی۔"

انداز منت بھرا تھا۔

"ابیہان!ابیہان"!اچانک وہ شخص ابیہان کو پکارنے لگا۔

"کیا ہے چاچو ۔"اس نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھاتے ہوئے اکتاہٹ سے کہا۔

"بیٹا ذرا کافی تو بنا دو مجھے اور تم بھی پی لو تھکے ہوگے۔"

ٹی وی سے نگاہیں ہٹائے بغیر کہا گیا۔

ابیہان نے ایک تفصیلی نظر داور پاشا پر ڈالی تھی پھر واپس لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گیا۔

"کام چوری کی بھی حد ہوتی ہے چا چو۔"

وہ مصروف انداز میں بولا ۔کچھ دیر اور وہاں بیٹھے رہنے کے بعد وہ لیپ ٹاپ کی لڈ گراتا وہاں سے اُٹھ گیا۔

"طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے ذرا آرام کرنے جا رہا ہوں۔اور پلیز والیم تھوڑا کم کریں میرا سر دکھنے لگا ہے ۔"وہ صوفے پر سے اپنی ٹائی اٹھاتے ہوئے بولا۔

"ارے کیا ہوا ۔پھر نظر لگ گئی۔کتنی بار کہا ہے تم سے کالا ٹیکا لگاکر جایا کرو ایک تو ناجانے یہاں کے لوگوں کی نظر بھی کیسی ہے۔"

وہ بڑ بڑاتے ہوئے اٹھے اور سلیپرز پیروں میں اڑستے کچن کی طرف چل دیے۔

"تم جاؤ میں کافی اور میڈیسن لاتا ہوں۔"

ابیہان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی، تکان بھری مسکراہٹ۔

فریش ہو کر وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا ۔ٹاول سے بال پونچھتے ہوئے اس کی نظر سامنے آئینے میں جھلکتے اپنے عکس پر گئی۔اس کا ماتھا با لکل صاف تھا۔سارے بال پیچھے کی طرف تھے۔لیکن ماتھے کی ایک طرف بھنوں سے تھوڑا اوپر ایک گہرا نشان تھا ۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ مدھم پڑچکا تھالیکن پھر بھی اس حد تک واضح تھا کہ پہلی نظرمیں observeکر لیا جائے۔اس نے فوراً آدھے ماتھے پر بال گرا دیے۔

یہ ہیر اسٹائل رکھنا اُسکا شوق نہیں مجبوری تھی۔ٹاول اسٹینڈ پر ڈالتا وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔اتنے میں اسکے چاچو کافی اور میڈیسن لے کرآچکے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تھینکس ڈی!۔"وہ پھر اپنی ڈگر پر آچکا تھا۔داور کے ہاتھ سے کافی پکڑ کر ٹیبل پر رکھی اور میڈیسن کے لیے گلاس میں پانی ڈالنے لگا۔

"کتنی مرتبہ کہا ہے بال پیچھے کو رکھا کرو کیا لڑکیوں کی طرح بال ماتھے پر بکھیرے رکھتے ہو۔"

وہ اپنے اندازے کے مطابق بولتے اس کے بال ہٹانے لگے۔ابیہان نے فوراًچہر ہ پیچھے کو کر لیا۔

"یہ مجھے ایسے ہی پسند ہیں۔اور ہاں بہت شکریہ اب آپ جائیں آپ کا ڈرامہ مس ہو رہا ہے۔"

"جارہا ہوں۔ "وہ منہ بناتے ہوئے بولے۔

"آکسفرڈ میں لیکچرار ہو ۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ ابھی بول ہی رہے تھے کہ۔

"کسی بار میں ڈی جے نہیں۔"

ابیہان نے باقی کا فقرہ ان سے پہلے مکمل کر دیا۔

"اوکے جسٹ گو، ڈی ۔پلیز۔"

ابیہان نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا اور آنکھیں موندھ لیں۔

وہ بھی خاموشی سے وہاں سے چلے گئے۔

باہر ایک مرتبہ پھر برف باری شروع ہو چکی تھی۔

❄⁘❄⁘❄⁘❄⁘❄⁘❄

"اور سنائیں برہان بھائی، بھابھی کیسی ہیں؟"

داور ہمیشہ کی طرح اپنے رف حلیے میں لال رنگ کی شرٹ کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے موبائل کان سے لگائے کچن کی کھڑکی کے پاس کھڑے تھے۔بات کرتے ہوئے انہوں نے فون کندھے اور کان کے درمیان اٹکایا اورایک ہاتھ میں کپ پکڑے دوسرے ہاتھ سے کافی پھینٹنے لگے۔

"جی بھائی وہ بھی ٹھیک ہے ،کل رات طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسکی ۔۔۔۔۔۔ہاں ہاں میڈیسن دی تھی اب ٹھیک ہے وہ۔۔۔۔۔۔جی جی۔۔۔۔۔۔۔۔"کافی پھینٹتے پھینٹتے وہ مڑے اور اچانک سامنے نائٹ سوٹ کے ٹراؤزر کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالے ،دوسرے ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے پانی پیتے ابیہان کو دیکھ کر ٹھٹکے۔

اس نے بس ایک سرد نگاہ ان پر ڈالی اور کچن سے نکل گیا۔

"جی ٹھیک ہے اوکے بھائی خدا حافظ۔"

داور نے جلدی جلدی فون آف کیا اور باہر آگئے۔

"اٹھ گئے تم،اب طبیعت کیسی ہے تمہاری؟"

وہ جو ابھی ابھی دروازے سے اخبار اٹھا کر لایا تھااب آتش دان کے سامنے صوفے پر بیٹھا اُسے پڑھ رہا تھا۔

"آپ جتنی چاہے مرضی بات کیاکریں اپنے بھائی سے لیکن میرا ذ کر اندر نہیں ہونا چاہیے۔"اخبار سے نظر اٹھائے بغیر وہ بولا۔

"وہ چاہ رہے تھے کہ تم پاکستان آجاؤ۔"

اور ہر فون پر وہ یہی کہتے تھے۔

"چلے جاؤ بھئی کیاہے ۔اکتا گیا ہوں ایک تو میں تم دونوں کے جھگڑے سے۔"

وہ اکتاہٹ سے کہتے ٹی وی کا ریموٹ ڈھونڈ رہے تھے۔

"تم سن رہے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔"وہ ریموٹ والا ہاتھ کمر پر رکھے ایک ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

"کیا آپ واقعی میرا ویک اینڈ اسپائل کرنا چاہتے ہیں ۔"

اس نے بس عینک کے اوپر سے ایک نظر داور پر ڈالی اور پھر پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

""پندرہ سال ہو چکے ہیں ابیہان۔اب تم اس سب سے نکل بھی چکو۔کیا مل رہا ہے تمہیں اپنی ساری جائداد چھوڑ کر یہاں ایک لیکچرار کی جاب کر کے اور اس چھوٹے سے گھر میں رہ کر۔"

وہ ریموٹ ہوا میں لہراتے ہوئے بول رہے تھے۔

"سکون"!ابیہان نے اخبار لپیٹتے ہوئے کہا اور اٹھ گیا۔

"سکون کا لگتا۔سکون تو میرا خراب ہے ۔جب سے آیا ہے ہر لڑکی سمجھتی ہے میں اسکا باپ ہوں۔مجھے تو ویسے ہی بڈھا بنا دیا ہے۔"

وہ جاتے جاتے ان کی بڑ بڑاہٹ سن چکا تھا۔ہنسی دباتا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں آکر وہ کمرے کی صفائی کرنے لگا جو وہ ہر ویک اینڈ پر کرتا تھا۔

تقریبا ایک گھنٹے بعد اس نے ایک طرف کھڑے ہو کر پورے کمرے کا جائزہ لیا۔کمرے کے وسط میں پڑا سنگل بیڈ اور اس کے اطراف میں پڑی سائیڈ ٹیبلز۔کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ پڑا صوفوں کا سیٹ اوردوسری دیوار کے ساتھ پڑی میز جس کے سامنے چھت تک لمبی الماری بنی تھی۔اور ہر ریک کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔اور چوتھی

دیوار پر بنی قد آدم کھڑکی جو کہ بیڈ کے بالکل متوازی تھی۔کھڑکی پر پڑے سفید پردے ابھی ابھی ہٹائے گئے تھے۔

اس سب کے بعد اس کا موڈ کچھ بدل گیا تھا۔صبح کی تلخی کا اثر بھی ختم ہو چکا تھا۔اس نے کھڑکی میں کھڑے ہو کر باہر جھانکا سڑک پر سے برف صاف کی جا چکی تھی اور معمول کے مطابق لوگوں کی چہل پہل بھی تھی۔باہر کی دنیا پر رونق تھی ۔لیکن وہاں اندر کی دنیا۔۔۔

اس نے پردے واپس برابر کر دیے۔اسے اس برف اور سردیوں سے وحشت ہوتی تھی۔کیونکہ سردیاں ختم ہوتے ہی آکسفرڈ سٹی کی گلیاں پھولوں سے بھر جاتی تھیں۔یہاں کے لوگ بہار کو بھر پور طریقے سے انجوائے کرتے تھے۔فٹ پاتھ پر بیٹھ کر گیت گانے والوں کی بھی خوب عیش ہوتی تھی۔لیکن وہ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جتنا ہو سکے خود کو کمرے میں قید رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔کیونکہ وہ پھول اور گیت اسے اسکردو کی چیری بلاسم سے بھری سڑکیں اورخوبانیوں اور اخروٹ سے بھری گلیاں یاد کراتے تھے اورسب سے بڑھ کر زیمل کے کچنار کی پریاں۔

بات یہ نہیں کہ اسے یہ سب تکلیف دیتا تھا۔تکلیف تو دراصل اس قرض کی تھی جواس پر زیمل کا تھا۔ اور گزرتے وقت کے ساتھ بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔کبھی کبھی تو اس کے لیے سانس لینا بھی دشوار ہو جاتاتھا ۔

اس نے اسٹڈی ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے نیاز بو کے سوکھے پھولوں کا ایک پیکٹ نکالا۔پھر کتابوں کے ریک میں پڑی شیشے کی بوتلوں میں وہ سارے پھول انڈیل دیے۔

پورے کمرے میں نیازبو کی دھیمی سی خوشبو پھیل چکی تھی۔پھر ریک سے ایک کتاب نکال کر کرسی پر بیٹھ گیااور صفحے پلٹتا اپنا مطلوبہ صفحہ تلاش کرنے لگا۔بظاہر کمرے کا ماحول نہایت ہی پرسکون تھا ۔

لیکن جس سکون کی بات وہ ڈی سے کر کے آیا تھا،وہ اسے یہاں بھی میسر نہ تھا۔

How changed is here each spot man makes or fill!
In the two hinkseys nothing keeps the same.
The village street its hunted mansion lacks,
And rom the sign is gone
Sybilla's name
And from the roof the twisted
Chimneys stacks
Are ye too changed, ye hills
See this no foot of unfamiliar men.

www.novelsclubb.com

night from oxford up your pathway straits!-To
Here came I often, often in old days
Thyrsis and I. we still had thyrsis then

اس نے میتھو آرنلڈ کی نظم "تائرسس" کا پہلا بند مکمل کیا اور ہاتھ میں پکڑے کتابچے میں انگلی دے کر بند کیا پھر ایک نگاہ کلاس پر دوڑائی۔وہ مسکرایا۔

"یہ نظم دراصل ایک ایلیگی (نوحہ)ہے جو آرنلڈ نے اپنے دوست آرتھر ہیوکلف کی موت کے بعد اس کی یاد میں کہی تھی۔اور اپنے دوست کے لیے آرنلڈ نے" تائرسس "کا لفظ استعمال کیا ہے۔"

"مختلف زبانوں اور کہانیوں میں تائرسس کا متل مختلف ہے،لیکن اگر ہم آرنلڈ کے تائرسس کی بات کریں تو میرے خیال میں ہر انسان کی زندگی میں تائرسس ہوتا ہے۔مطلب کوئی ایسا جس سے آپ نے بے لوث محبت کی ہو،لیکن پھر آپ اسے کھودیں۔جیسے آرنلڈ کے لیے

آرتھر تھا۔آرنلڈ اور آرتھر یونیورسٹی میں ایک ساتھ پڑھتے تھے اور بے شک بہترین دوست بھی تھے۔وہ دونوں اکثر آکسفرڈ شائر (آکسفرڈ سٹی کے وجود میں آنے سے پہلے یہ جگہ آکسفرڈ شائر کہلاتی تھی)کے کنارے ایک ساتھ چلتے اور اونچے نیچے پہاڑوں کا نظارہ کرتے ۔عموماً وہ ایلم ٹری(بلحم کا درخت)کے نیچے بیٹھ کر خوب سا وقت گزارتے تھے۔اور یہ سب آرنلڈ کی بہترین یادوں میں شامل تھا۔"

وہ ہموار اور صاف آواز میں بولتا جا رہا تھا۔ایک ہاتھ ڈریس پینٹ کی جیب میں اور دوسرے ہاتھ میں پکڑے کتابچے کو ہوا میں لہراتا وہ انہیں سمجھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تائرسس کے پہلے بند میں آرنلڈ اپنی انہیں یادوں کو یاد کرتا اپنے ماضی کی تصویر کشی کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔کہ آج جب وہ تائرسس(آرتھر)کے بغیر گیا ہے تو وہاں آرتھر ہی نہیں بلکہ وہاں

کچھ بھی پہلے جیسا نہیں ہے۔ نہ وہ آسیب زدہ حویلی اور نہ ہی وہ پہاڑ۔نہ ہی وہ چھتوں پر لگی چمنیاں اور نہ ہی کوئی جانا پہچانا انسان سب کچھ بدل چکا ہے۔"

وہ کہہ کر خاموش ہوا اور پوری کلاس کا ایک طائرانہ جائزہ لیا۔

اچانک پیچھے کی سیٹوں سے ایک ہاتھ بلند ہوا۔

"یس۔ "ابیہان نے کتابچہ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سر آپ نے ٹھیک کہا کہ ہر انسان کی زندگی میں ایک تائرسس ہوتا ہے تو سر کیا آپکی زندگی میں کوئی تائرسس تھا۔"

اگر ابیہان کی جگہ کوئی پچاس ساٹھ سالہ بڈھا پروفیسر ہوتاتو وہ لڑکی کبھی بھول کر بھی یوں سوال نہ کرتی۔ینگ ہونے کی وجہ سے ابیہان عموماً اسٹوڈنٹس کا من پسند لیکچرار تھا۔

وہ لڑکی اپنا سوال کر کے بیٹھ چکی تھی۔

"آف کورس ہر انسان کی زندگی میں ایک تائرسس ہوتا ہے۔"

ابیہان جو میز سے ٹیک لگائے کھڑا تھا بغیر کسی خاص تاثر کے بولا۔

"کون تھا سر وہ ؟"سامنے کی نشستوں سے سوال ابھرا۔

"ایک بیسٹ فرینڈ ، ایک ٹیچر ،ایک مینٹور۔"

کھڑکی سے باہر آسمان کو ڈھکے سرمئی بادلوں کو دیکھتے ہوئے وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

"سر تو کیا آپ اور آپ کے تائر سس نے پہاڑوں پر واک کی ہے یا درخت کے نیچے بیٹھ کر باتیں کی ہیں۔"ایک اور سوال ابھرا تھا۔

اسنے چہرہ واپس موڑا،ایک مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اُس اسٹوڈنٹ کو دیکھا، پھر میز پر سے اپنا سامان اکٹھا کرنے لگا۔

"اوکے آج کا لیکچر یہیں ختم ہوا۔"باقی کی نظم آئیندہ پر چھوڑتے ہوئے وہ کلاس سے نکل گیااور سوال بیچ میں ہی رہ گیا۔ہمیشہ کی طرح اُسنے آج بھی اِس موضوع سے بھاگنے کی کوشش کی تھی۔

کیا زیادہ بھاری تھا؟اس کے تائرسس کی یاد یا قرض ؟وہ خود بھی سمجھ نہیں پاتا تھا۔

یونی سے واپسی پر اُسے کچھ گروسری کرنی تھی۔اس نے داور سے کہا بھی تھا کہ کچھ ضروری سامان ہے وہ خرید لائیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔وہ رات کو ایک بار میں بار اٹینڈینٹ کا کام کرتے تھے۔اس لیے سارا دن انہیں آرام کرنا ہوتا تھا۔

وہ گروسری مارٹ میں داخل ہوا ۔اس نے اپنی مطلوبہ چیزیں لیں اور بل پے کرتا باہر آ گیا۔

www.novelsclubb.com

مارکیٹ کے آخری اسٹالز میں سے ایک اسٹال پھولوں کا تھا۔وہاں اسٹال پر کافی سارے مختلف پھول پڑے تھے۔اسٹال کے پیچھے ایک بوڑھی عورت زمین پر کپڑا بچھائے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔

اور ریڑھی کے آگے ایک اٹھائیس انیتس سالہ لڑکی ہاتھوں میں پھولوں کے خوبصورت چھوٹے چھوٹے بوکے پکڑے راہ جاتے لوگوں کو روک روک کر انہیں پھول بیچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وائٹ جینز اور بے بی پنک بیگی سویٹر پر ایپرن پہنے، سر پر رومال باندھے(یوں کے رومال ماتھے پر باندھ کے پیچھے گردن پر گرہ لگا رکھی تھی۔ایک تکونی شکل میں رومال اُسکے بالوں کو سمیٹے ہوئے تھا۔) بھورے بال کمر پر بکھرے پڑے تھے۔

ابیہان اپنے دھیان وہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک وہ اُس کے سر پر آکر بولی۔

"کیا آپ یہ پھول خریدنا پسند کریں گے؟"

وہ بوکے اُس کے سامنے کرتے ہوئے بول رہی تھی۔

ابیہان نے ٹھٹک کر اسے دیکھا اس کے چہرے سے عجلت واضح تھی۔

"نو تھینکس ۔"اور کہتا وہاں سے چل دیا۔اور وہ لڑکی مایوس ہو کر دوسرے راہ جاتوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔کچھ آگے جاکر وہ ایک دم پلٹا تھا۔

اوہ۔۔۔بھاگتا وقت بھی ایک دم ٹھہرا تھا،ٹھہر کر پلٹا تھا۔

پورا ہجوم بھی حیرت سے پلٹا تھا۔گویا جاننا چاہتے ہوں کے وہ بے نیاز شخص کیسے پلٹ گیا۔

وہ عجلت میں اِدھر اُدھر بھاگتی زیادہ سے زیادہ پھول بیچنے کی کوشش کر رہی تھی۔اس کے بھورے بال مسلسل ادھر ادھر لہرا رہے تھے ۔ابیہان کی نظریں خود پہ محسوس کرتی وہ بھی پلٹی تھی۔لمحے بھر کا فسوں تھا اور ابیہان نے نظریں پھیر لیں پھر اپنی راہ چل پڑا۔بظاہر وہ ایک غیر اِرادی عمل تھا پر اُس بھاگتے ہجوم میں اُس لڑکی کو رُکنے پر مجبور کر گیا۔

پل بھر کو وہ رک کر اسے ہی دیکھتی رہ گئی۔ایک ہاتھ میں گروسری کا بیگ اور دوسرے ہاتھ میں چھتری پکڑے وہ متوازن چال چلتا بھیڑ

میں غائب ہو گیا۔اچانک ہجوم میں کسی سے ٹکرا کر ذرا دھکا لگنے پر وہ جاگی اور سر جھٹک کر واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

شام ڈھلنے والی تھی جب وہ ہاتھ میں پکڑے پونڈز گنتی بوڑھی عورت کے پاس گئی۔

"یہ لیں آپ کی آج کی کمائی جناب۔"اس نے چہکتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے پونڈز عورت کی طرف بڑھائے۔

"بہت شکریہ بچے،ہمیشہ خوش رہو۔"جھریوں زدہ چہرے پر بمشکل مسکراہٹ لاتے ہوئے وہ دل سے اسے دعا دیتے ہوئے بولیں۔

اس نے ہنس کر احتراماً اس عورت کا گال چوما اور پھر ہنستی ہوئی وہاں سے چل دی۔

www.novelsclubb.com

وہ عورت دور تک اس کے لیے الوداعی ہاتھ ہلاتی رہی حتی کے وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

"ہیے ڈی آجائیں کھانا تیار ہے۔"

وہ کوئی پانچویں بار ڈی کو آواز دے چکا تھا۔

ایپرن اتار کراسٹینڈ پر لٹکاتا وہ اوپن کچن کے باہر لگی سلیب کے گرد پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ڈی!"

وہ غصے میں بولا اور اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔تھوڑی دیر میں داور کمر پر ہاتھ رکھے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"تھوڑا ٹی وی دیکھا کریں ورنہ یہ رہی کمر بھی ٹوٹ جائے گی۔"

وہ پلیٹ میں چھری کانٹا چلاتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا۔

"اتنا ٹی وی بھی کہاں دیکھتا ہوں میں وہ تو بس یونہی ٹائم پاس کے لیے۔"

وہ کہتے کہتے اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگے کہ اچانک انہیں خیال آیا کہ وہ ٹی وی کا ریموٹ تو ساتھ ہی اٹھا لائے ہیں۔

"دیکھیں کتنی عادت پڑ چکی ہے آپکو اسکی۔"

ابیہان نے پھر سے لقما دیا۔

داور نے آنکھیں ٹیڑھی کر کے اسے گھورا۔

"ڈی!"وہ پھر سے مخاطب ہوا۔

"وہ میں سوچ رہا تھا کہ ان سپرنگز میں کہیں چلیں۔آئی مین کہ یونی سے بھی سپرنگ آف ہوگا۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہاتھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ صرف آکسفرڈ میں ہی سپرنگ آتی ہے۔"

وہ اس کی بات میں چُھپے مطلب کو جانتے تھے سو طنزاً بولے۔

"ہاں تو کسی جنگل ونگل میں چلتے ہیں کسی ٹری ہاؤس پر مہینہ گزار کر آجائیں گے۔"

اور اس کی اس بات پر داور نے ایک بار پھر اسے گھورا۔

"تم اور تمہارا ٹری ہاؤس،مجھے پہلے ہی بڑی مشکل سے اتنی اچھی جگہ کام ملا ہے،پچھلی دفعہ بھی تمہاری وجہ سے میں ویٹری کی جاب سے نکالا گیا تھا۔"

صاف انکار تھا ابیہان سمجھ چُکا تھا۔

"اور ہاں ایک اور بات بتانی تھی آپکو۔"وہ ایک دم کچھ یاد آنے پر بولا۔

"وہ جو کچھ دن پہلے واک کرتے ہوئے ایک عورت ملی تھی نا ہمیں جس سے آپ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے گپیں لگاتے رہے تھے وہ آج ملی تھی مجھے ۔اور آپ کے لیے کچھ گفٹس دے رہی تھی ۔شاید کپڑے تھے۔"وہ سوچتے ہوئے بولا۔

داور کے کان اچانک کھڑے ہو گئے۔

"کہاں ہیں وہ گفٹ؟"وہ اچھلتے ہوئے بولے۔

"وہ تو میں نے اسے واپس کر دیے یہ کہہ کر کہ آپ کے پاس بہت کپڑے ہیں اُنکی ضرورت نہیں ہے۔"وہ بغیر کسی تاثر کے بول رہا تھا اور اس کی بات پر داور ہکا بکا اسکی شکل دیکھ رہے تھے۔

"تم ۔۔۔۔تم ۔ابیہان تم نہیں بچو گے میرے ہاتھوں سے۔"وہ غصے میں چھری دکھاتے ہوئے بولے۔

اور وہ بمشکل ہنسی دباتے ہوئے کھانا کھانے لگا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ آتش دان کے پاس بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا جب داور اس کے سامنے سے گزرے۔

"جا رہا ہوں میں ۔"وہ جوتے پہنتے ہوئے بولے۔ابیہان نے ایک حیرت بھری نگاہ ان پر ڈالی پہلے تو کبھی اسے بتا کر نہیں جاتے۔لیکن پھر اگلے ہی پل اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔

بلیک شرٹ جو اس نے ابھی کچھ دن پہلے ہی اپنے لیے خریدی تھی داور کے جسم پر موجود تھی۔

بدلہ پورا ہو چکا تھا۔

"آپ بھی نا چاچو۔"وہ کہتا کتاب بند کر کے اُٹھ گیا۔آتش دان بُجھایا اورکمرے میں آکر اس نے کتاب ریک میں باقی کتابوں کے ساتھ رکھی۔کتاب رکھ کر ابھی

وہ مڑ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر سامنے میز پر پڑے کتابچے پر پڑی جس پر جلی حروف میں تائر سس کندہ تھا ۔

وہاں کتابچے سے ایک کاغذ جھلک رہا تھا۔اس نے وہ کاغذ کتاب میں سے کھینچا۔ دراصل وہ ایک خط تھا۔خط کے ایک کونے میں پاکستانی ڈاک کا ٹکٹ چسپاں تھا۔ اس کا ہنستا چہرہ ایک دم بجھ گیا تھا ۔وہ وہیں پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ خط کس کا ہے ۔پچھلے پندرہ سالوں میں وہ بارہا وہ خط پڑھ چکا تھا۔اور ہر دفعہ سوائے پچھتاوا بڑھنے کے کچھ خاص تبدیلی نہیں آتی تھی۔

اس نے بے جان ہاتھوں سے اس خط کو کھولا اور ایک مرتبہ پھر اُسے پڑھنے لگا۔اُس کی آنکھیں دھندلا گئیں ۔گزرتے وقت کے ساتھ بدلتا اُس کاغذ کا رنگ واپس اپنے پہلے جیسے رنگ کی طرف جا رہا تھا۔

اور ہمیشہ کی طرح وہ پھر اپنے ماضی میں بھٹکنے لگا۔

www.novelsclubb.com

باب 5

اور پچھتاوہ دونوں پر

ابیہان کے ماضی کے کچھ تلخ دن،

شام گہری ہو رہی تھی ۔کمرے کی لائٹس آف ہونے کی وجہ اس کے کمرے میں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔باہر کیا ہنگامے چل رہے ہیں اس سب سے بے خبر وہ صبح سے تکیے میں سر دیے لیٹا تھا۔

اچانک اس کے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ابیہان ۔"وہ برہان پاشا تھے۔اسے گھر آئے آج دوسرا دن تھا اور وہ آج اسے ملنے آئے تھے۔

ابیہان کی جانب سے کوئی جواب نہ آنے پر برہان پاشا نے اپنے آس پاس کھڑے سیکٹری اور گارڈز کو کمرے سے باہر جانے کا کہا۔

سب کے جانے کے بعد وہ پھر گویا ہوئے۔

"ابیہان تم پچھلے دنوں کہاں تھے کیونکہ میرے پتا لگانے کے مطابق تم اپنے دوستوں کے ساتھ تو کہیں نہیں گئے تھے۔"

وہ تکیے میں سر دیے دیے ہی طنزیا مسکرایا پھر ایک دم اٹھا اوربیڈ سے ٹانگیں لٹکا کر پیروں میں جوتے اڑستے ہوئے بولا۔

"بہت جلدی پتا نہیں کروا لیا آپ نے ڈیڈ کہ میں دوستوں کے ساتھ نہیں تھا۔"

"کیا مطلب کہاں تھے تم؟"

برہان پاشا کی حیرت عروج پر تھی۔وہ اسی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ برہان پاشا کو دیکھ رہا تھا۔اسکی نظریں۔۔۔برہان پاشا کے جسم میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

"جہنم میں۔"

وہ بہت آرام سے بولا تھا۔

اس کے لہجے پر برہان پاشا کو دوہری حیرت ہوئی۔اور پھر برہان پاشا کا کوئی جواب سنے بغیر وہ باتھ روم میں گھس گیا۔

وہ پچھلے دنوں کہاں تھا یہ پتا لگانا برہان پاشا کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ہاں لیکن جب انہیں پتا چلے گا توانہیں ایک جھٹکا تو ضرور لگے گا۔"

وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ سوچ رہا تھا۔

"ابیہان!ابیہان"!برہان پاشا بس اسے آوازیں ہی دیتے رہ گئے۔

اس نے شاور فل کھول دیا ۔وہ مزید کچھ بولنا یا سُننا نہیں چاہتا تھا، شاور کے نیچے کھڑا وہ کپڑوں سمیت ہی بھیگ رہا تھا۔ گرتے پانی کی آواز میں برہان پاشا کی آواز دب چکی تھی۔وہ، وہ آواز دوبارہ سُننا بھی نہیں چاہتا تھا۔

آج اس کا آخری پیپر تھا پیپر کے بعد وہ گھر جانے کی بجائے ہمیشہ کی طرح زیمل کی گلی تک گیا۔اِس آس پر کہ شاید وہ واپس آچکی ہو۔لیکن پھر گلی کے کونے سے دروازے پر تالا دیکھ کر وہ واپس مڑ گیا۔

زیمل سے ملے اسے پورا مہینہ ہونے کو تھا۔کتنا کچھ تھا جو اسے زیمل کو بتانا تھا لیکن وہ تھی کہ آ کر ہی نہیں دے رہی تھی۔

وہ اداسی سے سوچتا گھر کی طرف جا رہا تھا ۔

گھر کے دروازے سے لاؤنج میں انٹر ہونے تک کئی چوکیدار، مالی اور دوسرے نوکروں نے اسے سلام کیا لیکن اس نے کسی کا جواب نہ دیا۔

لاؤنج میں کون بیٹھا ہے کون نہیں اس سب سے بے خبر وہ سیدھا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"ابیہان۔"

اچانک اس کے کانوں سے ایک نئ مگر مانوس آواز ٹکرائی ۔وہ ایک دم ٹھٹکا اور چہرہ اٹھا کر وہاں میں بیٹھے چند لوگوں کی جانب دیکھا۔

برہان پاشا ،الماس بیگم اور ہاں وہ تیسرا شخص۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ داور پاشا تھے اس کے چاچو اور بچپن کے دوست جو انگلینڈ میں رہتے تھے۔

"ارے چاچو سے ملو گے نہیں بھئی؟"

داور مسکراتے ہوئے بولے۔

لیکن دوسری جانب دور دور تک کسی گرم جوشی کے آثار نہ تھے

۔وہ چہرہ پھیر کر واپس سیڑھیاں چڑھ گیا ۔

داور کی ہنسی ایک دم سمٹ گئی ۔

"یہ کیا تھا برہان بھائی؟"

حیرت سے سوال کیا گیا۔

برہان پاشا نے ایک افسوس بھری نظر ابیہان کی پشت پر ڈالی پھر سامنے میز پر پڑا چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے بولے۔

"بس اسی لیے تمہیں یہاں بلایا ہے ۔"

"مطلب میں سمجھا نہیں بھائی؟ "

"سمجھ تو مجھے بھی نہیں آرہی داور۔ناجانے پچھلے ایک ماہ سے یہ ایسے ہی بی ہیو کر رہا ہے اور چڑچڑا پن ہے کہ بڑھتا ہی جارہا ہے۔اسکا اے لیولز کمپلیٹ ہو چکا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم اسے اپنے

ساتھ لے جاؤ ویسے بھی اسے آگے آکسفرڈ میں ہی پڑھنا ہےاور تم بھی تو آکسفرڈ سٹی میں ہی رہتے ہو۔"

وہ سارا مدعا بیان کر چکے تھے۔

"وہ خود رضامند ہے اس کے لیے؟"داور نے چائے کا سپ لیتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ راضی ہوتا تو میں تمہیں تکلیف کیوں دیتا یہاں تک آنے کی۔"

"یہ کام تو بہت مشکل ہے بھائی ۔ابیہان اپنی ضد کا کتنا پکا ہے یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی لیکن ٹھیک ہے میں اس سے بات کرتا ہوں ۔"

داور چائے کا آخری سپ لیتے ہوئے بولے۔

وہ کھڑکی میں کھڑا کافی دیر سے لان میں کام کرتے مالی کو دیکھ رہا تھا جب اچانک اس کے کمرے کا دروازہ کھلا۔

وہ ایک دم مڑا یوں بغیر ناک کیے اس کے کمرے میں آنے والے داور چاچو ہی ہو سکتے تھے۔

"بس دروازہ ناک کرنا نہ سیکھئے گا آپ۔"

لہجہ بے تکلف تھا۔

"کیا چل رہا ہے بھئی آج کل۔"

بات ہوامیں اڑانے کے انداز میں داور اس کے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"سانسیں"

www.novelsclubb.com

ہمیشہ کی طرح مختصر سا جواب ۔

"تو اب آگے کے کیاا رادے۔۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتے ۔

"میں کہیں نہیں جا رہا ہوں چاچو اور یہ میں سب کو بتا چکا ہوں۔اور آپ بھی آج ہی واپسی کا ٹکٹ کٹالیں تو اچھا ہو گا کیونکہ یہاں آ پ صرف اپنا وقت ہی ضا ئع کریں گے اور کچھ نہیں۔"وہ کھڑکی کے پردے برابر کرتا بیڈ کی طرف آیا۔لائٹس آف کیں اور کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا۔

"مجھے اسکردو کی گلیاں انگلینڈ سے زیادہ پسند ہیں ۔"

اس نے آخری بات کہی اور تکیہ منہ پر رکھ لیا۔

"ہیے۔۔۔۔۔ہیے ہیے یہ ابیہان پاشا ہی ہے نا ۔"

وہ مڑ کر حیرانگی سے بولے۔

جواب ندارد۔

www.novelsclubb.com

وہ اب مزید کوئی بات نہیں کرے گا وہ جانتے تھے سو وہ وہاں سے اٹھ گئے۔

داور اور ابیہان آج صبح سے ہی اسکردو کی سیر کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ابیہان کا بلکل بھی موڈ نہیں تھا مگر داور کے بہت اصرار پر وہ آ ہی گیا۔

سیاہ جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے داور اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ابیہان کافی دیر سے سڑکوں پر گھوم رہے تھے۔صبح صبح تو موسم بالکل صاف تھا لیکن دوپہر کے بعد آسمان پر سرمئی بادل اکٹھے ہونے لگے تھے ۔سڑک کے اطراف میں لگے چیری بلاسم کے درخت اب ہوا کے جھونکوں کے ساتھ لہرا رہے تھے۔موسم کی خوبصورتی اور ٹھنڈک کل کی تلخی ختم کر کے ابیہان کا موڈ سیٹ کرنے کیلئے کافی تھی۔رہی سہی کسر داور کے کورین سانگ نے پوری کر دی تھی جو وہ کافی دیر سے گنگنا رہے تھے۔پہلے تو ابیہان باہر لگے درخت گنتا

بس مسکرا ہی رہا تھا لیکن اب وہ بلند آواز میں داور کے ساتھ گانے لگا۔

I'm the one I should love in this world
bichnaneun naleul sojunghan nae yeonghon-eul
oh, so I love me
ijeya kkaedal-a, oh, so I love me
jom bujoghaedo neomu aleumdaun geol
I'm the one I should love
I'm the one I should love

آسمان مکمل طور پر بادلوں سے ڈھک چکا تھا۔
بارش کسی بھی وقت شروع ہوسکتی تھی لیکن وہ دونوں اس سب سے بے خبر موسم انجوائے کرتے کھیتوں میں کرکٹ کھیل رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

کار کھیتوں سے باہر سڑک پر ہی کھڑی تھی۔

"سانپ ۔چاچو سانپ۔"

داور جو کہ ابیہان کا پھینکا ہوا شارٹ پکڑنے ہی والے تھے سانپ کے نام پر ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھنے لگےاور بال وہیں زمین پر گرگئی۔

"کہاں ہے سانپ مجھے تو نہیں دکھ رہا ۔"وہ ابھی تک ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہے تھے۔

"وہ تو اپنے بل میں گھس گیا کب کا۔"

ابیہان نے لاپرواہی سے کہا۔

داور کان کھجاتے گیم کی طرف آئے تو انہیں ایکدم یاد آیا کہ کیچ تو چھوٹ گیا۔وہ سب سمجھ گئے تھے ۔انہوں نے نظریں ذرا ٹیڑھی کر کے ابیہان کو دیکھا۔وہ بمشکل ہنسی دباتا آسمان پر نگاہیں دوڑا رہا تھا۔

داور گیند اٹھانے کی جائے کھیتوں کے کنارے بنے بنوں پر جا کر بیٹھ گئے۔

"کیا چاچو آپ بیٹھ کیوں گئے ابھی تو گیم باقی ہے ۔"

"جاؤ میں نہیں کھیل رہا تم چیٹر کے ساتھ۔"

وہ مصنوعی خفگی کے ساتھ بولے۔

"آپ کو پتا چل گیا ۔"

وہ اب دانت نکال کر ہنس رہا تھا پھر بیٹ وہیں پھینکا اور پی کیپ اتار کر ہاتھ بالوں میں مارتا داور کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"چلیں چھوڑیں میں بھی ایک بدھو کے ساتھ کھیل کھیل کر تھک چکا ہوں۔کیا چاچو کچھ تو تیز ہو جائیں آپ ۔انگلینڈ میں رہ کر کیا سیکھ رہے ہیں آپ ہاں۔"

وہ کہہ کر پانی پینے لگا ۔انداز بلکل کسی بڈھے کی طرف تھا۔

جواباً داور نے بس اسے گھورا اور پھر دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

"میں جا رہا ہوں کل پرسوں تک ۔کیا کہتے ہو تمہارا ٹکٹ بھی کر وا لوں۔"

وہ بوتل کا ڈھکن بند کرتے ہوئے بولے جس پر ابیہان کی ہنسی ایک دم سمٹ گئی۔

"چاچو پلیز میں آج بہت دنوں بعد اس طرح انجوائے کر رہا ہوں ۔آپ میرا موڈ خراب مت کریں پلیز۔"

"عجیب انسان ہو ۔لوگ ایسے موقعوں کے پیچھے بھاگتے ہیں اور تم موقع سے ہی بھاگ رہے ہو۔"

انکا اشارہ اس کے آکسفرڈ میں ایڈمیشن کی طرف تھا۔

"زندگی میری ہے نا چاچو میری مرضی میں اسے جیسے مرضی گزاروں۔آخر آپ بھی تو اپنی مرضی کی زندگی گزار رہے ہیں ۔"

وہ اس سب گفتگو سے اُکتا چکا تھا۔

"بیٹا جی مجھ میں اور تم میں فرق ہے ۔میں اپنی مرضی کی زندگی گزار رہا ہوں کیونکہ میں امان پاشا (ابیہان کے دادا)کا بیٹا ہوں۔اور تم۔۔۔۔۔

تم برہان بھائی کے بیٹے ہو اور برہان بھائی کو تم سے زیادہ میں جانتا ہوں۔اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ خوشی خوشی ان کی بات مان لو ۔ورنہ انہیں اور بھی طریقے آتے ہیں۔"

داور کی اس بات پر ابیہان نے انہیں گھورا پھر اگلے ہی لمحے اٹھ کر جیپ کی طرف چلا گیا۔

"پھر غصہ چڑھ گیا اسے ۔"داور نے ہنستے ہوئے کہا اور پانی پینے لگے لیکن پھر اچانک سنائی دینے والی آواز پر ٹھٹکے۔

ابیہان جیپ اسٹارٹ کر چکا تھا اور جیپ کی آواز پر داور نے اِدھر اُدھر چابی کی تلاش میں نگاہ دوڑائی لیکن یہ کیا ابیہان کب ان کی پینٹ کی سائیڈ والی جیب سے چابی لے گیا انہیں پتا ہی نہیں چلا۔

"ابیہان نہیں ۔وہیں رکو تم الوّ کہیں کے مجھے تو آنے دو۔"

اچانک جیپ کے حرکت میں آنے پر وہ چلا تے ہوئے سڑک کی طرف بھاگے۔لیکن جب تک وہ سڑک پر پہنچے ابیہان وہاں سے جا چکا تھا۔

"ایک سے بڑھ کے ایک خر دماغ ہیں دونوں باپ بیٹا۔"

وہ بڑ بڑ اتے اب دوسرے ڈرائیور کو کال ملانے لگے۔بارش کبھی بھی شروع ہو سکتی تھی اور وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتے تھے۔

شام والے واقعے کے لیے وہ ابھی الماس بیگم سے ڈانٹ کھا کر آیا تھا۔اور اگر برہان پاشا اس وقت گھر ہوتے تو یقیناً اسے ڈبل ڈانٹ پڑتی۔

وہ الگ بات ہے کہ اسے نہ ابھی کچھ خاص فرق پڑا تھا اور نہ ہی تب پڑتا۔

بمطابق اس کے اس کی زندگی میں پہلے ہی بہت دکھ ہیں جیسا کہ برہان پاشا پتا لگا چکے ہیں کہ اُسے کس نے اور کیوں اغوا کیا تھا اور حتی کہ اسے مارنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن اس سب کے با وجود وہ خلیل والی کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے رہے تھے کیونکہ بمطابق ان کے وہ الیکشنز کے دنوں میں کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرنا چاہتے۔

"اور اپنے اس خوف کو وہ اپنی دور اندیشی کا نام دیتے ہیں۔"

وہ سوچ کر طنزاً مسکرایا۔

لیکن اس سب سے زیادہ وہ کچنار کی پریوں کے لیے بے چین تھا۔کہ کہیں وہ ابی اور زیمل کا انتظار کرتے کرتے تھک نہ جائیں اورمایوس ہو کر وہ گھر چھوڑ نہ دیں.

"آہ ۔۔۔۔۔۔۔۔زیمل آپ کب آئیں گی؟"وہ اداسی سے کہتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس کے سر میں درد سے ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔وہ بیڈ کی سایڈ ٹیبل کی دراز کھولے سر درد کی گولیاں ڈھونڈنے لگا۔

گولیاں تو وہاں نہیں تھیں سو نہ ملیں لیکن دراز کی تمام مانوس چیزوں کے درمیان اسے ایک نا مانوس چیز دکھائی دی۔وہ ایک سفید خط تھا جس پر پاکستان کا ہی اسٹیمپ لگا ہوا تھا۔اس نے حیران ہوتے ہوئے وہ خط اٹھایا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔"شاید وہ خط برہان پاشا کے لیے ہو یہ سوچ کر اس نے اسے باہر نکالا اور الٹ پلٹ کر دیکھا۔پھر اسے چاک کیا اور اس کے اندر پڑا کورا سفید تہہ کیا ہوا کاغذ نکالا۔حیرانی کچھ اور بڑھ گئی ۔اس نے کاغذ کی تہیں کھولیں وہ ہاتھ سے لکھی تحریر تھی۔

اور پھر سب سے اوپر لکھے نام پر وہ ٹھٹکا۔

"ابی مائے بیسٹ فرینڈ"

وہ زیر لب گویا ہوا،اُسکی دھڑکن پل بھر کو تھمی تھی،وہ جیسے کچھ بُرا ہونے سے پہلے تھمتی ہے،کسی انہونی سے پہلے۔لمحوں پر بھی تھمنا واجب ہوا۔

اور پھر آگے لکھی تحریر پڑھنے لگا۔

"اس بات پر تم مجھ سے اتنا ناراض ہو جاؤگے میں نہیں جانتی تھی۔پلیز مجھے معاف کر دو اور کوئی اپنے بیسٹ فرینڈ سے اتنا ناراض کیسے ہو سکتا ہے ۔اس دن میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی تھی لیکن تم چلے گئے اور دوبارہ آئے ہی نہیں۔سو یہ بات مجھے تمہیں یوں خط کے ذریعے بتانا پڑھ رہی ہے۔ہر انسان کی زندگی میں کچھ تلخ حقیقتیں ہوتی ہیں اور انہیں تلخ حقیقتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجھے کینسر ہے۔میں کافی عرصے سے تمہیں یہ بات بتانا چاہتی تھی لیکن تمہارے چہرے پر ابھرتی خالص مسکراہٹیں مجھے یہ سب کہنے سے روک دیتیں۔چونکہ میری زندگی کے کچھ ہی دن باقی ہیں

جو میں اپنے گاؤں میں جا کر گزارنا چاہتی ہوں، میں آخری بار تم سے ملنا چاہتی تھی میں تمہارے دوستوں سے تمہارے گھر کا پتا پوچھ کر تمہارے گھر تک بھی گئی تھی لیکن چوکیدار نے مجھے بتایا کہ تم لمبی چھٹیوں پر کہیں گئے ہو۔میری مجبوری تھی ابی اس لیے میں اس دن ہی گاؤں چلی گئی۔ یہ خط میں خالہ کے پاس رکھوایا تھا کہ اگر تم میرے آخری وقت تک نہ آئے تو یہ خط تمہیں پوسٹ کر دیں۔میں نے تمہارا بہت انتظار کیا لیکن شاید قسمت میں یہی لکھا تھا۔ اور ہاں میری ایک آخری خواہش ہے ابی کہ میرے کچنار اور اسکی پریوں کو زیادہ انتظار مت کروانا۔میں نہیں چاہتی کہ وہ پریاں مایوس ہوکر چلی جائیں اور پھر کبھی نہ آئیں۔میرے گھر کے دروازے کے باہر پڑی اینٹوں کے نیچے تالے کی چابی ہے وہ لے لینا۔کیونکہ اب سے وہ گھر ،کچنار اور اسکی پریاں تمہارے پاس میری امانت ہیں۔

تمہارے لیے دعاگو

زیمل آفندی۔"

الفاظ ختم ہو چکے تھے لیکن تکلیف۔۔۔

وہ تو ابھی شروع ہوئی تھی۔ان الفاظ پر یقین کرنا اس کے لیے مر کر زندہ ہونے جیسا تھا۔اس نے احتیاط سے وہ کاغذ تہہ کیا اوراسے واپس لفافے میں ڈال کر دراز میں ڈال دیا۔پھر آنکھیں بند کر کے ایک گہرہ سانس اندر کھینچا اور پھر باہر نکالا۔

پھر آنکھیں کھول دیں،

(میں تمہارے دوستوں سے تمہارے گھر کا پتا پوچھ کر تمہارے گھر تک بھی گئی تھی لیکن چوکیدار نے مجھے بتایا کہ تم لمبی چھٹیوں پر کہیں گئے ہو۔)

www.novelsclubb.com

سب کچھ ٹھیک ہو جانا چاہیے تھا، بلکل جیسے کسی بُرے خواب کی طرح سب مٹ جاناچاہئے تھا۔

پر وہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا۔کچھ بھی نہیں۔

پھر شاید ایک انتظار ہوگا

کچھ طویل ،یا شاید لا حاصل انتظار

اور اس انتظار میں

تم سے جڑے وہ سب لمحے،

ہی میرے اکلوتے ساتھی ہونگے

(میں نے تمہارا بہت انتظار کیا لیکن شاید قسمت میں یہی لکھا تھا۔)

تکلیف کے اس ناگہانی بھنور میں اسکی ذات ذرہ ذرہ فضا میں بکھر رہی تھی۔

وہ اُس دن نہیں مرا تھا۔پر وہ ابھی مرنا چاہتا تھا۔ابھی اور اسی وقت۔وہ بھی مر جانا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

رات کا کونسا پہر ہے اس سے بے خبر وہ مردہ قدموں کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔بارش پورے زور سے برس رہی تھی۔وہ گھر میں بغیر کسی کو بتائے خاموشی سے نکل آیا تھا۔

رین کوٹ اور رین بوٹس پہنے،ہاتھ میں چھتری پکڑے اس خوفناک رات کو چیرتا زیمل کے گھر کی طرف رواں تھا۔

وہ روئے یا ہنسے اسے بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا ہاں اس کے دونوں اطراف اس کے ساتھ ساتھ چلتے چیری بلاسم کے درخت تاریکی کے ساتھ ساتھ اس کا دکھ بانٹنے کے لیے برابر کا سوگ منا رہے تھے۔آخر کو وہ درخت،وہ سڑکیں ،وہ گلیاں وہی سب تو اس کی ہم راز اور ساتھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

چلتے چلتے وہ زیمل کے گھر کی گلی مڑا۔آج وہ پھول نہیں گن رہا تھا اور نہ ہی اس نے پوری گلی پر نگاہ دوڑائی تھی۔اُس میں سر اُٹھانے کی سکت ہی نا تھی،وہ بس زمین میں نظریں گاڑے قدم گنتا زیمل کے

گھر پہنچنے کے لیے بے تاب تھا۔زیمل کے دروازے پر رک کر اس نے اینٹوں کے ڈھیر کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔اسے دو قدم کے فاصلے پر اینٹوں کا ڈھیر دکھائی دیا۔اس نے چھتری زمین پر رکھی اور اینٹیں ادھر ادھر کرتا چابی تلاش کرنے لگا۔جلدبازی میں چابی مل کے ہی نہیں دے رہی تھی ہاں البتہ اس کے ہاتھ پر دو مرتبہ اینٹ لگ چکی تھی اور اب وہاں سے خون بھی بہنے لگا تھا۔لیکن وہ درد سے بے نیاز مسلسل ہاتھ چلا رہا تھا۔

آخر اسے کوئی چیز اچھل کر اینٹوں سے باہر کو گرتی ہوئی دکھائی دی ۔اس سے پہلے کے وہ سڑک پر بہتے پانی کے ریلے کے ساتھ نالی میں چلی جاتی اس نے فوراً اسے اٹھا لیا۔وہ چابی ہی تھی۔

ابیہان نے فوراً اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر جلدی سے تالا کھولنے لگا۔

دروازہ کھول کر وہ اندر چلا گیا۔

اندر کیا کیا قیامت آئی اور گزر گئی، اس سب سے بے نیاز باہر بارش پورے زوروشور سے برس رہی تھی اور فٹ پاتھ پر پڑی چھتری اب پانی کی سطح پر تیرنے لگی تھی۔

پورے ایک ماہ بعد اس جگہ آکر اسکے پورے وجود میں سکون اترنا چاہیے تھا ہمیشہ کی طرح لیکن افسوس آج ایسا نہیں ہوا تھا ۔اس نے ایک بے چین نگاہ صحن کے اطراف میں پڑے گملوں پر ڈالی۔ تمام پودے اپنی اصلی حالتوں میں موجود تھے لیکن زیمل کے بغیر ان کی حالت ابیہان کی حالت سے کچھ خاص مختلف نہ تھی۔اس نے رین بوٹس اندرونی صحن کے کنارے پر ہی اتار دیے اور ننگے پاؤں اندر چلا گیا۔فرش بالکل بھی ٹھنڈا نہیں تھا جیسا پہلے ہوتا تھا۔اس نے پورے گھر میں ایک نگاہ دوڑائی ۔اپنے گھر سے یہاں تک تو وہ بغیر کسی احساس کے کیسے آگیا تھا وہ نہیں جانتا تھا لیکن اب۔۔۔

اب اچانک اسے لگا وہ اگلا سانس بھی نہیں لے پائے گا۔

"زیمل"!اس کی آواز بھرا گئی اس نے کسی مچلتے بچے کی طرح زیمل کو پکارا تھا اور اس کے لہجے اور انداز پر گھر کی دیواروں کو گماں ہونے لگا تھا شاید زیمل واقعی وپس آجائے گی۔ اس کی پکار میں کچھ تھا ہی ایسا۔

لیکن قدرت کے بھی کچھ اصول ہیں، سو وہ نہ آئی۔

وہ مرے قدموں کے ساتھ گھر کے پچھلے صحن کے دروازے تک گیا۔اور بہت آس کے ساتھ وہ دروازہ آہستہ آہستہ کھولا۔زیمل اپنا کچنار اور پریاں چھوڑ کر نہیں جا سکتی اسے یقین تھا۔

دروازہ کھلتے ہی سامنے صحن میں بجلی کی کوند پڑی جس کی روشنی میں اسے کچنار کے درخت اور صحن کی دیواروں کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیا۔

اس کا یہ یقین بھی بجلی کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی ٹوٹ چکا تھا۔

وہ وہیں دروازے کی دہلیز پر بیٹھ گیا ۔اسے اپنے بائیں گال پر کچھ نرم گرم سا بہتا محسوس ہوا۔

اور اس پورے وقت میں یہ پہلا آنسو تھا جو اس کی آنکھ سے بہہ رہا تھا۔

اب وہ خوب رو سکتا تھا کیونکہ وہ ابیہان نہیں۔۔۔ ابی تھا۔

اچانک اس کی جیب میں پڑے فون پر ایس ایم ایس کی بیپ بجی۔اس نے اندر سے پینٹ کی جیب سے فون نکالا۔اسکرین پر داور کا میسج جھلملا رہا تھا۔

"میں صبح نکل رہا ہوں۔"

وہ جانتا تھا وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔اس نے فون زمین پر رکھ دیا۔ آنکھیں میچتے ہوئے اس نے سر دروازے کے پٹ کے ساتھ ٹکا لیا۔ پہلی دفعہ بھی وہ یوں ہی اس دروازے کے پٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اور تب اُسے اپنے وجود مین سکون اُترتا محسوس ہوا تھا اور آج بھی

وپ وہیں بیٹھا تھا لیکن آس پاس کا ماحول اس دن سے بہت مختلف تھا ،آج وہ گھر اُسکا سکون قطرپ قطرہ واپس چھین رہا تھا۔آنکھیں کھول کر وہ دروازے کے آگے بنی منڈیر کی چھت سے ٹپکتے قطروں کو دیکھنے لگا۔ہر ٹپکتے قطرے کے ساتھ، ابی اور زیمل کے ساتھ گزارے لمحے بھی گر کر مٹی میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔بارش آہستہ آہستہ مدھم پڑ رہی تھی۔

"اس سب کے ذمہ دار آپ ہیں ڈیڈ۔"

وہ بولا لیکن اس کی آواز، پرنالے سے گرتے پانی اور بارش کے شور میں دب گئی۔

"میں آپ سے ناراض نہیں تھا زیمل ۔"

وہ کسی بچے کی طرح صفائی دینا چاہ رہا تھا۔

اب زیمل کو کون بتائے گا کہ وہ اس سب سے بے خبر تھا ورنہ وہ زیمل سے ملے بغیر کیسے۔۔۔۔"

یہ سوچ اسے اور زیادہ تکلیف دے رہی تھی۔

"یہ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے ڈیڈ ۔"

وہ غصے سے بلند آواز میں بولا۔

"آپکی وجہ سے۔"

اور پھر دیوانہ وار چیخنے لگا۔

چیختے چیختے اسکی آواز پھر مدھم ہو گئی۔

"آپ نےابی کو مار دیا ڈیڈ۔"

پھر اچانک وہ ہنسنے لگا

"آپ نےماردیاڈیڈ۔"

اور پھر خاموش ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

اچانک اس کے فون کی بیپ پھر بجی۔اس نے ایک نگاہ فون پر ڈالی ۔وہاں داور کی طرف سے سوالیہ نشان آئے تھے۔

بس آج ایک آخری فیصلہ جو اسے کرنا تھاکہ زیمل اورابی کی اس کتاب کا اگلا صفحہ پلٹے یا۔۔۔۔۔

ایس ایم ایس کی بیپ پھر سے بجی تھی اور اسکرین پر سوالیہ نشان اُبھرے ۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ تو پھر اب آپ بھی ابیہان پاشا کی شکل دیکھنے کو ترس جائیں گے۔"وہ حتمی انداز میں بولا تھا۔

اسکی نظر میں یہ بہترین بدلہ تھا۔

اس نے فون اٹھا یا اور داور کو جوابی ایس ایم ایس ٹائپ کیا۔

"میری ٹکٹ بھی کروا لیں۔"

ٹائپ کر کے اس نے سینڈ کا بٹن دبایا۔

"نہیں جب میں انگلینڈ پہنچ جاتا پھر بتانا تھا نا۔"

داور کی طرف سے فوراً جواب موصول ہوا تھا۔اس نے فون واپس زمین پر رکھ دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شاید صفحہ پلٹنے سے زیادہ اس کے لیے کتاب بند کر دینا آسان تھا۔ بارش رک چکی تھی اور چھت سے ٹپکتا آخری قطرہ بھی زمین میں جذب ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

تائر سس از صوفیہ ابتسام
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باب 6

جپسی

آکسفرڈ سٹی، موجودہ رات۔

رات کا آخری پہر تھا جب اچانک موبائل پر بجتی کال رنگ ٹون پر اُسکی آنکھ کھلی۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے وہ کب سو گیا اسے پتا ہی نہیں چلا۔ سیدھے ہوتے ہوئے اسکی گردن میں درد اُٹھا۔ گردن سہلاتے ، اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں

موبائل ہنوز بج رہا تھا۔ابیہان نے جھلا کر فون اٹھایا۔

"کون ہے اس وقت؟"وہ بڑبڑایا پھر کال آن کرکے فون کان کو لگایا۔

"ہیلو؟"بمشکل سوتی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"ابے ہیلو کے لگتے پچھلے ایک گھنٹے سے فون کر رہا ہوں اٹھا کیوں نہیں رہے تھے۔"

" جھوٹ مت بولیں چاچو آپ نے بس دو ہی مس کالز کی تھیں میں نے دیکھ لیں ہیں۔"وہ لا پرواہی سے کہتا بمشکل اپنی جمائی روکتا کرسی سے اٹھ گیا۔

"میری بلا سے ۔"داور غصے سے بولے ۔

"میں تمہیں ایک ہسپتال کا ایڈریس بھیج رہا ہوں جلدی یہاں پہنچو۔"

"ہسپتال!"ابیہان ٹھٹکا۔

اس سے پہلے کہ وہ اگلی بات کرتا کال کٹ چکی تھی۔

"چا۔۔چاچ۔۔چاچو۔"اور اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔

وہ فوراً اٹھا اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر ہی کمرے سے نکل گیا۔سٹینڈ سے کوٹ اور مفلر اتاراور جلدی میں پہنتا گھر سے نکل گیا۔

کافی مشکل کے بعد اسے ٹیکسی ملی کیونکہ اتنی برفانی رات کو ٹیکسی ملنا انتہائی مشکل تھا۔اس نے ٹیکسی والے کو منہ مانگی رقم دی ، اسے بس جلد از جلد مطلوبہ جگہ پر پہنچنا تھا۔وہ ایسا ہی تھا۔لاپرواہ۔۔بے فکر۔۔۔لیکن کچھ تھا جس سے وہ ہمیشہ ڈرتا تھا۔۔وہ اپنوں کو کھونے سے ہمیشہ ڈرتا تھا۔

"کیا آپ مجھے داور پاشا کا روم نمبر دے سکتی ہیں۔"ہسپتال پہنچ کر اس نے ریپشنسٹ سے پوچھا۔

"جی112 ۔"وہ مسکرا کر بولی۔

"کیا آپ انکے رشتے دار ہیں۔"

جی میں انکا بھتیجا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"اوکے پھر آپ یہ فیس پے کر دیں اور صبح تک انھیں ڈسچارج کر دیا جائے گا۔"ریپشنسٹ نے ایک بل ابیہان کی جانب بڑھایا۔

ابیہان نے بل کی ادا ئیگی کی اور داور پاشا کے کمرے کی طرف چل دیا۔

وہ کمرے میں داخل ہواتو سامنے بیڈ پر آنکھوں پر بازو رکھے لیٹے تھے۔اُنکی ایک ٹانگ جو پٹیوں میں جکڑی تھی بیڈسے تھوڑا اوپرہوا میں لٹک رہی تھی۔

"خیریت ہے ڈی۔کس محاذ سے آرہے ہیں آپ؟"وہ کہتا پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گیااور داور کے تو جیسے کسی نے زخموں پر نمک چھڑک دیا ہو۔

www.novelsclubb.com

"جہنم سے ۔"

"اوہ۔۔۔"مصنوئی افسوس سے کہا گیا۔

"ویسے یہاں تک کون لایا آپ کو؟" صوفے کی پشت سے ٹیک لگا تا وہ آرام سے بولا۔

"خود ہی آیا ہوں اور کس نے لانا تھا۔"

ابیہان نے ایک ترچھی نگاہ داور پر ڈالی ۔

"تو گھر بھی خود ہی آجاتے مجھے یہاں بلانے کی کیا ضرورت تھی۔ " جمائی بمشکل روکی۔

"تمہاری ہی منحوس شرٹ کی وجہ سے یہ سب ہوا۔نہ میں وہ پہنتا اور نہ اس حال میں ہوتا ۔"

ابیہان نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"ہوا کیا ہے ذرا مجھے بھی تو پتا چلے۔"

"ہونا کیا ہے بس ایک نیک دل بار اٹینڈر سمجھ کر وہ عورت مجھے اپنا دکھ سنا رہی تھی کہ اچانک نا جانے کہاں سے اسکا شوہر اپنے سانڈ جیسے غنڈوں کے ساتھ وہاں آگیا ۔"

باقی کی کہانی ابیہان سمجھ چکا تھا۔

"میں بتا رہا ہوں اس دفعہ آپ میری وجہ سے نہیں اپنے ہی ان کا رناموں کی وجہ سے نکالے جائیں گے۔"وہ کہتا صوفے پر دراز ہو گیا۔

"لیٹے کیوں جا رہے ہو چلو بل پے کرکے آؤ تاکہ ہم گھر چلیں۔"وہ اسے سیدھا ہوتا دیکھ کر بولے ۔

"پے کر چکا ہوں ۔"ابیہان نے نیند میں ڈوبی آواز کے ساتھ کہا۔

"چلو بھئی پھر ہم گھر چلیں۔"داور اٹھتے ہوئے بولے۔

"لیٹے رہیں یہیں صبح ڈسچارج ہوں گے آپ اور سونے دیں مجھے۔صبح مجھے یونی بھی جانا ہے۔"

www.novelsclubb.com

داور نے ایک نظر ابیہان پر ڈالی اور دوسری سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر جو صبح کے تین بجا رہی تھی ۔پھر جسم ڈھیلا چھوڑتے واپس لیٹ گئے۔

کچھ لمحے کے توسط سے گردن موڑ کر ایک نظر ابیہان پر ڈالی، اسکے چہرے پر پھیلی پژمردگی صاف محسوس کر سکتے تھے۔ کوئی انجانی سی تکلیف۔۔ بوجھ۔۔۔ قرض۔۔ اور انھیں ہمیشہ اسے ایسے دیکھ کر تکلیف ہوتی تھی۔

Lovely all times she lies, lovely to-night! —
Only, methinks, some loss of habit's power
Befalls me wandering through this upland dim.
Once passed I blindfold here, at any hour;
Now seldom come I, since I came with him.
That single elm-tree bright
Against the west—I miss it! is it goner?
We prized it dearly; while it stood, we said,
Our friend, the Gipsy-Scholar, was not dead;
While the tree lived, he in these fields lived on.

اسکے خاموش ہوتے ہی اچانک ایک ہاتھ اٹھا۔

"یس"ابیہان کتاب بند کرتے ہوئے بولا۔

"سر کیا یہ حقیقت ہے کہ جپسی سکا لرز آج بھی زندہ ہیں۔"

"دراصل جپسی سکالرز ان لوگوں کے لیے امید کی ایک کرن ہیں جو سمجھتے ہیں کہ انھوں نے زندگی میں سب کچھ کھو دیا۔"وہ میز سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو تے ہوئے بولا۔

"اور سر ایلم ٹری ،کیا وہ آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے آرنلڈ کے دور میں تھے۔"وہ اسٹوڈنٹ اپنا دوسرا سوال کر کے بیٹھ چکا تھا۔

"ایکسکوز می سر۔"اچانک ایک اور ہاتھ بلند ہوا۔

"سو سوری سر لیکن کیا آپ تھوڑا سا اکسپلین کریں گے کہ جپسی سکالرز کون ہیں۔"

ابیہان مسکرایا۔

"یاہ شیور۔"

وہ اسٹوڈنٹ بیٹھ گیا۔

"جپسی سکالرز درا صل میتھو آرنلڈ کی ایک نظم" جپسی سکالرز "کا اہم کردار ہے جو آکسفرڈ یونیورسٹی میں پڑتا تھا اور معاشی طور پر غریب تھا۔سب سے بڑھ کر وہ اکثر خانہ بدوشوں کے قافلوں کو دیکھا کرتا تھا۔اسکے مطابق اسکی زندگی تکلیفوں اور مصیبتوں میں قید ہے۔اس لیے وہ ان خانہ بدوشوں یعنی جپسیز کی طرح بننے کی خواہش کرتا تھا۔

اور پھر ایک دن وہ اپنی تمام قیدوں سے بھاگ نکلا اوران بنجاروں کے قبیلے میں شامل ہو گیااور پھر ان جپسیز کے ساتھ اس نے اپنی زندگی کا بہترین وقت گزاراس کے مطابق اس نے وہ سب کچھ پا لیاجو وہ چاہتا تھا۔لیکن پھر ایک دن خبر آئی کہ جپسی سکالرز مر چکا ہے ۔

پر آرنلڈ اس بات پر متفق نہیں ہیں۔انکے مطابق جب جپسی سکالرز زندہ تھے تب میں اور تائرسس اس ایلم ٹری کے نیچے جاتے تھےاور ہم دونوں ہی کو درخت بہت عزیز تھا۔

اور پھر آج آکسفرڈ کی سڑکوں پر کچھ بھی پہلے جیسا نہیں یہ سب آرنلڈ کو اداس کر دیتا ہے لیکن پھر انہیں اپنا ایلم ٹری دکھائی دیتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ایلم ٹری ابھی تک موجود ہیں تو پھر جپسی سکالرز بھی ابھی تک زندہ ہے کیونکہ جپسی سکا لرز کو اس درخت سے لگاؤ تھا۔

ان شارٹ جب تک ایلم ٹری موجودہیں جپسی ساکالرز آتے رہیں گے۔"ابیہان اپنی بات کرکے خاموش ہو گیا۔

"سر آپکو نہیں لگتا کہ یہ سب فنٹسی ہے بھلا حقیقت میں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

ابیہان ٹھٹکا تھا، پھر مسکرایا۔آج کا فی عرصے بعد وہ ایک اور حقیقت پسند ابیہان پاشاکو دیکھ رہا تھا۔

"اگر زندگی صرف چند حقیقتوں کے سہارے ہی گزر جاتی تو جیپسی سکالرز یوں اپنی زندگی چھوڑ کر خانہ بدوشوں کی زندگی گزرانے کی خواہش کیوں کرتا؟"وہ کہتا اب میز پر سے کتابیں اکھٹی کرنے لگا۔دوسری جانب وہ سوال کرنے والا اسٹوڈنٹ چہرے پر سوالیہ نشان لیے ابیہان کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہم سب ہی حقیقت پسند ہیں،پر کہیں نا کہیں،کچھ نا کچھ ہے،جو کھویا ہوا ہے۔جسکی کی فکر ہمیں اندر ہی اندر کہیں بے چین رکھتی ہے۔ہم سب ہی ایک فرضی سہی لیکن حل چاہتے ہیں،کوئی فرار۔۔۔کوئی فینٹسی۔۔۔۔کوئی جیپسی۔۔۔۔

صبح بھی وہ جلدی میں نا شتہ نہیں کر پایا تھااور یونی میں بھی بس کافی ہی پی تھی سو اب اسے بھوک کا احساس ستا رہا تھا۔

ہمیشہ کی طرح وہ ڈبل ڈیکر لال بس اسکے گھر کی گلی کے موڑ پر بنے فٹ پاتھ پر رکی۔بس سے اُترتے ہی ایک سرد جھونکا اُسکے جسم سے ٹکرایا تھا۔ اس نے فوراً ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈال لیے۔

اُسکا رُخ گھر کی بجائے گلی کے دوسرے کونے میں بنے کنونینٹ اسٹور کی طرف تھا۔

فی الحال تو اسے گھر میں کچھ کھانے کو تیار نہیں ملے گا۔یہی سوچ کر وہ اسٹور سے کچھ لے کر کھانے کے لیے اسٹور چلا گیا۔اس نے ایک طرف ریک میں پڑے سینڈوچیز میں سے ایک سینڈوچ لیا اور سیلف سروس کافی مشین سے ایک کپ کافی لے کر اسٹور کی گلاس ڈور ونڈوو کے ساتھ پڑی میز کے پاس کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا۔ شام ہو رہی تھی سو باہر زیادہ تر لوگ گھروں کی سمت جا رہے تھے۔

"معاف کیجئے گا سر لیکن آپ کو اتنی ہی پے منٹ کرنا ہو گی ورنہ آپ یہ سب نہیں لے جا سکتے۔"

اچانک ریسپشن پہ کھڑی لڑ کی کی آواز پر ابیہان نے سر اٹھا یا۔وہ سا منے کھڑے بحث کرتے کسٹمر کو سمجھا نے کی کوشش کررہی تھی۔پہلے تو وہ کسٹمر کے پیچھے تھی سو ابیہان کو دیکھائی نہ دی لیکن پھر وہ کسٹومر ذرا کوہٹا اور ابیہان کو اسکی ایک جھلک دیکھائی دی،سینڈوچ چباتے منہ کے ساتھ وہ منہک سا اُنکی بحث دیکھنے لگا۔

اس لڑکی کی شکل کچھ جانی پہچانی تھی۔

وہ شخص ابھی تک بحث میں مصروف تھا۔ ابیہان خاموشی سے سینڈوچ کھاتا دلچسپی سے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔اچانک وہ لڑکی بات ختم کر تے ہوئے بولی۔

"اوکے سر آپ اتنی ہی پے منٹ کردیں۔"اور وہ شخص ایک دم ہنسا۔

"کیسے دو ٹکے کے لوگ ہو ۔ سب جانتا ہوں تم لوگوں کی کار ستا نیاں ۔دھوکے سے مہنگا بیچنے کی کوشش کر تے ہو سامان۔"احساس فتح سے لبریز الفاظ کے ساتھ اس نے پیسے ریسپشن پر رکھے اور سامان بیگ اٹھا کر چل دیا۔

ابیہان بے ساختہ مسکرا رہا تھا۔پھر سر جھٹکتا چہرہ موڑنے لگا کہ اچانک اس لڑکی کی حرکت پر وہ حیران ہوا۔

وہ لڑکی ایک ہاتھ میں ملک پیک پکڑے ،جو کہ اس شخص کا تھا لیکن چونکہ اس نے پے منٹ کم کی تھی سو اس نے وہ ڈبہ چپکے سے نکا ل لیا اور دو سرا ہاتھ ناک پر رکھے اس شخص کو پیچھے سے منہ چڑا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اتنا نیک سمجھا ہوا ہے مجھے دوسرے دن ہی جاب سے نکا لی جاؤ ں گی اگر ایسے لوگوں کی باتیں ماننے لگی۔"اور اب بڑ بڑ اتی وہ کمپیوٹر پر مصروف ہوگئی۔

"ابیہان نے کپ اور سینڈوچ کا خالی ریپر اسکے سامنے ریسپشن پر رکھااس نے فوراً اسکا بل بناکے ابیہان کو دے دیا۔

اچانک ابیہان کو قریب سے دیکھنے پر یاد آیا کہ وہ وہی پھولوں والی لڑکی تھی ہاں فرق صرف اتنا تھا کہ آج اس نے یونیفارم پہن رکھا تھا اور سر پر یونیفارم سے ہم رنگ لال پی کیپ لے رکھی تھی اور بالوں کی چٹیا باندھ کے کمر پہ ڈال رکھا تھا۔

"شکریہ" اابیہان نے بل پکڑ ا اور پیسے نکال کر اسکی جانب بڑھا دیئے۔

"ہیے لیانابات سنو ذرا،اسکی قیمت کیا ہے ؟"اچانک کسی دوسرے ملاز م نے اسے آواز دی۔

www.novelsclubb.com

"فائیو پونڈز۔"اس نے دیکھتے ہی جواب دیااور واپس چہرہ موڑا۔

ابیہان ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

"کیا میں آپ کی کوئی اور مدد کر سکتی ہوں سر۔"وہ اسے کھڑا دیکھ کر بولی۔

"اں۔۔نن۔۔نن۔۔نہیں نہیں بہت شکریہ۔"ابیہان نے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

"لیانا"!وہ لا شعوری طور پر زیرلب بڑبڑایا تھا۔

لیکن وہ بڑ بڑاہٹ اتنی واضح تھی کہ وہ سن سکتی تھی۔اس نے اچانک اپنا نام سُن کے ابیہان کی جانب دیکھا لیکن تب تک وہ اسٹور کا دروازہ پار کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

(اگر کوئی پوچھتا کے کیا آکسفرڈ سٹی میں آج بھی جیپسیز آتے ہیں تو،شاید اسکا جواب ہاں نا ہو سکے،پر ہاں میرے پاس ایک منفرد جواب ہے۔)

اسٹور بند کرنے کا وقت ہو گیا تھا۔ باقی ملا زمین جاچکے تھے ۔اسٹور میں بس وہ اور ایلس ہی تھے۔

"اب چلو بھی لیانا بہت وقت ہوگیا ہے" ایلس نے کمپیوٹر میں مصروف جلدی جلدی کی پیڈ پر انگلیاں چلاتی لیا نا سے کہا۔

"ہاں بس ایک منٹ۔اوررررر۔۔۔یہ ۔۔۔بس ہوگیا۔"وہ کمپیوٹر آف کرتی کھڑی ہوئی۔

"چلو چلیں۔"

پھر باہر نکل کر دروازہ لاک کیااور شٹر گرا کر ہاتھ جھاڑتی ایلس کی جانب مڑی۔

گلی کا آخری اسٹور بھی بند ہو چکا تھا۔تمام گلی میں خامو شی چھا ئی تھی۔تھوڑا آگے چل کر ایلس ایک تنگ گلی میں مڑ گئی۔لیانا نے اسے خدا حافظ کہا اور ہاتھوں کو رگڑ کر گرم کرتی گھر کی طرف چل

دی۔آج صبح سے چونکہ برف باری نہیں ہوئی تھی سو فٹ پاتھ کافی حد تک صاف تھا۔

وہ تقریبا بھاگتی ہوئی گھر کی جانب جارہی تھی کہ اچانک وہ ایک آواز پر ٹھٹک کر رکی۔وہ آواز کسی بلی کے بچے کی تھی ۔وہ آواز کی جانب مڑی۔

فٹ پاتھ کے ساتھ قطار میں موجود دکانوں میں سے ایک دکان کے آگے ایک بلی کا بچہ اکھٹا ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔اور سردی کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔

لیانا نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں آخر اسے دو دکانیں چھوڑ کر تیسری دکان کے آگے کچھ خالی کارٹن نظر آئے۔اس نے بھاگ کر ان میں سے ایک چھوٹے سائز کا کارٹن اٹھایااور واپس بلی کے بچے کی طرف آئی۔ وہ بچہ ابھی تک شور مچا رہا تھا۔اس نے اس کے پاس کارٹن رکھا اور پھر بیٹھ کر پہلے اس کے جسم پر نرمی سے ہاتھ

پھیرا۔کچھ دیر میں وہ بچہ خاموش ہوگیا۔پھر آہستہ سے اسے اٹھا کر کارٹن میں ڈالا اور کارٹن اٹھا کر اپنے رستے چل دی۔

(وہ آتے نہیں ہیں،پر آکسفرڈ سٹی میں جپسیز پیدا ضرور ہوتے ہونگے۔آج بھی۔۔۔اور آنے والے وقتوں میں بھی۔)

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک چھ منزلہ عمارت کے سامنے موجو د تھی۔ ہر منزل پر مختلف خاندان رہائش پذیر تھے۔اسکا گھر پانچویں منزل پر تھا۔ اس نے کارٹن ایک ہاتھ میں سنبھالااور دوسرے ہاتھ سے بمشکل جینز کی جیب سے چابی نکالی اور دروازہ کھولنے لگی۔ عمارت کچھ خاص پرانی نہیں تھی۔ہر منزل پر سڑک کی جانب چھوٹے چھوٹے ٹیرس بنے تھے اور ہر ٹیرس سیڑھی کے ذریعے دوسرے ٹیرس سے منسلک تھا۔

اندر آکر اس نے دروازہ بند کیااور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔لفٹ کافی دنوں سے خراب تھی سو اسے سیڑھیاں استعمال کرنی پڑ رہی تھیں۔

پانچویں منزل پر پہنچ کر اس نے اپنے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولااور ڈبہ سنبھالتی اندر چلی گئی۔

(ہاں بس یک خواہش بہت شدت سے ہے۔۔۔۔

کہ ہمارے ایمان کو بھی ایک ایسا جیسی ٹکرا جائے۔)

"گڈ ایوننگ مام۔"

پی کیپ اتار کر اس نے سٹینڈ پر لٹکائی اور ڈبہ خاموشی سے وہیں دروازے کے پاس رکھ کر اندر چلی گئی۔

دو کمروں ،کچن اور ایک لاؤنج پر مشتمل وہ اپارٹمنٹ اس کی چھوٹی سی فیملی کے لیے کافی تھا۔

"گڈ ایوننگ نہیں گڈ نائٹ بولو یہ کوئی وقت ہے بھلا۔"سامنے کچن میں کھڑی وہ ادھیڑ عمر عورت یعنی کہ اسکی مام گویا ہوئیں تھیں۔

"سوری مام نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہو گا۔"ہمیشہ کی طرح ایک ہی جملہ دہرایا گیا۔اس نے کہا اور صوفے پر ہی دراز ہوگئی۔

"اور وہ کیا ہے؟"انھوں نے دروازے پر پڑے کارٹن کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ میں تو بھول ہی گئی۔"وہ اچانک اسکی طرف دیکھ کر اٹھی۔پھر واپس دروازے پر گئی اور کارٹن اٹھا لائی۔اور سیدھا اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"تمہیں پتا ہے نہ تمہارے باپ کو بلیاں نہیں پسند۔"وہ کارٹن کے اندر پڑا بلی کا بچہ دیکھ چکی تھیں۔

"ہاں میں صبح واپس رکھ آؤں گی اسے۔بیچارے کو ٹھنڈ لگ گئی ہے شاید۔وہ کہتی کمرے میں چلی گئی۔

اور کچن میں کھڑی پھول دار سکرٹ پر گرے بلاؤزاور سر پر اسکا رف باندھے وہ پچاس سالہ خاتون بس افسوس سے سر ہلاتی رہ گئیں۔

یونیفارم بدل کر اس نے اس بلی کے بچے کو بھی نہلایا اور خشک کر کے کسی بچے کی طرح ایک چھوٹے سے کمبل میں لپیٹ کر ٹیرس میں آگئی۔

خود کو اس نے ایک بڑی ساری شال سے لپیٹ رکھا تھا۔ پھر اس بچے کو لے کر وہ اوپری منزل کی طرف جاتی ٹیرس پر بنی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔پانچویں منزل سے یوں آکسفرڈ سٹی کا نظارہ کرنا اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

"اوکے تو تمہارا نام کیا ہے؟"وہ بلی کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"شاید تم کھو گئے ہو۔۔۔تووووو۔۔تو تمہارا نام ہوگا نیمو ۔ہاں یہ اچھا نام ہے ۔فائیڈنگ نیمو کا پتا ہے نا تمہیں وہ بھی تمہاری طرح کھو گیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا لیکن پھر اسکے باپ نے اسے ڈھونڈ لیا تم فکر نہ کرو تمہارے امی ابو بھی کل تک تمہیں ڈھونڈلیں گے۔"وہ چہکتے سے لہجے میں بولتی اس کی کمر کو سہلاتی جا رہی تھی۔

"پتا ہے آج میں کافی عرصے کے بعد کسی کے ساتھ یہاں بیٹھی ہوں۔پہلے میں اور اینڈری (لیانا کا پالتو کتا) یہاں بیٹھتے تھے لیکن اب وہ نہیں ہے تو میں اکیلی ہی یہاں بیٹھ کر اسے یاد کرتی ہوں۔اور مجھے پتا ہے وہ بھی مجھے یاد کرتا ہو گا۔"وہ بلی کا بچہ بھی خاموشی سے سن رہا تھا گویا اسے سب کچھ سمجھ آ رہا ہو۔

بچے کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اب وہ کچھ گنگنا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

How much longing has to fall like snow?

For the spring day to come ~ friend

Like a small piece of dust float in air

If the flying snow is me i could reach faster

Snow flakes are falling

Getting father away

I miss you, i miss you

How much more do i wait?

How many more nights do i have to stay up?

Until i can see you?

Until i can meet you?

(lines from song spring day by BTS)

بالکونی کا دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے ہوا کے جھونکے اور لیانا کی آواز دونوں کمرے میں آرہے تھے۔ بالکونی کی طرف کھولتی کھڑکی میں لٹکتا ڈریم کیچر بھی لیانا کی آواز کے ساتھ جھوم رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

صبح کے آٹھ بجے کاوقت تھا جب اس کی آنکھ باہر لاؤنج سے آتے شور سے کھلی بلاشبہ وہ اسکے باپ یعنی احمد شاہ کا شور تھا وہ

ساری رات گھر نہیں آ ئے تھے اور اب صبح صبح گھر آکر اسکی امی پر چیخ رہے تھے۔یہ سب تو ویسے ہی اسکے معمول میں شامل تھا وہ تکیے میں سر دیے دوبارہ لیٹ گئی لیکن پھر اچانک اٹھ بیٹھی۔

"اوہ نو ۔ مجھے ابو کے آنے سے پہلے بلی کے بچے کو چھوڑ کر آنا تھا ۔ابو کو پتا چل گیا تو ایک نیا محاذ کھل جائے گا۔"وہ ٹینشن میں سیدھی بیڈ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

باہر خاموشی چھا چکی تھی ۔

"یقیناً ابو ناشتہ کر رہے ہوں گے۔"اس نے سوچا اور پھر ناشتے کے بعد وہ سو جائیں گے اور اس وقت تک اسے ابو کو پتا نہیں چلنے دینا تھا کہ گھر میں بلی کا بچہ ہے ۔

تقریبا وہ نو بجے کے قریب کمرے سے باہر نکلی ۔باہر کافی دیر سے خاموشی تھی۔

"یقیناً ابو سو چکے ہوں گے۔ "اس نے ہاتھ میں موجود کارٹن میں پڑے بلی کے بچے سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

یونیفارم پہنے وہ کام پر جانے کے لیے تیار تھی۔ چند قدم اٹھاتی وہ لا ؤنج میں آئی ۔سامنے صوفے پر احمد شاہ چہرے تک کمبل تانے سو رہے تھے۔ اس نے سکون کا سانس لیا پھر جلدی جلدی دروازے تک گئی۔اسٹینڈ سے پی کیپ اتاری اور جلدی جلدی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ باہر نکل کر اس نے آہستگی سے دروازہ بند کیا۔ پھر ایک فاتحانہ نظر بلی کے بچے پر ڈالی۔

"لیٹس گو بڈی۔ "پھر پی کیپ سر پر سیٹ کرتی سیڑھیاں اترنے لگی۔

www.novelsclubb.com

وہ برآمدے کے بالکل وسط میں کھڑا تھا۔اس نے پیروں کے بل گھوم کر اطراف کا جائزہ لیا۔وہ جگہ بہت حد تک مانوس تھی۔

برآمدے میں ایک طرف بڑا سا پیانو پڑا تھا اوور ایک طرف ایک دروازہ تھا۔وہ آہستگی سے قدم اٹھاتا اس دروازے کی طرف بڑھا پھر آہستہ سے دروازہ کھولا گویا کسی گوہر نایاب کو چھو رہا ہو۔دروازے کے دونوں پٹ کھلتے ہی ایک تیز روشنی کی کرن برآمدے میں کوندی اور پورا برآمدہ روشنی میں نہا گیا۔ پہلے پہل تو وہ کچھ دیکھ نہیں پایا لیکن پھر آہستہ آہستہ اسکی بصارت اس روشنی سے مانوس ہوگئی۔

وہاں دروازے کے پار ایک درخت لگا تھا جو شکل وصورت سے کافی بوڑھا دیکھائی دیتا تھا۔پھر اچانک درخت کی اوٹ سے ایک بچی نکلی اور اسکی طرف کو بڑھنے لگی۔ مگر پھر ناجانے اسے کیا سوجھا اور

اس نے دروازہ بند کر دیا۔ جیسے کسی خوف کے زیر اثر ہو اور تیز تیز سانس لینے لگا ۔ ساتھ ہی اسکا چہرہ پسینے سے بھیگنے لگا۔

اچانک اسے دروازے کے نیچے سے تپش آتی محسوس ہوئی۔وہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہٹا۔

"وہ ۔۔۔۔وہ بچی اور وہ درخت، نہیں۔۔ وہ جل رہے ہیں ۔۔۔نہیں۔"

مارے خوف کے بڑ بڑاتا وہ فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔اسکا پورا جسم کانپ رہا تھا ۔کچھ ہی دیر میں آگ کے شعلے دروازے کے نیچے سے اندر کی طرف لپکنے لگے ۔ وہ وہیں زمین پر گھسٹتا پیچھے ہو ا ۔ آگ برآمدے میں پھیل رہی تھی ۔ ساتھ ہی اسکا سانس بند ہو رہا تھا۔ وہ گلہ دونوں ہاتھوں میں پکڑتا کھانسنے لگا ۔ اسکے حواس آہستہ آہستہ جواب دے رہے تھے۔

"نہیں میں ایسے نہیں مر سکتا۔۔۔ نہیں ایسے۔۔۔۔۔۔نہیں۔ "وہ چلا رہا تھا لیکن اسکی آواز اندر ہی کہیں دب رہی تھی۔

اور پھر اسکا تڑپتا وجود ایک دم ساکت ہوگیا ۔وہ مر چکا تھا۔ اور اگلے ہی لمحے وہ اٹھ بیٹھا۔

"نہیں ۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں۔"وہ دیوانہ وار بولے جارہا تھا۔

جسم مکمل پسینے سے شرابور تھا۔اپنے گلے میں اٹکتا دھواں اور جسم پر آگ کی تپش وہ ابھی بھی محسوس کررہاتھا۔

آکسفورڈ سٹی کی یخ بستہ راتوں میں بھی اسے وجود کسی آلاؤ میں دہکتا محسوس ہو رہا تھا۔اس نے کمبل اتارا اور بیڈ سے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"آج وہ یونی سے آتے ہی تھکن کی وجہ سے لیٹ گیا تھا۔ ا س نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی گھڑ ی کی جانب دیکھا۔ رات کے نو بج رہے تھے۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے خالی پانی کا گلاس کااٹھا یا اور

پھر دراز کھول کر نیند کی گولی تلاش کر نے لگا۔ اسکا پورا جسم بخار کی لپیٹ میں تھا۔کافی ہاتھ مارنے پر بھی اسے دراز میں گولی نہ ملی۔وہ چکراتے سر کے ساتھ بمشکل کھڑا ہوا۔اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کچن میں آکر اس نے کیبنٹ میں سے دوائیوں کا ڈبہ نکالالیکن اس میں بھی بخار کی کوئی ٹبلیٹ موجود نہیں تھی۔

ڈی بھی اب تک جا چکے ہوں گے اب وہ کس سے کہے دوا لانے کا۔وہ سر پکڑتا وہیں کر سی پر بیٹھ گیا۔

مشکل سے پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ نائٹ سوٹ میں پیروں میں سلیپرز پہنے مردوں کی طرح قدم اٹھاتا اب وہ گلی کی سڑک پر موجود تھا۔ جسم میں دہکتے آگ کی وجہ سے وہ یوں ہی گھر سے نکل آیا۔ آدھے حواس تو اس کے بخار کی وجہ سے جا چکے

تھے۔ اور باقی کے اب ٹھنڈاور یخ بستہ جھونکوں کی وجہ سے جانے لگے تھے ۔

دور دور تک اسے کسی میڈ یکل اسٹور کے آثار دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔ اسے یاد آیا کہ اسکی پچھلی گلی میں ایک میڈ یکل اسٹور ہے ۔

وہ گلی مڑتا پچھلی گلی میں داخل ہو چکا تھا۔

"لائیں جیکب انکل یہ میں لے جاتی ہوں۔آپ اور آرڈرز تیار کریں۔"لیانا نے فٹ پاتھ پر کھڑی ہاٹ ڈاگز کی ریڑھی کی دوسری جانب کھڑے شخص کو مخاطب کر تے ہوئے پچھلے برتن جو وہ ابھی سڑک پر لگی میزوں سے اکھٹے کر کے لائی تھی ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"خوش رہو بیٹا ۔آج میرا بیٹا بیماری کی وجہ سے آنہیں سکا تھا لیکن تم نے تو مجھے محسوس ہی نہیں ہونے دیا کہ وہ موجود نہیں ہے۔ " وہ شکر آمیز لہجے میں بولتے آرڈرز تیار کر رہے تھے۔

"ارے بھئ میں بھی تو آپکا بیٹا ہی ہوں۔ "لیانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایپرن سے ہاتھ صاف کرتی وہ تیار شدہ پلیٹیں اٹھانے لگی۔ دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پلیٹ پکڑے وہ سڑک پار کرنے لگی تاکہ سڑک کے دوسری جانب فٹ پاتھ پر بیٹھے انکے آرڈرز کے منتظر لوگو ں تک انکا آرڈر پہنچا سکے۔

ابھی وہ آدھ سڑک میں ہی پہنچی تھی کہ اچانک اسے سامنے ایک شخص گلی مڑ تا دیکھائی دیا۔

عام لوگو ں کی طرح وہ اسے بھی اگنور کر دیتی ۔لیکن اسکا حلیہ۔۔۔ اتنی سرد رات میں صرف ایک نائٹ ڈریس اور سلیپر ز

میں ملبوس وہ شخص آدھی نیند کی حالت میں مردوں کی طرح قدم اٹھا تا اسی طرف آرہا تھا۔

"ایکسکوزمی سر !کیا میں آپکی مدد کر سکتی ہوں۔"احساس ہمدردی کے تحت اس نے پوچھ ہی لیا۔

"ابیہان پہلے تو اسکی آواز پر ٹھٹھکا ۔پھر اچانک کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اسکے باقی کے ایک فیصد حواس بھی رخصت ہو گئے۔ اور وہ لیانا کے اوپر تقریبا گرتا ہی چلا گیا۔

"ایکسکوزمی ۔۔۔سس۔۔۔۔۔سر۔۔۔۔۔رر۔"اور وہ بس کہتی ہی رہ گئی۔

اب بیچ سڑک میں عجیب مضحکہ خیز سچویشن تھی۔ابیہان لیانا کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے نیم بے ہو شی کی حالت میں کچھ بڑبڑ ا رہا تھا اور وہ دونوں ہاتھوں میں پلیٹیں حیران و پریشان کھڑی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔عجیب بے بسی کی حالت میں اس نے ریڑھی والے انکل کو آواز لگائی۔

"جیکب انکل پلیز ذرا ادھر آیئے گا۔آہ۔۔۔۔ہ۔۔۔۔۔ہ ۔۔نا جانے یہ کونسا مردہ اپنی قبر سے نکل کر آ یا ہے ۔ "اسے اپنی حالت پر غصہ آرہا تھا ۔

www.novelsclubb.com

باب 7

سول میٹ

ا

س نے آنکھیں کھولیں ۔ سامنے چھت کا رنگ مانوس نہ تھا۔ اس نے آنکھیں جھپکائیں ۔اب کی آنکھیں جھپکا کے کھولنے پر اسکی نظر کے احاطے میں دو شکلیں بھی شامل ہو چکیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

اسکے کمرے میں دو اجنبی چہرے ، پہلے تو اسے حیرت ہوئی پھر آنکھیں دو تین بار جھپکا کر پھر کھولیں شکلیں ہنوز موجود تھیں ۔اور انکی آنکھیں پوری فرصت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

ڈی۔۔۔۔۔۔۔ڈی "ابیہان چلایا یہ سوچ کر کہ شاید ڈی کے کو ئی مہمان ہوں گے۔وہ اچانک اٹھ کر بیٹھا ۔ اور پھر اگلا منظر اسے حیران کر نے کے لیے کافی تھا۔صرف وہ لوگ ہی نہیں وہ کمرہ بھی اجنبی تھا۔اس نے ایک سوالیہ نظر اپنے اطراف میں کر سی پر بیٹھی ایک اٹھا ئیس انیتس سالہ،بالوں کو جوڑے میں باندھے لڑکی اور پچاس سالہ سکارف باندھے اسے گھورتی عورت پر ڈالی۔

"میں کہاں ہوں؟ "وہ ادھر ادھر نگاہیں دوڑاتا ہوا بولا۔

"لگتا ہے اب تمہا رہ بخارا تر گیا ہے۔ "اس عورت سے اسکے ماتھے کو چھوتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

ابیہان ابھی تک نا سمجھی کی حالت میں پورے کمرے کاجائزہ لے رہا تھا۔پورا کمرا جابجا چیزوں سے بھرا پڑا تھا۔ سامنے اسکی نظر سامنے

کی کھڑکی پر گئی۔جس کے پار بالکونی میں بنی سیڑھی پر دو کبوتر بیٹھے تھے ۔

اچانک اسے صبح کی روشنی دیکھ کر احساس ہوا کہ اسے یونی کے لیے دیر وہ رہی ہے۔وہ فوراً کمبل اتارتا بیڈ سے اترا ۔قدم بیڈ سے اتارتے ہی اسکی نظر اپنے پیر وں پر گئی۔

وہاں گُلابی رنگ کے موزے جن پر کارٹونز بنے تھے،موجود تھیں۔پھر اسے احساس ہوا کہ اسکے جسم پر نائٹ سوٹ کے علاوہ ایک بےبی پنک ہڈی بھی موجو د تھی۔

"وہ بیٹھا دراصل ہمارے گھر میں ہیٹر نہیں ہے نا اور تمہیں بخار تھا تو تمہیں گرمائش پہنچانے کے لیے ہم نے یہ چیزیں تمہیں پہنا دیں۔

"میں یہاں کیسے آیا؟"وہی سوال ایک بار پھر اسکی زبان پر آیا۔

پاس دوسری کرسی پر بیٹھی ڈھیلے سے وائٹ ٹراؤزر پر سکائی بلیو شرٹ میں ملبوس لڑکی کرسی سے کھڑی ہوئی جوڑے سے نکلتی لٹیں سمیٹے ہوئے بولی۔

"کل رات تم سڑک پر بے ہوش ہوگئے تھے۔اس لیے میں تمہیں یہاں لے آئی اپنے گھر۔"

اسے یاد آیا کہ رات کو وہ دوا لینے کے لیے گھر سے نکلا تھا اور پھر۔۔۔۔۔"

"آہ۔۔۔۔۔ہ۔۔"اسے اپنی رات والی حالت پر غصہ آرہا تھا۔

"اچھا بیٹا تم رکو میں تمہارے لیے ناشتہ لاتی ہوں ۔"پھر وہ عورت کہتی وہاں سے اٹھ گئی اور کمرے سے نکل گئی۔

ابیہان نے موزے اور ہڈی اتاری اور بیڈ پر رکھ کر اٹھ گیا۔

"بہت شکریہ لیکن مجھے ابھی گھر جانا ہے ۔ مجھے یونی سے لیٹ ہو رہی ہے۔"

"ہیں تم ابھی تک پڑھتے ہو۔مجھے تو پڑھائی مکمل کیے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔"وہ لڑکی اچانک سے مڑ ی اور حیران ہوتے ہو ئے بولی۔

"میں لیکچرار ہوں۔ "بے تاثر سا جواب دیا گیا۔

"ہیں تم لیکچرار ہو اتنی کم عمر میں؟"وہ پھر بولی تھی اور ابیہان نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی۔ گویا کہہ رہا ہو کہ" عورت کسی حال میں خوش ہوتی بھی ہے۔"

"خیر چھوڑو میرا نام لیانا شاہ ہے ۔"وہ کہتی واپس کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"واش روم کہاں ہے۔"وہ اسکی بات نظر انداز کرتا گویا ہوا۔

"وہ اس طرف۔ "لیانا نے فوراً باتھ روم کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ خاموشی سے سلیپرز اڑستا اس طرف چل دیا۔

"اور ہاں سنک کا نلکا تم سے بند نہیں ہوگا اس لیے اسکی فکر نہ کرنا میں بعد میں بند کردوں گی۔ "اچانک وہ پیچھے سے نلکے کی خرابی کی اطلاع دیتےہوئے بولی۔

اور واقعی وہ ہی ہوا۔دو تین منٹ کے بعد جب وہ باہر آیا تو سنک کا نلکا فل بہہ رہا تھا۔ابیہان کو سخت شرمندگی ہورہی تھی۔

"آں ہاں تم شرمندہ مت ہو ۔یہ یہاں تو سب ایسا ہی ہے جی۔"پھر وہ اٹھی اور نلکا بند کرنے چل دی۔

وہ نلکا بند کر کے آئی تو وہ دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارے ارے ابھی باہر مت جانا۔ابھی ابو باہر ہیں۔انھوں نے تمہیں دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی۔"

www.novelsclubb.com

وہ اسکی بات پر ایک دم سے حیرت سے مڑا۔

"معاف کرنا تمہیں کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔"وہ مسکینیت سے بول رہی تھی۔

"اگر تمہیں بھوک لگی ہے تو میں تمہیں ناشتہ لا دیتی ہوں۔ "وہ کہتی دروازے کی طرف بڑھی۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔ "دو ٹوک جواب دیتا وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔آج کی یونی تو پکا لیٹ ہو چکی تھی۔

"اوکے۔" وہ معصومیت سے کہتی واپس مڑ گئی۔پھر کھڑکی کے ساتھ پڑی میز سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا تمہاری رات والی حالت نائٹ میرز کی وجہ سے تھی؟ "سوال قدرے محتاط انداز میں آیا تھا۔

دوسری جانب سے جواب ندارد تھا۔

"کیا بہت زیادہ ڈراونا خواب تھا؟"وہ پھر بولی ۔

اب کی بار ابیہان نے ذرا کو اُسے دیکھا۔پھر چہرہ جھکا لیا۔

"ہاں بات ڈراونا تھا۔ "نا جانے اسکے چہرے میں اسے ایک عجیب سی مانوسیت کا احساس ہو رہا تھا۔سو وہ جواب دیے بغیر نہ رہ سکا۔

پہچان تو وہ چکا ہی تھا کہ وہ وہی اسٹور والی لڑکی تھی۔

"اوہ !"افسوس کا اظہا ر کیا گیا۔لیکن پھر وہ فوراً بول اٹھی۔

"تمہارا نام کیا ہے۔"

"ابیہان!"

"ہم م م م ۔۔۔۔نائس نیم!"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلااور لیانا کی امی کمرے میں داخل ہوئیں۔

"کیا ابو سو گئےمام؟"لیانا نے گردن آگے کو نکا لتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ سو گئے ہیں۔بیٹا میں تمہارے لیے ناشتہ لاؤں؟ "وہ اپنے اسکارف کے سامنے لٹکتے پلو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے ابیہان کی طرف دیکھ کر بولیں۔

www.novelsclubb.com

ابیہان کھڑا ہوگیا۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں میں چلتا ہوں۔"

معاف کرنا بیٹا اگر تمہیں یہاں کوئی تکلیف ہوئی ہو تو۔"انکا بار بار یوں مشفقانہ اور معذرت خوا ہانہ انداز ابیہان کو بہت پسند آیا لیکن وہ چاہ کر بھی مسکرا نہ پایاتھا۔"

"آپ کا بہت شکریہ اس سب کے لیے۔ "اتنا کہہ کروہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ لیانا کی آواز پر اسکے قدم رکے۔

"آں۔۔۔۔رکو ایک منٹ۔"

ابیہان رُکا،پھرمڑا ۔وہ پیروں کے بل اونچی ہو تی کھڑکی میں لٹکا ڈریم کیچر اتا ر رہی تھی۔ تھوڑی تگ ودو کے بعد اس نے اسے اتار ہی لیا۔

"یہ لو آئی وش کہ تمہیں دوبار کبھی ڈرانے خواب نہ آئیں۔جب تک تم اپنا ڈریم کیچر نہ خرید لو ۔یہ رکھ سکتے ہو۔پھر مجھے لوٹا دینا کیونکہ میرے پاس بھی ایک ہی ہے۔ "پہلے تووہنا سمجھی میں اُسے اور کبھی

ڈریم کیچر کو دیکھے گیا پھر لیانا کے ہاتھ سے ناجانے اس نے کیوں ، مگر ڈریم کیچر پکڑ لیا۔

"تھینکس ۔"پھر کہتا وہاں سے نکل گیا۔

اسکے جانے کے بعد عداراخاتون لیانا کو ڈانٹتے ہوئے بولیں ۔

"پاگل ہر کوئی تمہاری طرح پاگل تھوڑی ہوتا ہے ۔خواب اچھے ہوں یا برے۔ بھلا اس کھلونے کا اس سے کیا تعلق؟ "وہ لیانا کے ڈریم کیچر کو کھلونا ہی کہتی تھیں۔

"بھئی مام یقین یقین کی بات ہوتی ہے ۔"ا س نے عداراخاتون کی بات ہوا میں اڑائی۔

"اچھا آپ ناشتہ بنائیں میں تیار ہوکر آتی ہوں۔اسٹور سے لیٹ ہورہی ہے۔ "پھر وہ مسکراتے ہوئے کہتی واش روم کی طرف چل دی۔

لیانا کے گھر سے نکل کر اسے احساس ہوا کہ باہر واقعی ہی سردی ہے ۔ایک نائٹ سوٹ اور سلیپرز میں ایک ہاتھ میں ڈریم کیچر پکڑے اسے اپنی حالت پر عجیب شرمندگی ہورہی تھی۔اوررات والا واقع،اُف۔۔کم از کم اس واقع کے بعد وہ اس لیانا نامی لڑکی کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔

جلدی جلدی چلتا وہ اپنے گھر پہنچا ۔گھر پہنچ کر اس نے دروازہ ناک کیا۔کافی دیر بجانے پر آخر سوئی آنکھوں کے ساتھ ڈی دروازہ کھولنے پہنچ گئے۔

"کیاڈی گھوڑے بیچ کر سو رہے ہوتے ہیں کیاآپ؟"وہ اپنا غصہ ڈی پر نکالتا جلدی جلدی اندر گھس گیا۔نیندمیں ڈوبی آنکھوں سے ڈی نے ابیہان کا حلیہ دیکھا۔

"تم یونی نہیں گئے۔اور یہ کس حالت میں آرہے ہو۔اور ہاں صبح میں گھر آیا تو تمہیں پتا ہے گھر کا دروازہ بھی ان لاک تھا۔ڈی کہتے اسکے پیچھے پیچھے اسکے کمرے تک گئے۔

اس سے پہلے کہ ڈی اسکے کمرے میں داخل ہوتےابیہان نے ٹھک سے کمرے کا دروازہ اُنکے منہ پر بند کر دیا بند کر دیا۔

"ابھی مجھے یونی سے دیر ہورہی ہے میں واپس آکر بتاؤں گا۔ "عجلت میں اس نے ڈریم کیچر وہیں اسٹڈی ٹیبل پر رکھااور خود چینج کر نے کے لیے واش روم کی طرف چل دیا۔

اور باہر داور اسکی حالت کے بارے میں حیرت سے سوچتے واپس اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔

www.novelsclubb.com

صبح کا وقت تھا اس لیے اسٹور پر رش ابھی کچھ کم تھا۔

"ہیئے ایلس کیا کر رہی ہو۔ "لیانا سامان کی لسٹ بناتی ایلس سے گویا ہوئی۔

"لسٹ بنا رہی ہوں دکھ نہیں رہاکیا "ایلس نے مصروف انداز میں جواب دیا۔

"یار مجھے تم سے ایک بات پوچھنی تھی؟"لیانا نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"ہم م م م ۔۔۔پوچھو۔"

"ایک بات بتاؤ اگر آپ کی معمول کی زندگی میں اچانک سے کوئی ایسا انسان آپ سے ٹکرا جائے جس سے آپ کبھی بھی نہیں ملے اورناہی جانتے ہوں لیکن اس سے پہلی بار ملنے پر آپکو یوں لگے کہ آپ ہمیشہ سے اس کے انتظار میں تھے یا جیسے وہ شخص کہیں کھو گیا تھا اور اب اچانک سےآپکو مل گیا ۔اس ۔۔۔اس سب کا کیا مطلب ہے؟ "لیانا اپنی بات مکمل کر کے اب ایلس کی شکل دیکھتی جواب کی منتظر تھی۔

"ویری سمپل یار ۔ "ایلس بولی۔

"کیا؟"لیانا تجسس سے بولی۔

"یہی کہ تمہاری یا داشت چلی گئی ہو گی اور اب اس شخص کو دیکھ کر واپس آرہی ہو گی۔ "اندازے بیان اِتنا سنجیدہ تھا کہ اگلا شاید یقین کر ہی لے۔

اور اپنے اتنے سیریس سوال کی یوں دھجیاں اڑتے دیکھ کر لیانا بس جل کے ہی رہ گئی۔

"دفعہ ہو ،تم سے پوچھنا ہی فضول ہے ۔"

"ارے ارے رکو میں مزاق کر رہی تھی۔ "ایلس نے اٹھ کر جاتی لیانا کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"اسکا مطلب ہوتا ہے کہ آپ دونوں سول میٹ ہو۔اور سول میٹس کو ہم ایک نظر میں ہی پہچان جاتے ہیں۔بس ایک لمحہ۔۔"

ٹھہر ٹھہر کر بولتی ایلس ،لیانا کو کوئی بوڑھی استاد لگ رہی تھی۔

"سول میٹس؟اب وہ کیا ہوتا ہے؟"

اور ایلس کو لیانا کی کم علمی پر غصہ آیا۔

"کچھ نہیں تم رہنے ہی دو۔ جاؤ کام کرو باہر لوگ آرہے ہیں۔"اتنا کہتی وہ اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

اور لیانا بھی سوچتی وہاں سے اٹھ گئی۔

"رات کو لیانا عدارا خاتون کھانا کھا رہی تھیں جب وہ ایک دم گویا ہوئی۔

"ما م آپکو پتاہے کہ سول میٹ کیا ہوتا ہے ۔"

"آں ہاں پر کیوں؟"عداراخاتون نے پوچھا۔

"بس ایسے ہی آپ بتائیں تو سہی۔"

"دراصل جب ہم سب عالم الروح میں تھے۔یعنی جب صرف ہم سب کی روحیں تھیں تب اس وقت کچھ روحوں نے دوسری روحوں سے دوستی کرلی تھی۔ اورآج اس دنیا میں اگر کبھی وہ دوست

روحیں ٹکراجائیں تو بھلے جسم ایک دوسرے کو نا پہچانیں مگر روحیں پہچان لیتی ہیں۔"عداراخاتون کہہ کر اپنے کھانے میں مصروف ہو گئیں۔

"آووووو۔ "لیانا کے لیے یہ ایک نیا انکشاف تھا۔

"مطلب میں اور اینڈری بھی سول میٹ تھے۔ تبھی جب ہم پہلی مرتبہ ملے تھے تو وہ خود ہی آکر میری گود میں بیٹھ گیا تھا۔"

اور اسکی اس نئ لوجک پر عداراخاتون نے عجیب نگاہوں سے اسے دیکھا۔اُنکی بیٹی واقعی بہت معصوم تھی،اِس میں کوئی شک نہیں رہا تھا۔

رات وہ کھانا کھانے کے بعد بالکونی میں بنی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی کہ جب عداراخاتون دودھ کا گلاس لے کر اسکے کمرے میں آئیں۔

"ارے لیانا اتنی ٹھنڈ میں کہاں بیٹھی ہو ۔تم ادھر اندر آؤ اور سو جاؤ رات بہت ہوگئی ہے ۔"وہ اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں۔

"مام آپکو پتا ہے کہ میرا ڈریم کیچر رینٹ پر گیا ہے۔بھلا اسکے بغیر میں کیسے سو سکتی ہوں۔ "اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے کہا۔

"پگلی نہ ہو تو۔"وہ سر پر ہاتھ مارتیں دودھ رکھ کر کمرے سے نکل گئیں۔

پچھلے دو دن سے برف باری نہیں ہوئی تھی۔ویسے بھی اب سردیاں اپنے زوال کی طرف تھیں۔

لیانا کو خوشی تھی کیونکہ بہار کا اسے ایسے ہی بے صبری سے انتظار رہتا تھا۔

وہ خوشگوار موڈ کے ساتھ شال میں خود کو اچھی طرح لپیٹے آسمان پر چمکتے تاروں میں اینڈری کو تلاش کر رہی تھی۔لیکن پھر اچانک سے اسے ابیہان کا خیال آیا۔

"ہوں ں ں ں۔۔۔۔"اس نے ایک لمبی آہ بھری ۔

"آئی وش کہ تمہیں اچھے اچھے خواب آئیں۔سویٹ ڈریمز پروفیسر۔ "
پھر وہ مسکرائی اور واپس تاروں میں کھونے لگی۔

آکسفرڈ سٹی پر ایک خوبصورت اور پر سکون صبح اتر رہی تھی۔چونکہ برفباری کے دن ختم ہو رہے تھے سو سڑکیں اور فٹ پاتھ بالکل صاف تھے ۔لیکن ماحول میں ٹھنڈک بدستور برقرار تھی۔سورج ابھی مکمل طلوع نہیں ہوا تھا سو آسمان کی نیلاہٹ ابھی باقی تھی جس پر تیرتے کوئی کوئی سرمئی بادل اس کی شفافیت کو کم کر رہے تھے۔ بلیک ٹراؤزر پر گرے شرٹ میں ملبوس وہ تقریبا آدھے گھنٹے سے ٹریک پر دوڑ رہا تھا۔آج وہ جاگنگ کے بہانے جلدی اٹھ گیا تھا ۔ڈی سے بھی اس نے کہا تھا واک پر چلنے کیلئے لیکن وہ تھکن کا بہانہ کر کے انکار کر چکے تھے سو وہ اکیلا ہی آگیا۔کلائی پر بندھی گھڑی پر

اس نے ٹائم دیکھا۔آدھے گھنٹے کی جاگنگ کے بعد اب وہ ایک بینچ پر بیٹھا اور پانی کی بوتل کھول کر پانی پینے لگا۔

"ہائے پروفیسر!" بوتل کا ڈھکن بند کر کے ابھی وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک مانوس آواز اس کے کانوں میں پڑی۔اس نے آواز کی سمت چہرہ گھمایا۔

وہ ٹریک سوٹ میں ملبوس لیانا شاہ تھی اور اس کی طرف ہی آرہی تھی۔

ابیہان اٹھتا اٹھتا واپس بیٹھ گیا کیونکہ وہ بھی اس کے برابر میں آکر بیٹھ چکی تھی۔

"میں نے سوچا تمہیں شکریہ بول دوں میرا ڈریم کیچر لوٹانے کا اور پھر ایز اے فرینڈ تمہارا حال چال پوچھنا بھی تو ضروری تھا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

مسکراتے ہوئے اس کی آنکھیں چھوٹی ہو جاتیں تھیں، ابیہان کو اس کا یہ انداز پسند آیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں اور مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی سو میں نے تمہیں لوٹا دیا۔"

وہ اپنے جوتے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا پھر ایک دم سر اٹھا کر بولا۔

"ایک منٹ ہم فرینڈز کب سے ہوگئے؟"

وہ بھنویں سکڑتے ہوئے بولا ۔ اسکی بات پر لیانا کی ہنسی سمٹ گئی۔

"آں ں ں ں۔۔۔۔ہم۔۔۔فرینڈ۔۔"

وہ خود کلامی کے انداز میں اٹکتے ہوئے بولی۔

"ہاں کیونکہ ہم عالم الرواح میں دوست تھے۔"

اچانک کسی دھماکے کی طرح جواب وارد ہوا تھا۔

"کیا؟"

ابیہان نے نا سمجھی کے انداز میں کہا۔

"دیکھو تم سمجھے نہیں۔"

لیانا اب اسے کسی بڑی بوڑھی کی طرح سمجھانے لگی تھی۔

"جب ہم سب روح کی شکل میں تھے مطلب ہم سب۔"

اس نے بازو پھیلاتے ہوئے کہا

"تب کچھ روحوں میں دوستی ہوگئی تھی اور اب اگر وہ روحیں موجودہ دورمیں ٹکرا جائیں تو وہ پھر سے دوست بن جاتی ہیں۔سواس طرح ہم دونوں پیدائشی دوست ہوئے"

پہلے تو ابیہان کو اس کے" پیدائشی دوست "کے اسم پر ہنسی آئی پھر وہ ہنسی دباتا سنجیدگی سے بولا۔

"اور تمہیں کیسے پتا چلا کہ ہماری روحیں دوست ہیں؟"

"اوہ ویری سیمپل"وہ ہنستے ہوئے بولی ۔

"کیوں کہ ہم کئی بار ٹکرا چکے ہیں جیسے کہ پھول بیچتے ہوئے ،یا اسٹور پر ، یا رات کو ہاڈڈاگ بیچتے ہوئے۔"وہ اب اسے گن گن کر اسے تمام باتیں گنوا رہی تھی۔

"مطلب جو شخص آپ کو ملے وہ آپ کا سول میٹ ہوا ۔پھر تو وہ شخص جس کا تم نے ملک پیک نکا لا تھا وہ بھی تمہارا سول میٹ ہوا کیونکہ وہ بھی تو تم سے ملا تھا۔"

وہ اس کی بات کو یکسر مذاق میں اڑا چکا تھا۔

"میرے خیال میں توہر جگہ پائے جانے والے سول میٹس نہیں جپسیز ہوتے ہیں۔"

"نہیں میرا وہ مطلب۔۔۔۔۔۔"وہ خود ہی اپنی لوجکس میں الجھ رہی تھی کہ ابیہان اچانک کھڑا ہوا اور گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"مجھے یونی کے لیے بھی تیار ہونا ہے اوکے بائے۔"

پھر کہتا عجلت میں وہاں سے چل دیا۔

"آ ۔۔۔نہیں میرا مطلب تھا۔۔۔"

اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی۔

"میرا مطلب تھا کہ ہر دفعہ ملنے پر آپ کو اس شخص سے مانو سیت کا احساس بھی ہوتا ہو"

وہ اداسی سے کہتی اُسے جاتا دیکھتی رہی۔

"جی بہت شکریہ۔"اس نے کسٹمر سے پیسے پکڑتے ہوئے کہا۔کسٹمر جواباً مسکرایا اور سامان اٹھا کر چل دیا۔

لیانا جھک کر دراز میں پیسے رکھنے لگی۔

پیسے رکھ کر اس نے نگاہ اٹھائی تو ایک دم ڈر گئی ۔سامنے ایلس کھڑی تھی۔

"ہیے لیانا لنچ ٹائم ہوگیا ہے۔"

اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں تم چلو میں آتی ہوں ۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

چند منٹ بعد لیانا،اسٹور کی آرپار جھلکتی شیشے کی دیواروں کے ساتھ پڑی میزوں میں سے ایک میز جس پر ایلس بیٹھی تھی، آئی۔ایلس نے کافی کا ایک گلاس لیانا کی طرف بڑھایا۔

"تھینکس یار ۔ "

وہ تھکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"تو پھر کیا بناتمہاری سول میٹ والی کہانی کا۔"

ایلس نے اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا۔لیانا نے کافی کا گلاس میز پر رکھا۔

"ایک بات بتاؤ ایلس، اگر وہ شخص آپکا سول میٹ ہے تو یہ بات اسے پتا کیوں نہیں چلتی؟"

"ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ "ایلس نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے کافی کا سپ لیا۔

"پر ایسا ہی ہے۔"لیانا شیشے کے پار جھانکتی اداسی سے بولی۔

"ہم م م م م م ۔۔۔ کیا پتا وہ جان بوجھ کر یہ بات ایکسیپٹ نا کر رہا ہو۔"ایلس کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

لیانا اسکی بات پر حیران ہوئی۔ "یہ کیا بات ہوئی ،بھلا دوست بنانا کسے پسند نہیں ہوگا اور ایسے شخص سے دوستی کر نا جو آلریڈی آپکا سول میٹ ہو۔"

وہ جھلاتے ہوئے بولی۔جواباً ایلس نے صرف کندھے اچکانے پر ہی اکتفا کیا۔

اور اب وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی فٹ پاتھ پر لگے درخت کو گھور رہی تھی۔

شام کے ساڑھے پانچ،چھے بجے کا وقت تھا۔گاہکوں کی آمدورآفت کچھ کم تھی۔کمپیوٹر میں ڈیٹاانٹر کرتی، کام مکمل کرکے اس نے چہرا اٹھا کر اسٹور کا ایک طائرانہ جائزہ لیا۔سامنے کی شلف میں ایلس کچھ سامان سیٹ کر نے میں مصروف تھی جبکہ اسٹور میں اندر کی طرف کچھ گاہک خریداری میں مصروف تھے۔نظر گھوم کر واپس آچکی تھی۔

"اوکے۔۔۔ "زیر لب کہتی وہ نیچے کی جانب جھکی ،کاونٹر کے نیچے ایک طرف موجود خالی جگہ سے شیشے کا ایک جار نکالا اور سیدھے ہوتے ہوئے اسے سامنے کمپیوٹر کے برابر میں رکھ دیا۔

جار عام جیم کے جار سے سائز میں کچھ بڑا تھا۔ڈھکن کی جگہ باریک سا کپڑا اس کے منہ کو ڈھانپے ہوئے تھا۔جار کے اندر ایک سوکھی ٹہنی پڑی تھی جس پر دو سوکھے پتے لگے تھے۔جار ہاتھ سے گھماتے ہوئے لیانا نے ان پتوں کے درمیان جھانکا۔

"آہاں۔۔یہاں ہے۔"پھر اپنے ازلی معصومانہ انداز میں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے بولی۔

وہاں پتوں کے درمیان اپنے خول میں لپٹا کیٹاپیلر ٹہنی سے لٹکا سو رہا تھا۔وہ کافی دیر کاونٹر کی شیشے کی سطح پر گال رکھے جار کو ایک ہاتھ سے گھماتی اسکا نظارہ کرتی رہی۔

"بہار آنے والی ہے، پتا نہیں تمہیں کیسے پتا چلے گا کہ بہار آگئی۔۔۔ام م م م۔۔شاید مجھے تمہیں یہاں رکھنا چاہئے تاکہ تو باہر کا موسم دیکھتے رہو۔"

اس نے جار کو آرپار جھلکتی شیشے کی کھڑکی کے قریب رکھ دیا۔ابھی وہ اسی سب میں مصروف تھی کہ اچانک سڑک کے پار فٹ پاتھ کے موڑ پر ایک ڈبل ڈیکر بس آکر رکی۔لیانا کا دھیان فوراً اس طرف گیا،وہ کاونٹر سے اٹھی اور عجلت میں اسٹور کا دروازہ پار کرتی فٹ پاتھ پر آگئی ۔وہ ابیہان کو بس سے اترتا دیکھ چکی تھی۔

"ہائے پروفیسر ۔۔"پھر ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے،اسٹور کے دروازے میں کھڑی بلند آواز بولی۔ابیہان نے اچانک اسکی آواز پر چہرہ اسکی سمت موڑا،جس پر وہ مسکرائی۔لیکن دوسری طرف صرف ایک سرد نگاہ سے نواز کر چہرہ پھیر لیا گیا۔

لیانا کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

اچانک ایک سرد ہوا کا جھونکا لیانا سے ٹکرایا جس پر بے ساختہ اس کے بازو اس کے جسم کے اطراف لپٹ گئے۔

"ہوؤؤ۔۔۔سردی ابھی باقی ہے۔"وہ کھسیانے انداز میں خود کلامی کرتی واپس اسٹور میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

رات ساڑھے دس بجے کے قریب کا وقت تھاجب وہ اپنے گھر کی پچھلی گلی میں فٹ پاتھ پر چلتا اپنے گھر کی طرف جارہا تھا۔میرون پینٹ پر وائٹ شرٹ،چونکہ سردی کم تھی سو اس نے ایک عدد

گرے سویٹر پر ہی اکتفا کیا ہوا تھا۔ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں اور دوسرے ہاتھ میں ملک پیک پکڑا تھا۔جسکا کھلا منہ بتاتا تھا کہ وہ آدھا پیا جاچکا ہے۔اس وقت عموماً ڈی کام پر جاچکے ہوتے تھے اور ابیہان نیند نہ آنے کے باعث اپنی بوریت دور کرنے یوں سڑک پر چہل قدمی کرنے نکل جاتا ۔گلی میں چلتے چلتے بے ساختہ اس کی نگاہ لیانا کے اپارٹمنٹ کی طرف گئی۔

جوکہ اس گلی کی ایک عمارت کی پانچویں منزل پہ تھا۔اس نے ملک پیک منہ کو لگایا اور لیانا کے کمرے کی بالکونی پر بنی خالی سیڑھیوں کو دیکھتا دودھ کا بھرا ملک پیک نیچے کرتا واپس چلنے لگا تھا کہ اچانک کچھ عجیب سی آوازوں نے اسکے قدم روک دیئے اور وہ آواز ۔۔۔۔بے شک وہ آواز لیانا کے اپارٹمنٹ سے ہی آرہی تھی۔جہاں ابھی ابھی تمام لائٹس آن ہوئی تھیں۔

ابیہان نے ناگواری اور حیرت سے بھنویں سکیڑتے ہوئے اس جانب دیکھا۔ وہاں بالکونی کے پار کھڑکی میں وہ ایک ادھیڑ عمر شخص کو غصے سے چلاتا دیکھ سکتا تھا۔،لیکن وہ کس پر چیخ رہا تھا اسے اندازہ نہ ہوا۔اس کی تشویش بڑھ گئی ۔ابھی وہ حالات سمجھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے عمارت سے دو خواتین نکلتی ہوئی دیکھائی دیں۔ابیہان کا چہرا بلکل ان خواتین کی جانب تھا۔لیکن وہاں عمارت کے پاس اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ ان دونوں کی شکلیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔پھر وہ کچھ آگے آئیں تو ابیہان کی آنکھیں کھل گئیں ،وہ لیانا اور اسکی امی عدارا خاتون تھیں۔

اچانک اس نے دیکھا کہ لیانا کے کمرے کی بالکونی میں وہ شخص نیچے ان دونوں کو دیکھتا گالیاں دے رہا تھا۔چونکہ وہ گالیاں اردو میں تھیں اور اتنی واضح تھیں کہ ابیہان اچھے سے سمجھ سکتا تھااور بس

نہیں چلتا تھا کہ وہ ہاتھ میں پکڑا ملک پیک ہی اس بڈھے کے سر پر دے مارتا۔

"ابیہان!"

لیانا کی آواز پر اسکی نگاہیں نیچے آئیں۔وہ سڑک کی دوسری طرف تھی اسکا چہرا اور آواز صاف اور واضح تھے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

یقیناً وہ ابیہان کے سامنے ہونے والےاس واقع پر شرمندہ ہورہی تھی۔پھر دوبارہ بولی۔

"وہ یہ۔۔۔ یہ تو بس۔۔ ایسے ہی۔"

ناجانے کیوں وہ گھبراہٹ میں ابیہان کو صفائی پیش کر نے لگی گویا اس کے باپ نے نہیں، اس نے کوئی جرم کیا ہو۔

"اٹس اوکے۔"ابیہان نے ہموار لہجے میں کہا۔

"تم اور آنٹی اس وقت کہاں۔۔۔"ابھی اسکی بات بیچ میں ہی تھی کہ۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں میں اور مام بس اایلس کی طرف ہی جارہے تھے۔"

وہ کھسیانے انداز میں اپنے روہانسے پن کو چھپاتی، اب فون پر کسی کو کال ملا رہی تھی۔

ابیہان اسکی گھبراہٹ پر ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا جس پر وہ مسکرائی اور فون کان سے ہٹایا۔

"کیا ہوابیٹا؟ "اس دوران میں عدارا خاتون پہلی بار گویا ہوئی تھیں۔ انکے انداز میں بھی عجلت واضح تھی۔

"امی وہ کال نہیں اٹھا رہی آئی تھنک وہ گھر پر نہیں ہے۔"وہ کہتی اب دوبارہ کال ملانے لگی۔

"آنٹی آپ میرے گھر چل سکتی ہیں،یہاں پچھلی گلی میں ہی ہے ۔اور ویسے بھی آپکا اس دن کا احسان اتارنا بھی باقی ہے۔"وہ سڑک پار کرکے ان کی طرف آچکا تھا۔

پتہ نہیں کتنی ہمت لگی تھی،اسے یہ آفر کرنے میں۔

پہلے تو عدارا خاتون نے ایک سوالیہ نگاہ لیانا پر ڈالی پھر دوسری ابیہان پر۔۔۔

"وہ بیٹا دراصل۔۔۔ "وہ انکار کرناچاہتی تھیں لیکن کر نہیں پا رہی تھیں کیونکہ ان کے پاس کوئی دوسرا آپشن بھی نہیں تھا۔

"تمہاری فیملی ڈسٹرب ہوگی بہت شکریہ آفر کا لیکن میں کہیں اور بندوبست کرتی ہوں۔"وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔

"نہیں میرے ساتھ صرف میرے چاچو رہتے ہیں اور رات کو وہ بھی کام پر چلے جاتے ہیں سو ، مسئلہ کی کوئی بات نہیں۔"

"اوکے مام تو آپ ایک کام کریں، آپ چلی جائیں ابیہان کے ساتھ میں ۔۔۔۔"

"تم بھلا اتنی رات کو اکیلی کہاں جاؤ گی۔ "عدارا خاتون لیاناکا بازو پکڑتے ہوئے بولیں۔

ابیہان نے بس ایک سنجیدہ نگاہ لیانا پر ڈالی۔

"اوکے مام آپ چلیں میں آرہی ہوں۔"

اس کی ایک نگاہ میں ہی عجیب رعب تھا۔ بے شک و ہ اپنی ایک نظر سے ہی اپنی بات منوا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ دونوں ابیہان کے گھر کے سامنے موجود تھیں۔ابیہان نے چابی سے لاک کھولا پھر دروازہ کھول کر انھیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"مام آپ جائیں میں آتی ہوں۔ "لیانا نے تھکے انداز میں عدارا خاتون کوآگے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"آنٹی آپ آجائیں یہاں سردی ہے آپکی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔"

ابیہان کے کہنے پر وہ اندر چلی گئیں اور لیانا وہیں ابیہان کے گھر کے باہر بنی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی ۔ اس نے صرف نائٹ سوٹ پر ایک عدد شال لے رکھی تھی،جسے اس نے اور بھی لپیٹ کر لے لیا۔

وہ بمشکل اپنے آنسو کنٹرول کرتی سڑک پر گزرتے اکا دکا لوگوں کا دیکھ رہی تھی۔دکھ تھا لیکن اس بات کا نہیں کہ اسکے باپ سے اسے گھر سے نکال دیا ،یہ تو معمول کی بات تھی لیکن اصل دکھ اس بات کا تھی کہ ابیہان یہ سب دیکھنے کے بعد ناجانے انکے بارے میں کیا سوچ رہا ہوگا۔

www.novelsclubb.com

وہ ابھی اسی تذبذ ب میں تھی کہ گھر کا دروازہ کھلا۔وہ ابیہان تھا ۔لیانا نے فوراً خود کا کمپوز کیا پھر چہرا گھما کر اسکی جانب دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"آنٹی ریسٹ کر رہی ہیں پھر وہ کہتا اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"تھینکس آ گین۔ "وہ مسکراتے ہوئے بولی

"کیا تمہاری فیملی اردو اسپیکنگ ہے۔ "وہ سامنے سڑک پر دیکھتا گویا ہوا۔

اور اسکے اس سوال پر لیانا گڑبڑائی یقیناً اب وہ اسکے خاندان کو برا سمجھے گا۔

"میرے ابو پاکستان سے ہیں اور امی یہاں کی رہنے والی ہیں لیکن ابو سے شادی سے پہلے وہ اسلام قبول کر چکی تھیں۔پاکستانی ہونے کے ناتے ابو اردو ہی بولتے ہیں۔ "وہ چن چن کر بول رہی تھی۔

"اور تم غلط مت سمجھنا وہ تو ابو کو بس کبھی کبھی غصہ آجاتا ہے لیکن صبح تک وہ ٹھیک ہو جائیں گے اور میں اور امی گھر چلے جائیں گے۔"

"ہوں ں ں ۔"اتنی لمبی صفائی کے جواب میں بس ہوں پر ہی اکتفا کیا گیا۔

لیانا نے حیرت سے اسے دیکھا۔وہ سامنے زمین سے اکھاڑی گھاس اب ہاتھ میں پکڑے اسے توڑنے میں مصروف تھا۔اسے دل میں کچھ تسلی ہوئی۔

"تمہاری فیملی کہاں رہتی ہے؟"پھر اچانک لیانا نے پوچھا۔

ابیہان کے مسلسل چلتے ہاتھ ایک دم رک گئے۔لیانا گڑبڑائی۔

"آو ہ۔۔۔کیاوہ گزر گئے ہیں۔ ائی ایم سوری۔میرا مطلب تمہیں دکھ دینا نہیں تھا۔"

اسکی گھبراہٹ پر ابیہان ہنسا۔آج لیانا نے پہلی بار اسےیوں ہنستےدیکھا تھا۔

"ایسی بات نہیں وہ ابھی اس دنیا میں ہی ہیں ۔"

"آووو۔۔۔اچھا۔ چلو ہی تو اچھا ہے تو پھر وہ کہاں رہتے ہیں؟"لیانا کا جوش پھر جاگ چکا تھا۔

"پاکستان میں۔۔"

"واقعی۔۔۔ تمہیں پتا ہے مجھے پاکستان جانے کا بہت شوق ہے ۔لیکن میری لائف اتنی ٹف ہے کہ۔۔۔۔"وہ اداسی سے بولی۔

"پر ایک دن میں پیسے جمع کر کے وہاں ضرور جاؤں گی۔"وہ اب اپنی پٹری پر واپس آچکی تھی۔

"اور اب تو بہار آنے والی ہے۔پتا ہے میں نے سنا ہے کہ بہار میں پاکستان کے پہاڑی علاقے دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔اور ہاں ایک اور بات ۔"پھر وہ ایک دم ابیہان کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا پاکستان کے پہاڑوں میں پریاں بھی اترتی ہیں؟"

ابیہان کو اسکی اس بات پر جھٹکا لگا تھا۔ اس نے ایک نگاہ لیانا پر ڈالی۔جو بہت توجہ سے جواب کی منتظر تھی۔لیکن ابیہان کی طرف سے کوئی جواب نہ آنے پر ٹھٹھکی کہ شاید اس نے کچھ غلط کہہ دیا۔

"اچھا خیر چھوڑو۔"وہ تو بات ختم کر چکی تھی۔لیکن وہاں دوسری طرف کیا آندھیاں چلی تھیں وہ اس سب سے بے خبر تھی۔

"تمہیں پتا ہے اوپیرا بھی جاگنے والا ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے بات بدل گئی۔

ابیہان نے ایک سوالیہ اس پر ڈالی۔

"یہ اوپیرا کیاچیز ہے۔"

"اونہوں۔۔۔۔۔"لیانا کی آنکھوں میں ایک دم بچوں کی سی خفگی اتر آئی تھی۔

"وہ کوئی چیز نہیں ہے ایک جیتا جاگتا کیٹا پیلر ہے اور وہ ایک عرصے سے ایک خول میں بند ہے ایک خوبصورت تتلی بننے کے لیے۔اور

اب چونکہ بہار آنے والی ہے تو وہ بھی پھولوں کی خوشبو سونگھ کر باہر نکلے گا۔"وہ کہتی ایک دم خاموش ہوئی پھر ابیہان کی جانب دیکھ کر بولی۔

"کتنا رومانچک لگتا ہے نا کہ پہلے کیڑا ہونا پھر اس سے ایک تتلی بن جانا۔مطلب دو خوبصورت پرآہ ۔۔۔"پھر ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے بولی۔

"یہ سوچنے میں کتنا حسین ہے۔"

ابیہان حیرت سے بس اسکی باتیں سن رہا تھا۔اسکی دنیا کے رنگ اسکی باتوں سے جھلکتےوہ صاف محسوس کر سکتا تھا۔اسے لگا اسکے سامنے زیمل بس ایک نئے چہرے میں موجو د ہے۔

"تم اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خوشیاں کیسے ڈھونڈ لیتی ہو؟"وہ اداسی سے مسکراتے ہوئے کہتا اب دوبارہ گھاس نوچ رہا تھا۔

وہ مسکرائی۔

"پتا ہے پروفیسر، ہر انسان کی زندگی میں اپنی نوعیت کی تکلیفیں اور پریشانیاں ہوتی ہیں۔اسی طرح میری زندگی میں بھی بہت سی تکلیفیں اور مشکلات ہیں۔(اور اس بات کا اندازہ تو وہ ان چند ملا قات میں بخوبی کو چکا تھا۔)

"ہمیشہ خوشیاں چل کر آپ کے پاس نہیں آتیں۔اور عموماً آج کے دور میں خوشی اور سکون کا جو پیمانہ ہےوہ پیسوں پر منحصر ہیں۔اب ایسے دور میں مجھ جیسے انسان کے لیے خوشیاں ہی بہت ہیں۔"وہ کہہ کر خاموش ہوئی اسکی آواز میں عجیب اداسی غالب آچکی تھی۔

"یا شاید میں جیتی ہی ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں کے لیے ہوں جو میرے اطراف میں قدم قدم پر بکھری پڑی ہیں۔"وہ ایک دم چہکتے ہوئے بولی۔

اور اسکے لہجے میں اچانک امڈتی ہوئی خوشی ابیہان کو اسکی بات کی سچائی کا یقین کروانے کے لیے کا فی تھی۔

"میرے خیال میں اب تمہیں سوجانا چاہیےپروفیسر صاحب کیونکہ صبح یونی بھی جانا ہے۔"پھر وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"میرا کیا ہے میں تو ساری رات بھی یہاں گزار سکتی ہوں۔ "اسکی بات پر ابیہان مسکرایاپھر کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

"آئی وش کہ اوپیرا کے پربہت خوبصورت ہوں۔"پھر کہتا دروازے میں چابی لگانے لگا۔

"اندر آجایئے مادام۔۔۔۔ابھی بہار آئی نہیں ہے۔"اسکا اشارہ باہر چلتی ٹھنڈی ہوا کی طرف تھا۔وہ دروازے میں کھڑا اندر کا اشارہ کرتے ہرئے بولا۔

تھینکس اگین ابیہان ۔"وہ ہنستے ہوئے کہتی اندر چلی گئی۔

عدارا خاتون کو وہ اپنے کمرے میں سلا چکا تھا۔لیانا کو بھی اس نے وہیں رات گزارنے کا کہااور خود لاونج میں آگیا۔ڈی کا کمرہ تو سونے کے قابل بالکل بھی نہیں تھاوہ جانتا تھا۔

"نا جانے کس چڑیا گھر میں پلے ہیں چاچو آپ۔"اور اب وہ بڑبڑاتا لاونج میں ہی سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

صبح لاؤنج کی کھڑکی سے چھن کے آتی سورج کی کرنوں سے اسکی آنکھ کھلی۔پہلے تو وہ کمر سیدھی کرتا اٹھا۔اُسے صوفے پر سونے کی عادت نہیں تھی۔سو رات بھر سیدھے لیٹے لیٹے اسکی کمر اکڑ چکی تھی۔آنکھیں جھپکاتا وہ سامنے پڑے جگ سے پانی پینے کی غرض میں پاس پڑے گلاس میں پانی اُنڈیلنے لگا تھا کہ اچانک اسکی نظر گلاس کے نیچے پڑے کاغذ پر گئی۔اس نے پانی کا گلاس اٹھایا اور منہ لگاتا وہ خط پڑنے لگا۔

"رات کے لیے ایک بار پھر شکریہ۔مجھے کام پر جانا ہے اس لیے جلدی نکل گئی لیکن تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لیے مام نے تمہارے لیے ناشتہ بنا کر کچن میں رکھ دیا ہے ۔اسے کھا لینا مجھے اچھا لگے گا۔

فرام جیسی"

اور پھر نیچے ایک ا سمائلی فیس بنا تھا۔

وہ مسکرایا اور پھر خط اور گلاس واپس میز پر رکھتا اٹھ گیااور فریش ہونے کے لیے وہ اپنے کمرے میں چل دیا۔ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد وہ تیار ہوکر ناشتہ کی غرض سے کچن میں آیالیکن پھر کچن کے دروازے میں ہی ٹھٹھک گیا۔سامنے کا منظر اوراسکے ماتھے پر پڑتے بل ۔۔اوہو کچھ غلط ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ڈی"!وہ چلایا۔

داور جوکہ میز پر پڑا ناشتہ کھانے میں مصروف تھے،ایک دم ڈر گئے۔

"کیا ہے؟"جواباًاور زیادہ چلایا گیا تھا۔

ابیہان نے فوراً آگے آکر اُنکے سامنے سے ٹوسٹ کی پلیٹ جھپٹی۔

"یہ ناشتہ آپکے لیے نہیں تھا۔"وہ تقریبا آدھے سے بھی کم بچا ناشتہ دیکھ کر ناراضگی اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بولا۔

"تو اور کون کھاتا ہے اتنا ناشتہ میرے علاوہ؟تم تو بس کافی یا ٹوسٹ لیتے ہو۔"ابیہان کے رویے پر داور کی حیرت بھی سوا نیزے پر تھی۔

"ہاں آپکا تو بس نا چلے مجھے بھی کھا جائیں۔"وہ غصے سے کہتا وہیں بیٹھ گیا۔

داور نے کندھے اچکائے اور پاس پڑا دودھ کا گلاس اٹھانے لگے۔ اس سے پہلے کہ وہ گلاس اٹھاتے ابیہان نے ان کے ہاتھ پر تھپڑ مارا ۔

"اب کیا ہے؟"داور نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"یہ تو چھوڑ دیں ،باقی سب تو کھا چکے ہیں۔"ابیہان نے برابر گھوراا اور گلاس اٹھا کر دودھ پینے لگا۔

داور منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہاں سے اُٹھ گئے۔اور ابیہان نے ایک افسوس بھری نگاہ سامنے پڑی پلیٹوں پر ڈالی۔جوڈی چٹ کر چکے تھے۔اور پھر سامنے پلیٹ میں پڑاکلوتا ٹوسٹ اٹھا کر غصے میں چبانے لگا۔

www.novelsclubb.com

باب 8

ایک غلطی، ایک موقع

آج یونی سے آنے کے بعد وہ گھر جانے کی بجائے کونے پر بنے کنوینس اسٹور پر آگیا تھا۔ کافی کی سخت طلب ہورہی تھی۔آفس بیگ کندھے سے اُتارتا وہ اسٹور میں داخل ہوا۔وہاں معمول کے مطابق گاہکوں کی چہل قدمی جاری تھی۔اس نے کافی کی مشین سے ایک کپ کافی تیار کی اور میز پر بیگ رکھتا وہیں بیٹھ گیا۔کافی سامنے میز پر رکھ کر اس نے ایک نظر شیشے کی دیوار کے پار دوڑائی،سڑک پر اکا

دکالوگ موجود تھے۔اسٹور کے سامنے فٹ پاتھ پر لگے درخت پر کچھ پرندے بیٹھے تھے۔آج چونکہ اتنی سردی نہیں تھی سو وہ ہائی ویسٹ کاٹن پینٹ پر چیک کی بلیک اینڈ وائٹ

شرٹ میں ملبوس تھا۔نگاہ باہر کا طائرانہ جائزہ لے کر واپس آچکی تھی۔اور اگلے ہی پل وہ بری طرح ڈرا تھا۔ میز کے دوسرے پار لیانا بیٹھی مسکرارہی تھی۔ پھر خود کو کمپوز کرتا کافی کا گلاس اٹھانے لگا۔

"گڈ ایوننگ پروفیسر۔"وہ چہکتے ہوئے گویا ہوئی۔

"کیا میں بھی یہاں بیٹھ کر باہر کا منظر انجوائے کروں۔"جواب نا پاکر وہ پھر گویا ہوئی۔

ابیہان نے ہاتھ میں پکڑا گلاس میز پر رکھا۔

"میں صرف کافی پی رہا ہوں ۔انجوائے منٹ نہیں کر رہا ۔"ہمیشہ کی طرح سیدھا سا جواب۔

"تم مسکراتے ہوئے بھی اچھے لگتے ہو۔"وہ طنزاً بولی۔اسکا اشارہ اسکے سپاٹ چہرے کی طرف تھا۔

ابیہان نے گلاس اٹھایا اور پھر کافی کے سپ لینے لگا۔

"اچھا تمہیں ناشتہ اچھا لگا۔وہ دراصل مام منہ سے تمہارا شکریہ ادا نہیں کر پائیں تھیں اس لیے انہوں نے ناشتہ بنا دیا۔"وہ بولی۔

"آنٹی کو تھینکس کہنا ،بہت اچھا ناشتہ تھا۔"وہ کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے بول رہاتھا۔بے شک اسے صبح والا سارا واقع یادآچکا تھا۔

وہ بات کرنے کی کوشش کررہی تھی لیکن وہ تھا کہ سیدھے منہ اس سے بات کر کے ہی راضی نا تھا۔اسے لگا تھا شاید رات کے بعد سے انکے درمیان کی تکلف کی دیوار گرچکی ہوگی پر۔

"کیا تمہیں دوست بنانااچھا نہیں لگتا ؟"آخر وہ بول ہی پڑی لہجے میں خفگی تھی۔

ابیہان نے خالی گلاس میز پر رکھا۔

"میں اچھے لوگوں سے دوستی نہیں کرتا۔کیونکہ انہیں میرے ذات سے سوائے تکلیف کے کچھ اور حاصل نہیں ہوگا۔"اس نے والٹ سے پیسے نکالتے ہوئے کہا اور پیسے میز پر رکھ کر اٹھ گیا۔

"پر وہ۔۔۔۔۔۔۔!"اورایک بار پھر لیانا کی بات بیچ میں ہی رہ گئی اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

"خیریت ہے بھئی جناب کا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔"اچانک ایلس لیانا کے سامنے جہاں سے ابیہان اٹھا تھا بیٹھتے ہوئے بولی۔

لیانا نے ایک آہ بھری۔

"اب تو اچھا ہونا بھی گناہ ہےایلس۔"

ایلس اسکی بات پر ہنسی۔

"یار لیانا وہ ایک پروفیسر ہے اور تمہیں تو پتا ہے کہ پروفیسر کتنے کھڑوس ہوتے ہیں۔"

لیانانے اسے گھورا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔"

"تو چھوڑو اسے اسکے حال پہ بھئی ہر کوئی تمہاری اچھائی ڈیزروو نہیں کرتا۔"ایلس لاپرواہی سے بولی۔

"نہیں ایلس پتا نہیں کیوں پر یوں لگتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے کہ۔۔۔مطلب بظاہر وہ بھاگ گیا لیکن جیسے وہ ابھی یہیں موجود ہے۔جیسے کوئی اُلجھن ہے جو وہ سُلجھا نہیں پا رہا۔"لیانا نے کھڑکی کے باہر، سڑک کی دوسری جانب بنے فُٹ پاتھ پر جاتے ابیہان کو دیکھ کر، کھوئے انداز میں کہا۔

اور ایلس اسکے اس فلسفے پر دانت نکالتی ہنسنے لگی۔

"کیا ہے؟"لیانا غصے سے بولی۔

"تم کو ئی ونڈر وومن کیا جو اسکے سب مسئلے حل کرو گی۔"وہ اسکی بات مزاق میں اڑا چکی تھی۔

"تم تو نا بس رہنے ہی دو۔تم سے تو کچھ کہنا اپنی بات کا خود ہی مزاق اڑانے جیسا ہے۔"لیانا خفگی سے بولی اور ریپشن کی طرف چل دی۔

"لیانادی ونڈر وومن"!ایلس نے لیانا کے پیچھے سے جملہ کسا پھر ہنستی وہاں سے اٹھ گئی۔

اور لیانا نے بھی جواباً اسے منہ چڑایا تھا۔

❋·❋·❋·❋·❋·❋·❋

اسٹور سے آکر وہ فریش ہوئی پھر سیدھی کچن میں آگئی۔

"السلام و علیکم مام۔کیا بن رہا ہے۔"فریزر سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے وہ سامنے کھانا بنانے میں مصروف عدارا خاتون سے مخاطب ہوئی۔

"تمہارے ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو بس ان کے لیے سوپ بنا رہیں ہوں۔"وہ مصروف انداز میں بولیں۔

اتنی دیر میں لیانا سینڈوچ بنانے کا سامان نکال چکی تھی۔

"وہ ابیہان تھینکس بول رہی تھاناشتے کے لیے۔"وہ بریڈ کے کنارے چھری سے الگ کرتے ہوئے بولی۔

عدارا خاتون مسکرائیں۔

"رات وہ کسی فرشتہ کی طرح آیا تھا ورنہ اتنی رات ہم کہاں رکتے۔"

"وہ یہاں کا تو نہیں لگتا کہاں سے ہے وہ؟"عدارا خاتون سوپ میں چمچ ہلاتے ہوئے بولیں۔

"مام وہ پاکستان سے ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اور اسکی فیملی وہ کہاں رہتی ہے؟"

"وہ بھی پاکستان میں ہی رہتے ہیں۔"وہ اب بریڈ کے سلائیس پر کیچپ اور مائیونیز لگا رہی تھی۔

"اچھا پھر وہ اکیلا یہاں کیوں رہتا ہے؟"عدارا خاتون نے چہرہ موڑ کے لیانا سے پوچھا جو سینڈو چ میکر ڈھونڈ رہی تھی۔

"وہ اکیلا نہیں ہے اسکے چاچو رہتے ہیں اسکے ساتھ۔لیکن وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ پتا نہیں کیوں نہیں رہتا۔"وہ بولتے ہوئے خود بھی اسی بات پر غور کرنے لگی تھی۔

"مے بی جاب کی وجہ سے ۔آخر آکسفرڈ سٹی میں لیکچرار ہونا کوئی عام بات تونہیں۔ "پھر وہ خود ہی جواب دیتی سینڈوچ کے سلائیس بند کر کے میکر میں رکھنے لگی۔

"تم کب سے جانتی ہو اسے؟"عدارا خاتون پھر سے گویا ہوئیں۔

"زیادہ عرصہ نہیں ہوا ایون کل رات ہماری گنتی کی شاید کوئی تیسری ملا قات تھی۔"وہ انگلی پر گنتے ہوئے بولی۔

"لیکن پتا ہے مام یوں لگتا ہے جیسے ہم ہمیشہ سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔"وہ سینڈوچ میکر آن کر کے اب شیلف سے ٹیک لگا کر بولی۔

"تمہیں تو ہر کوئی ہی اپنا سا ہی لگتا ہے۔"عدارا خاتون اسکی فراخ دلی پر طنز کرتے ہوئے بولیں۔

"کیا مام اب آپ بھی ایلس کی طرح طعنے تو نہ دیں مجھے۔"وہ خفگی سے بولی۔

"تو اور کیا کہوں تم تو ہر شخص سے پہلی مرتبہ میں بے تکلف ہو جاتی ہو۔ہر کسی سے ہمدردی کرنے چل پڑتی ہو۔"

"آہ مام۔۔۔۔ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا۔عام انسانوں سے آپکا رشتہ انسانیت کا ہوتا ہے۔ لیکن کچھ خاص لوگوں سے آپکے خاص رشتے ہوتے ہیں اور شاید ابیہان بھی دوسروں سے کچھ مختلف ہے۔"وہ چھت کو دیکھتی اپنا انداز بیان کر رہی تھی۔

"یوں جیسے اسکے اندر کوئی ادھوری کہانی ہے۔"

"اور تمہیں کیسے پتا چلا کہ اسکے اندر کوئی ادھوری کہانی ہے؟"عدارا خاتون آخری الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولیں۔

"کیونکہ مام میں وہ دیکھ سکتی ہوں جو ہر کوئی نہیں دیکھتا۔بظاہر وہ جتنا پر فیکٹ اور مکمل دیکھائی دیتا ہے اندر سے وہ اتنا ہی ادھورا ہے۔"وہ میکر کی گھنٹی پر اب واپس میکر کی طرف متوجہ ہوچکی تھی۔

"کچھ ہمدردیاں آپ کے لیے تکلیف کا باعث بھی ہو سکتیں ہیں۔"وہ جو کافی دیر سے لیانا کی باتیں سن رہی تھیں۔سنک پر ہاتھ دھونے کی غرض سے مڑتے ہوئے بولیں۔

"کیا ہوگیا مام، اچھائی آپکو کبھی تکلیف نہیں دیتی۔"لیانا نے چہرہ گھما کر عدارا خاتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور ویسے بھی وہ تو پہلے ہی کچھ کہہ کر راضی نہیں ۔وہ کچھ بولے تو سہی۔کیونکہ بغیر کسی کتاب کوپڑے آپ ان سے فائدہ اور نقصان

کیسے اٹھا سکتے ہیں۔"لیانا نے سینڈوچ میکر آف کر کے واپس کیبنٹ میں رکھا۔

"اینڈری کو بھی تم ہمدردی میں گھر لائی تھی۔اور پھر تم اس سے اٹیچ ہوگئی اتنا زیادہ اٹیچ کہ اسکے مرنے کے بعد تم نے ایک عرصہ اذیت میں گزرا تھا۔اور یہ بات ہم دونوں ہی اچھے سے جانتے ہیں۔"

"وہ بچپن کی بات ہے ماما اور ویسے بھی میں آج بھی اسے نہیں بھولی ہوں آخر کو وہ میرا بیسٹ فرینڈ تھا۔"لیانا نے کہا اور سینڈوچ کی پلیٹ اٹھائی۔ جاتی،کچن کے دروازے پر رُکی، چہرہ موڑ ا۔

"میں پھر بھی یہ کہانی پڑھنا چاہوں گی۔"بلا شبہ وہ عدار خاتون کی بات ہوا میں اڑا چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

پھر کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

"یہ لڑکی بھی نا۔۔ پوری پاگل ہے ۔"وہ کہتی اب اپنے سوپ کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں۔

ابیہان نے سر اٹھا کر سامنے دیوار پر لگی گھڑی میں ٹائم دیکھا۔رات کے دس بج رہے تھے۔اس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب میں بک مار ک میں رکھااور پھر کتاب بند کرکے شیلف میں باقی کتابوں کے ساتھ رکھ دی۔

وہ چینج کرنے کے لیے باتھ روم کی طرف جارہاتھا لیکن پھر کھڑکی کے پاس رک گیا۔کھڑکی سےوہاں گلی کے کونے پہ بنا کنوینس اسٹور صاف دیکھائی دیتاتھا جسکا شٹر گرا ہوا تھا۔

(کیونکہ ہم عالم الرواح میں دوست تھے)

وہ بےساختہ سامسکرادیا۔

اسکے خیالات کی رو اسٹور سے بھٹک کر لیانا کی طرف جانے لگی تھی۔عجیب انہونی کی طرح آئی تھی وہ لڑکی اسکی زندگی میں کہ دس

سالوں میں پہلی مرتبہ وہ اپنے اور اپنی ذات سے جڑے دکھوں کے علاوہ کسی اور کو سوچ رہا تھا۔

(سو اس طرح ہم پیدائشی دوست ہوئے۔)

مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوگئی۔

ا س نے کھڑکی کے پردے برابر کیے اور چینج کرنے کی غرض سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

کچھ دیر میں شاور لے کر اب وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑا دانت برش کر رہا تھا۔اسکے ماتھے سے بال مکمل پیچھے کی طرف گئے ہوئے تھے۔اسکی نظر ماتھے کے ایک طرف بنے بھورے سے نشان پر گئی۔وقت اور اطراف کی حرکات،سست پڑی تھیں۔ ایک عجیب احساس تھا اسکے اندر کہیں" ابی"نامی بند کتاب کھلنے کی کوشش کررہی تھی۔یہ لیانا کا اثر تھا وہ جانتا تھا۔اچانک اسے احساس

ہوا کہ اسکے سامنے شیشے میں جھلکتا اسکا عکس ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا ہے۔

"بھولو مت زیمل نے بھی اس کتاب کو کھولا تھا۔"اسکا عکس اب اس سے محو گفتگو تھا۔

"اور پھر جانتے ہو اسے اپنے آخری وقت میں کتنی تکلیف ہوئی ہو گی جب وہ اپنے بیسٹ فرینڈ سے نہیں مل پائی ہو گی۔"ابیہان کا برش کرتا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

"زیمل نے تم سے ہمدردی رکھی یہ اسکا قصور نہیں تھا۔یہ تمہارا قصور تھا کہ تم ابیہان پاشاہو۔"الفاظ ابیہان کے حواسوں پر ہتھوڑوں کی طرح برس رہے تھے۔ابیہان نے چہرہ جھکایااور سنک میں کلی کرتا چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔وہ فلحال کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ نلکا بند کر کے اس نے اسٹینڈ پر لٹکے ٹاول سے چہرہ پونچھا۔ نگاہ واپس آئینے پر گئی، عکس ہنوز ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"تم نے اس کتاب کو اس صفحے پر بند کیا ہے کہ اگر یہ دوبارہ کھلی تو تکلیف پھر نئے سرے سے ابھرے گی اور وہ صرف تمہارے لیے نہیں لیانا کے لیے بھی برابر ہوگی اور بغیر وہ تکلیف سہے تم اگلے صفحہ پر نہیں پہنچ سکو گے۔"اتنا کہہ کر اب وہ عکس ابیہان کے چہرے سے ٹپکتی بے بسی پر ہنس رہی تھا۔بلکہ قہقے مار کر ہنس رہا تھا۔ابیہان نے ہاتھ میں پکڑا ٹاول شیشے پر دے مارا اور اضطراب میں بڑبڑاتا باتھ روم سے نکل گیا۔

"نہیں ایک اور زیمل نہیں۔بالکل نہیں۔"

لائٹس آکر تاوہ بیڈ میں گھس گیا۔

لیکن وہاں ایک گلی کے فاصلے پر، عمارت کی پانچویں منزل کی بالکونی میں بنی سیڑھیوں پر بیٹھی"لیانا شاہ"اپنی ازلی معصومیت کے ساتھ سینڈوچ کھاتی اس کتاب کو کھولنے کا اٹل فیصلہ کر چکی تھی۔

"بس کرو ابیہان میں پہلے ہی تھکا ہوا ہوں۔"آج ابیہان زبردستی ڈی کو جاگنگ پر لانے میں کامیاب ہوگیا تھا ۔ابھی وہ کام سے لوٹے ہی تھے کہ ابیہان انھیں دروازے سے ہی کھینچ کر لے آیا۔اور اب پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔

"مان لیں کہ آپ بوڑھے ہوگئے ہیں ڈی۔"وہ ہنستے ہوئے بولا۔

ڈی نے چہرہ اٹھا کر اسے گھورا۔

"چلیں بس ایک اور راونڈاور پھر ہم گھر چلیں گے۔"وہ مسلسل جاگنگ کےانداز میں پاؤں چلاتا عجلت میں گویا ہوا۔

ڈی سیدھے ہوئے اور اس سےپہلے کہ وہ دونوں دوبارہ جاگنگ شروع کرتے ۔

"ہائے پروفیسر"!پیچھے سے ٹریک سوٹ میں ملبوس ۔بالوں کو پونی ٹیل میں باندھے لیانا ہاتھ ہلا تی انہیں کی طرف آرہی تھی۔

ابیہان کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"اسلام و علیکم !آپ ابیہان کے انکل ہیں آئی تھنک۔"وہ اتنی دیر میں انکے سر پر پہنچ چکی تھی۔

ڈی نے ایک سوالیہ نگاہ ابیہان پر ڈالی اور پھر لیانا پر۔گویاکہ رہے ہوں۔

"اب یہ کونسی نئی انہونی ہے۔"

"میں لیانا شاہ ہوں ابیہان کی دوست۔"اس نے مسکراتے ہوئے ڈی کو اپنا تعارف کروایا۔

"ہیں ابیہان کب سے دوست بنانے لگا؟"وہ سر کھجاتے ہوئے گویا ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"میں جارہا ہوں ۔"ابیہان نے بغیر دوسری نگاہ لیانا پر ڈالے ڈی سے کہا اور واپس ٹریک پر دوڑنے لگا۔

ڈی نے لیانا کی جانب دیکھا جو ابیہان کے جواب نا دینے پر اداس ہوگئی تھی۔ڈی کو اسکے معصوم چہرے پر ترس آیا۔

"ہم بیٹھ کر بات کریں۔"ڈی نے سامنے پڑے بینچ کی طرف اشارہ کیا۔

لیانا نے مسکراتے ہوئےاثبات میں سر ہلایا۔

"کب سے دوست ہو تم اسکی؟"ڈی نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

"زیادہ عرصہ نہیں ہوا بس ابھی ابھی ،لیکن لگتا ہے شاید پروفیسر صاحب کو دوست بنانا اچھا نہیں لگتا۔"اور پھر لیانا نے اپنی اور ابیہان کی ساری ملاقاتوں کا ذکر الف سے یے تک ڈی کو سنایا۔

"ہو ں ں ں ۔۔۔۔"ڈی نے لیانا کی بات مکمل ہونے پر اثبات میں سر ہلایا۔

"تم اچھے دل کی معلوم ہوتی ہو۔"

لیانا جواباً مسکرائی۔

"اور ہاں ابیہان بھی دل کا برا نہیں بس۔۔۔"

"بس کیا؟"لیانا نے تجسس سے کہا۔

"اسکا بس دماغ ذرا کھسکا ہوا ہے۔"

کیا مطلب؟ "لیانا نا سمجھی کے انداز میں بولی۔

"اب وہ اچھے انسانوں سے دوستی نہیں کر نا چاہتا تو میں یہی کہوں گا۔"ڈی مصنوعی افسوس سے بولے۔

لیانا ہنسی۔

"آپ بہت فنی ہیں۔"

جواباً داور بھی ہنس پڑے۔

"آپ اسکے بارے میں کافی کچھ جانتے ہوں گے نا۔"لیانا نے چن چن کر کہا مبادکہ کچھ غلط نہ کہہ دے۔

"جانتا مطلب ہم چچا بھتیجا کم اور لنگوٹیے یار زیادہ ہیں۔"وہ ہنستے ہوئے بولے۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔"وہ بھی مسکرائی۔

"میں ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"ہاں پوچھو۔"

"کیا ابیہان نے اپنے ماضی میں کسی کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔آئی مین کسی کو ہرٹ کیاہے۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتی داور کے چہرے کےتاثرات دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر تو داور خاموش رہے پھر سامنے درختوں کی قطار کو دیکھتے بولے۔

"اور وہ آج تک اس پر پچھتا رہا ہے۔"

لیانا کی چہرے پر ایک دم اُبھرا۔اسکا شک یقین میں بدل گیا۔

"دیکھو لیانا اسکے دل میں کیا ہے یہ تو میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تم اسکی مدد کر سکتی ہو۔"

"میں ؟"لیانا نے خود کی طرف اشارہ کر تے ہوئے کہا۔

داور نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن ابیہان اس سے معافی بھی تو مانگ سکتا ہے۔"

جواباً ڈی مسکرائے۔

"پچھتاوا صرف ایک ناراضگی کا نہیں پچھتاوے اور بھی بہت ہیں۔اگر تم واقعی ہی ابیہان کے لیے کچھ کرنا چاہتی ہو تو میرے پاس تمہیں دیکھانے کو کچھ ہے۔"وہ ہموار لہجے میں بولے۔اور لیانا تذبذب کے عالم میں انھیں دیکھتی رہ گئی۔

"پر ابھی میں چلتا ہوں۔"وہ اٹھتے ہوئے بولے۔

"ابیہان کو تو آنے دیں آپ لوگ اکھٹے جایئے گا۔"وہ معصومیت سے بولی اور ڈی اسکی معصومیت پر ہنسے۔

www.novelsclubb.com

"وہ اب تک تیار ہوکر یونی کے لیے بھی نکلنے والا ہوگا۔"

لیانانے نا سمجھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے انھیں دیکھا۔

"کیامطلب؟"

"مطلب بتایا تو ہے کہ اسکا دماغ ذرا کھسکا ہوا ہے۔"

But hush! the upland hath a sudden loss
Of quiet! —Look, adown the dusk hill-side,
A troop of Oxford hunters going home,
As in old days, jovial and talking, ride!
From hunting with the Berkshire hounds they come.
Quick! let me fly, and cross
Into yon farther field! —'Tis done; and see,
Back'd by the sunset, which doth glorify
The orange and pale violet evening-sky,
Bare on its lonely ridge, the Tree! the Tree!

"پچھلے تمام اسٹینزاز میں آرنلڈ اپنی زندگی کی تمام محرومیاں اور دکھ بیان کر رہے ہیں اور اس سب کے دوران کہ جب وہ اپنی پرانی زندگی کو بیان کر رہے تھے۔اچانک انھیں وہاں سے ایک شکاریوں کا گروہ جاتا ہوا دیکھائی دیا۔جو کہ ہنستے اور قہقے لگاتے واپس اپنے گھروں کو روانہ تھے۔انھیں دیکھ کر آرنلڈ کو احساس ہوا کہ کچھ ہے جو آج بھی باقی ہےیعنی وہ شکاری گروہ جو آرنلڈ کی اسٹوڈنٹ لائف میں وہاں آیا کرتے تھے آج بھی آتے ہیں یہ سب دیکھ کر آرنلڈ کا موڈ کچھ بدل جاتا ہے ۔پھر اچانک انھیں اپنے دکھوں اور محرومیوں کے ساتھ اپنی خوشیاں بھی یاد آنے لگتی ہیں۔ پھر وہ پرانے وقتوں پر اداس ہونے کی بجائے تائرسس کے ساتھ گزارے وقت پر خوش ہوتے ہیں۔

با لا آخر انھیں وہ ایلم ٹری بھی مل جاتاہے جس سے آرنلڈ اور تائرسس کو بہت محبت تھی۔پھر چونکہ آرنلڈ کا یقین ہے کہ جب

تک ایلم ٹری باقی ہیں سکالر جپسیز آتے رہیں گے یعنی جب تک ایلم ٹری باقی ہیں دنیا میں ایسے لوگ آتے رہیں گے جو حقیقی معنوں میں خوشیاں تلاش کرنا جانتے ہوں گے۔ "ابیہان نے اپنی بات مکمل کرکے پوری کلاس پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی ۔آج وہاں کوئی سوال نہیں تھا۔ابیہان مسکرایا۔

"وقت گزر جاتا ہے اور وقت کے ساتھ چیزیں بھی بدل جاتیں ہیں لیکن۔ "پھر اس نے ایک نگاہ اسٹوڈنٹس پر ڈالی۔

"لیکن کچھ ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ "

اچانک ایک ہاتھ اٹھا۔

"ایسا کیا ہے سر جو کبھی نہیں بدلتا ؟"

"ہماری یادوں میں محفوظ لمحے۔"

سامنے کلاس کے چہرے سوالیہ نشان کی مانند تھے۔

"وہی لمحے جنھیں یاد کر کے آرنلڈ نے پوری ایلگی لکھ ڈالی۔"

"پتا ہے آپ کی زندگی کا ہر ایک لمحہ محفوظ رہتا ہے پھر چاہے وہ کسی ذائقہ میں ہوں ،گانے کے سروں میں یا کسی خوشبو میں محفوظ رہتے ہیں۔ "وہ بول رہا تھا سب سن رہے تھے۔

الفاظ وہی تھے لیکن اس کے ادا کرنے والا اور سننے والے بدل چکے تھے کیونکہ کچھ حقیقتیں ایسی ہوتی ہیں خود کو خود زندہ رکھنا جانتی ہیں۔

"معاف کیجیے گا آپکو انتظار کرنا پڑا وہ دراصل آج رش کافی ہے نا۔اور پھر ایلس بھی کاؤنٹر پر آنے کے لیے فری نہیں تھی۔"وہ صفائی پیش کرتی اسٹور میں پڑی میزوں میں سے ایک میز پر داور کے بالکل سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"ارے ارے کوئی بات نہیں اچھا ہے اس بہانے مجھے یہاں کی کافی پینے کا موقع مل گیا۔ویسے کافی ہے مزے کی۔"داور ہاتھ میں پکڑا گلاس رکھتے ہوئے بولے۔

جواباً لیانا مسکرائی۔

"تو آپکو کیا بات کرنی تھی مجھ سے ۔ "جس مقصد سے وہ کافی دیر سے آئے بیٹھے تھے لیانا نے اسکے بارے میں پوچھا۔

داور سیدھے ہوتے ہوئے پھر دونوں ہاتھ میز پر رکھتے ہوئے بولے۔

"تم جانتی ہو کہ ابیہان پندرہ سال سے پاکستان نہیں گیا۔"

"کیا؟"لیانا پر یہ ایک نیا انکشاف تھا۔

"تم نہیں جانتی کہ وہ پاکستان سے ہے ؟ "داور نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں مطلب میں جانتی ہوں کہ وہ پاکستان سے ہے لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ اپنے پیرنٹس سے بھی نہیں ملا۔"وہ حیران تھی اور پریشان بھی۔

ڈی نے نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن کیوں؟"لیانا کو اب اور تشویش ہورہی تھی۔

"وہ اپنے باپ سے ناراض ہے۔"ڈی کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے بولے۔

"کوئی اپنے ماں باپ سے بھی ناراض ہوتا ہے کیا بھلا ۔۔۔۔۔۔مطلب یوں۔"لیانا نے نا سمجھی میں کہا۔

"دراصل بات کچھ یوں ہے۔"اور پھر ڈی نے الف سے یے تک ابیہان کے اغوا کا سارا قصہ اسے سنا ڈالا۔

بات مکمل کرکے وہ اب لیانا کے چہرے پر ابھرتے اور معدوم ہوتے رنگ دیکھ چکے تھے۔

"یہ واقعی ہی برا ہے۔دراصل میں نے کبھی ایسی سچویشن فیس نہیں کی ۔شاید میں اسکی فیلنگ کو اتنی اچھے سے نہیں سمجھ سکتی۔میرا باپ مجھے اور میری ماں کو آدھی رات کو گھر سے نکال دیتا ہے لیکن اگلی رات ہم ایک ہی میز پر کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔"وہ خود بھی بیان نہیں کر پا رہی تھی جو حقیقت میں وہ کہنا چاہ رہی تھی۔

"ہر انسان اپنی جگہ درست ہوتا ہے لیکن یہ کچھ زیادہ ہی نہیں مطلب پندرہ سال۔۔۔پندرہ سال۔"وہ پندرہ پر زور دیتے ہوئے بولی۔

داور مسکرائے۔

"لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔"داور سنجیدگی سے بولے جس پر لیانا نے پھر تعجب سے انھیں دیکھا اور بولی۔

"پھر؟"

"داور نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک سفید رنگ کا لفافہ نکالا اور میز پر رکھ کر لیانا کی طرف سرکا دیا۔

"یہ کیا ہے ؟"وہ اور حیران ہوئی۔

"یہ اسکی اصل تکلیف ہے امید ہے کہ تم سمجھ جاؤگی۔اگر ابیہان کو معلوم ہوا کہ میں نے یہ پڑھ رکھا ہے تو وہ بہت ناراض ہوگا اور پھر اگر یہ پتہ چل گیا کہ میں نے یہ تمہیں دیا ہے تو پھر ۔۔۔۔۔پھر آگے تم خود کی سمجھ لو۔"داور کہتے کہتے اب کھڑے ہوچکے تھے۔

"پر یوں اسکی اجازت کے بغیر ؟کیا یہ ٹھیک ہوگا؟"لیانا کااشارہ اس لفافہ کی طرف تھا۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے، اگر میں نے اتنی بڑی مصیبت مول لی ہے تو وہ رائیگاں نہیں جائے گی۔"

www.novelsclubb.com

جواباً لیانا واپس اس لفافہ کو دیکھنے لگی۔

"اور ہاں ۔"وہ جاتے جاتے مڑے۔

"جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ وہ ذرا کھسکے دماغ کا ہے تو تھوڑا برداشت طلب کام ہے۔"پھر سلیوٹ مارنے کے انداز میں ہاتھ ماتھے تک لے جاتے ہوئے بولے اور اسٹور سے نکل گئے۔

"تمہاری زندگی میں کچھ آسان بھی ہے لیانا؟"

کتنی ہی دیر وہ لفافے کو دیکھتی رہی۔ اُسے ایک موقع مِلا تھا۔پر نا جانے کیوں اُسے کچھ غلط لگ رہا تھا۔جیسے وہ کوئی غلطی کرنے جا رہی ہو۔

پھر لفافہ شرٹ کی جیب میں اڑستی،وہاں سے اُٹھ گئی اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

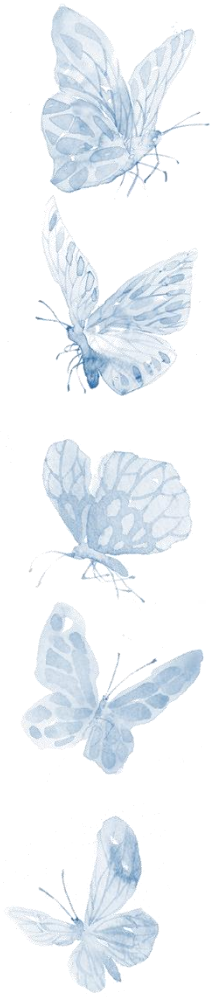

باب9

نوروز(آغازِ بہار)

www.novelsclubb.com

"ابیہان ۔۔۔۔۔۔۔ہیئے ابیہان اب اٹھ بھی چکو۔"

نیم وا آنکھوں سے اس نے سامنے ڈی کو دیکھا جو کھڑکی کے پردے ہٹاتے اسے اٹھا رہے تھے۔

"کیا ہے ڈی آج ویک اینڈ ہے ۔ انھیں واپس برابر کریں۔"ابیہان نے جھنجھلاتے ہوئے منہ پر تکیہ رکھ لیا۔

"ہمیں آج آوٹنگ پر جانا ہے اگر جناب کی یاداشت موجود ہوتو۔ "ڈی اب ناراضگی سے بولے۔ابھی رات ہی وہ ڈی سے، فُٹبال کے میچ پر شرط ہارا تھا،اور سزا کے طور پہ اُسے آوٹنگ پر جانا تھا۔

ابیہان نے تکیے سے ذرا جھانکا۔ڈی ابھی تک سر پر ہی کھڑے تھے۔بلاشبہ وہ اسے اٹھائے بغیر ایک انچ بھی ہلنے والے نہیں تھے۔

ابیہان نے غصے میں تکیہ ہٹایا پھر بستر سے نکل کر باتھ روم کی طرف چل دیا۔اور ڈی فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کمرے سے نکل گئے۔

سپرینگز اسٹارٹ ہوئے،آج پہلا ہفتہ تھا۔اور آکسفرڈ سٹی کے لوگ،کوئی ایک بھی دن بے زار اور اُداس گزارنے کے قائل نہ تھے۔

کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر نیچے آیا۔ڈی کچن میں مصروف تھے۔ابیہان نے لاؤنج میں لگی گھڑی پر ایک نگاہ ڈالی،آٹھ بجنے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔پھر وہ اپنی گرے ٹراؤزر پر پہنی سفید قمیض کے بازو کہنیوں تک فولڈ کرتا کچن میں آگیا۔

"چلیں کیا؟"ابیہان باسکٹ میں کھانا سیٹ کرنے میں مصروف ڈی کو دیکھ کر بولا۔لیکن پھر باسکٹ میں رکھا سامان دیکھ کر ٹھٹھکا۔

"یہ سب کہاں سے آیا؟"

"میں نے بنایا۔"ڈی نے بغیر نظر اٹھائے کہا۔

ابیہان نے ایک ترچھی نگاہ ڈی پر ڈالی پھر سامنے پڑے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے بولا۔

"آپ نے؟"

"میرے کونسا ہاتھ ٹوٹے ہیں۔"ڈی نے خفگی سے کہا۔

اتنے میں ابیہان مسکرایا۔اسکی نگاہ کچن میں ایک طرف پڑے ڈسٹ بن میں پڑے کھانوں کے ڈبوں پڑی۔

"اتنا جھوٹ مت بولا کریں ڈی آپکو بد ہضمی بھی جلدی ہوجاتی ہے۔ "وہ ہنستے ہوئے بولا۔

دروازے پر بل بجی۔جس پر وہ ہاتھ میں پکڑے گلاس کے ساتھ ہی دروازہ دیکھنے گیا۔

جاتے جاتے ڈی نے بمشکل ہنسی دباتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھا۔

اور ایسا کیوں تھا۔"کھی۔۔کھی۔"

ابیہان نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھولا۔اسکے مطابق وہ کوئی اخبار یا بل والا ہونا چاہیے تھا لیکن وہاں سامنے۔۔

اُف وہاں تو"لیانا شاہ" کھڑی تھی۔

ابیہان کی مسکراہٹ ایک دم سمٹی۔

"گڈ مارننگ پروفیسر۔"وہ چہکتے ہوئے بولی

وائٹ جینز پر بے بی پنک بیگی شرٹ میں وہ کہیں جانے کو تیار تھی۔بال ہمیشہ کی طرح رومال میں باندھ کر کھلے چھوڑ رکھے تھے اور ہاتھوں میں ہیٹ پکڑ رکھی تھی۔

ابیہان سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اسے کیا جواب دے کہ اچانک"ارے لیانا آگئی تم۔اچھا ہوا وقت کی بہت پابند ہو میری طرح۔"ڈی ہاتھ پونچھتے کچن سے نکلتے دروازے میں لیانا کو کھڑا پاکر بولے۔

جواباً وہ مسکرائی۔

ابیہان دروازے سے ہٹ گیا پھر گلاس ٹھک کی آواز کے ساتھ لاؤنج میں پڑی میز پر رکھتا صوفے پر بیٹھ گیا۔اسے ڈی سے اس سب کی امید نہیں تھی۔

"تم دونوں سامان لاؤ میں جیپ نکالتا ہوں۔"ڈی ہیٹ سر پر رکھتے چابی لیتے باہر نکل گئے۔

"تم کتنے لکی ہوں نا اپنی فیملی کے ساتھ آؤٹنگ پر جاتے ہو۔پتا ہے میں کبھی اپنی فیملی کے ساتھ گھومنے نہیں گئی ایون کے کبھی پارک بھی نہیں ہمیشہ اکیلی یا ایلس کے ساتھ جاتی ہوں لیکن ایلس کے پاس بھی زیادہ وقت نہیں ہوتا ۔۔۔۔۔۔"وہ بول رہی تھی کہ ابیہان اٹھا اورکچن سے باسکٹ اٹھانے چلا گیا۔

وہ ایک دم خاموش ہوگئی۔

ابیہان باسکٹ لے کر باہر آیا پھر صوفے کی طرف ہیٹ اٹھانے کے لیے بڑھا۔لیانا اسے دیکھ کر پھر گویا ہوئی۔

"لیکن میں آج بہت ایکسا ئیٹڈ ہوں ۔ "وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی ۔اسے سننا چاہتی تھی۔لیکن وہ بغیر کچھ کہے ہیٹ اٹھاتا باہر نکل گیا۔

وہ ایک دم اداس ہوگئی پھر ہیٹ سر پر رکھتی اسکے پیچھے پیچھے نکل گئی۔

(پتا ہے "نوروز" کیا ہوتا ہے؟ ایک نیا دن۔ بہار کا پہلا دن، کسی چیز کے آغاز کا دن۔)

ابیہان سامان رکھتا پیچھے کی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا جب ڈی گویا ہوئے۔

"کدھر، ڈرائیونگ تم کرو گے پیچھے میں بیٹھوں گا۔ "پھر وہ ابیہان کو ہٹاتے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئے۔

"آپ اور آپکے ڈرامے ڈی۔"وہ بڑبڑاتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"لیانا تم بھی آگے بیٹھ جاؤ دراصل مجھے اکیلے بیٹھنے کی عادت ہے۔"وہ ہیٹ اتار کر اپنے ساتھ باقی کی خالی نشت پر رکھتے ہوئے بولے۔

لیانا نے جھجکتے ہوئے ایک نگاہ ابیہان پر ڈالی۔جو سامنے اسٹیرنگ کو گھور رہا تھا۔

"اوکے ۔"پھر مسکراتے ہوئے کہتی ابیہان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

(کسی پھول کے پہلی دفعہ کھلنے کا دن، کیٹا پلر کا اواسی لیتے اپنا خول توڑ کے نکل آنے کا دن)

ابیہان کا بس نا چلتا تھا کہ ابھی گاڑی سے اتر جائے لیکن چار ونا چار اسے وہیں رکنا پڑا۔

لیانا کے دروازہ بند کرنے پر ابیہان نے چابی گھمائی اور جیپ اسٹارٹ کرکے سڑک پر لے آیا پھر کچھ ہی دیر میں جیپ سڑک پر دوڑنے لگی۔

لیانا نے اس دوران بس ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی۔وہاں زمانے بھر کی خفت موجود تھی۔وہ ابیہان نہیں تھا جس نے اس رات اسکی مدد کی تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ یہ وہ ابیہان ہے بھی نہیں۔

(جہاں ہر چیز کے لیے ایک آغاز مقرر ہے تو پھر۔۔۔ایک یوم ایک رشتے کے آغاز کے لیے بھی ہونا چاہیئے۔)

ڈی پیچھے بیٹھے اپنا من پسند سانگ گنگنانے میں مصروف تھے۔سڑک کے دونوں اطراف میں لگے درخت پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔لیانا ان درختوں کو گنتی کسی گہری سوچ میں ڈوبنے لگی۔۔۔۔۔

اس شام اس نے گھر آتے ہی ڈی کا دیا ہوا خط جیب سے نکالا اور بالکونی کی سیڑھیوں پر آکر اسے پڑھنے لگی تھی۔خط کے دونوں اطراف میں کچھ تحریر تھا۔

ایک جانب ابیہان کے نام ایک تحریر تھی۔اور تحریر کے آخر میں "زیمل آفندی "کا نام لکھا تھا۔وہ کون تھی لیانا نہیں جانتی تھی لیکن ان الفاظ کو پڑھنے کے بعد وہ اتنا جان گئی تھی کہ وہ ابیہان کی زندگی میں موجود یقیناً کوئی خاص شخصیت تھی۔

"لیکن اگر وہ ابیہان کی بیسٹ فرینڈ تھی تو ابیہان نے ایسا کیوں کیا؟"تحریر مکمل پڑھ کے وہ خود سے سوال کرنے لگی۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے صفحہ کی دوسر ی جانب لکھی تحریر پڑھنی شروع کی ۔

"آپکا ابی آپ سے بھلا کیسے ناراض ہو سکتا ہےزیمل ۔میں ناراض نہیں تھا اس بات کا علم اب آپکو کیسے ہوگا۔اپنے آخری وقت میں آپ ابی سے نہیں مل پائیں صرف ابیہان پاشا کی وجہ سے ۔میں نے آپ سے کہا تھا ناکہ میرے نام کے ساتھ جڑاپاشا میری زندگی کی سب سے بڑی تکلیف ہے۔۔نہیں جانتا کہ اچھےانسانوں کی زندگی ہمیشہ کم کیوں لکھی جاتی ہے لیکن اگر زیمل نہیں رہی تو ابی بھی مر جائے گا زیمل۔۔۔

میں ابیہان پاشا نہیں بننا چاہتا زیمل ، کبھی بھی نہیں لیکن آپکے بغیر ابی کا بھی وجود نہیں۔آخری وقت میں جو تکلیف آپ نے سہی ہے یہ اسی کا بدلہ ہے کہ میں ابی اور ابیہان پاشا کے درمیان موجود خلا میں لٹکا رہوں گا۔

میں جی بھی رہا ہوں اور مر بھی گیا ہوں۔عجیب دوراہے پر کھڑا ہوں۔میں نے زیمل اور ابی کی کتاب اسی تکلیف پر بند کردی ہے زیمل۔صفحہ پلٹ دیتا تو شاید تکلیف ختم ہوجاتی لیکن میں سزا کاٹنا چاہتا ہوں۔

میں واقعی میں سزا کاٹنا چاہتا ہوں۔

آدھے صفحے کے بعد تحریر کچھ کچھ مٹ چکی تھی شاید لکھتے ہوئے وہ بہت رویا تھا۔اسکا ثبوت آنسو کی وجہ سے مٹے الفاظ اور جگہ جگہ سے ابھرا ہوا کاغذ تھا۔

وہ حیران تھی۔

"کیا یہ وہ ہی جذبات سے عاری بے تاثر چہرہ لیے وہ ابیہان پاشا ہے جو جذبات اور پچھتاوے کی رو میں بہہ کر پندرہ سال سے اس جرم کی سزا کاٹ رہا ہے جو اس نے اپنی منشا سے بھی نا کیا تھا۔

"وہ روتا بھی ہے؟"لیانا کو تصور کر کے کی تکلیف ہوئی۔اور کافی دیر ان الفاظ کو انگلیوں کی پوروں سے چھوتی رہی۔جیسے وہ ابیہان کے آنسو پونچھ رہی ہو ۔اچانک ہوا کا تیز جھونکا اس سے ٹکرا کر گزرا۔خط بمشکل اسکے ہاتھوں سے چھوٹتے چھوٹتے بچا۔اس نے محتاط انداز میں وہ خط تہہ کرکے واپس لفافے میں ڈال دیا ۔آخر تو وہ اسکے پاس کسی کی امانت تھا۔

آخر وہ کونسے پچھتاوے ہیں ،وہ کونسی تکلیفیں ہیں جو اسے آدھی راتوں کو جلتے آلاؤپر چلنے پر مجبور کرتی ہیں۔۔۔۔۔جو اسے چین سے سونے نہیں دیتیں۔۔۔۔وہ جان چکی تھی۔

وہ اسکی خاموشیوں کے پیچھے چھپے شور سے آگاہ ہوچکی تھی۔ اور وہ حیران تھی کہ وہ کتنا سخت جان ہے جو پچھلے پندرہ سالوں سے یہ سب برداشت کر رہا ہے۔وہ موو آن ہو سکتا ہے لیکن دراصل وہ صفحہ پلٹنا ہی نہیں چاہتا۔

لیانا کو اسکی حالت پر شدت سے ترس آرہا تھا۔

"آہ ہ ہ ہ۔۔۔۔۔ڈی۔"اس نے ایک لمبی آہ بھری۔

"یہ واقعی ہی ایک مشکل کام ہے ۔"وہ خود سے مخاطب ہوئی۔

پھر لفافہ واپس جیب پر اڑستی وہ وہاں سے اٹھ گئی ۔

آج تک وہ بہاروں سے خوفزدہ انسانوں کا مزاق اڑاتی تھی وہ انھیں سائیکو کہتی تھی لیکن آج ایک بہاروں سے خوفزدہ انسان کی کہانی جان کر وہ کانپ سی گئی تھی۔

آدھے گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ تینوں ہیڈ نگ ٹن پارک کے قریب موجود تھے۔وہ علاقہ آکسفرڈ سٹی کے اونچے نیچے علاقوں میں سے ایک تھا۔ پارک، مین روڈ سے کچھ بلندی پر تھا۔کسی

چھوٹی چوٹی کی طرح، سو انھیں جیپ وہیں نیچے پارک کر کے پارک تک کا رستہ پیدل طے کرنا تھا۔

جیپ سے اتر کر لیانا نے ہیٹ سر پر لی اور ایک لمبا سانس کھینچا۔

"ہر بہار پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہے۔"وہ چہکتے ہوئے بولی جس پر ڈی نے باسکٹ اٹھاتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ ان دونوں کے اترنے کے بعد ابیہان نے کار ایک طرف پارک کی اور پھر ہیٹ ٹراؤزر میں لگے پن سے نتھی کرتا ان دونوں کی طرف آگیا۔ وہ لوگ پارک کی طرف چل دیے۔ڈی اور ابیہان کچھ پیچھے تھے جبکہ لیانا اطراف کا جائزہ لیتی ان سے چند قدم آگے چل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا حرکت تھی ڈی؟ "وہ جو کافی دیر سے الفاظ دبائے بیٹھا تھا آخر موقع دیکھ کر پھٹ پڑا۔

دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

"کیا بھئی بور ہوگیا ہوں تمہارے ساتھ گھوم پھر کے۔ پھرا گر ایک خوبصورت لڑکی ساتھ ہو اس میں حرج ہی کیا ہے ۔"وہ ایک ہاتھ میں باسکٹ پکڑے اور دوسرا ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالے گویا ہوئے۔

"تو پھر اسکے ساتھ ہی آجاتے مجھے گھسیٹنے کی کیا ضرورت تھی۔"دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالے وہ سامنے دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولا۔

ڈی نے ایک ترچھی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تم واقعی ہی اچھے لوگو ں کے لائق نہیں ہو۔ "پھر خفت سے کہتے جیسے کہہ رہے ہوں" جاؤ بھاڑ میں"تیز تیز چلتے لیانا کے برابر چلنے لگے۔اور وہ اکیلا ہی پیچھے رہ گیا۔

"تھالی کا بینگن "وہ بھی بڑ بڑ ایا تھا۔

تھوڑی چڑھائی چڑھنے کے بعد وہ لوگ ہیڈ نگ ٹن پارک میں داخل ہوئے۔وہ رستہ پارک کا سینٹرل اور مین روڈ تھا۔ جسکے دونوں اطراف اونچے اونچے انگلش ایلم کے درخت موجود تھے۔۔وہ اونچے تھے لیکن گھنے نہیں ۔اس لیے مکمل راستے کو ڈھکے ہوئے نہیں تھے۔دونوں اطراف سے درختوں کے پار تاحد نگاہ گھاس ہی گھاس تھی۔ پارک کی زمین میدان کی طرح ہموار نہیں تھی بلکہ جگہ جگہ سے تھوڑی اونچی اور کہیں سے کچھ ڈھلوان تھی۔ دونوں اطراف میں موجود ایک درخت سے دوسرے درخت تک رنگ برنگی جھنڈیاں بندھی تھیں۔

پارک میں داخل ہوتے ہی لیانا کا چہرہ کسی بچے کی طرح کھل گیا۔چلتے چلتے وہ بیچ رستے میں سے ہی ایک طرف سے دو درختوں کے درمیان سے جھنڈیاں اٹھاتی، پار کرکے گھاس کی طرف چلی گئی۔ ڈی بھی اسکی ہمراہی میں وہیں سے گزر گئے۔

دوسری طرف جاکر ڈی نے چہرہ موڑا ،ابیہان یوں بیچ راستہ سے پھلانگ کر جانے پر وہاں کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔

لیانا نے ڈی کے ہاتھ سے ٹوکری پکڑی اور درختوں سے کچھ ہٹ کر ٹوکری سے چادر نکال کر نیچے بچھائی۔چادر کے ایک طرف اس نے ٹوکری رکھی اور پھر پاس ہی ہیٹ رکھ کر خود بھی بیٹھ گئی۔

"آہ کتنا زبردست موسم ہے۔"ڈی کہتے وہاں چادر پر بیٹھ گئے۔

ٹراؤزر کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈالے وہ بھی چہل قدمی کرتا ان تک پہنچ چکا تھا۔اچانک قریب سے ایک بچہ دوڑتا ہوا انکے پاس آیا۔ دس بارہ سال کے بھورے بالوں والے اس بچے کے ہاتھ میں پمفلٹس کا ایک بنڈل تھا۔ وہ لیانا کے قریب آیا اور عجلت میں ایک پمفلٹ لیانا کی گود میں پھینک کر اپنی راہ چل دیا۔پہلے تو لیانا ایک دم حیران ہوئی پھر ہنستے ہوئے وہ پمفلٹ اٹھا کر پڑھنے لگی۔

"کیا ہے یہ؟"ڈی جو پانی پینے میں مصروف تھے بوتل کا ڈھکن بند کرتے ہوئے بولے۔

"یہاں آج ایک سپرنگ سائیکلنگ کمپٹیشن ہے ۔"

"اوہ یہ تو اچھا ہے ایک نئ ایکٹیوٹی مل گئ ۔"ڈی چہکتے ہوئے بولے۔

"لیکن اس مقابلہ میں صرف کپلز حصہ لے سکتے ہیں۔"وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اور خیر سے یہاں تینوں ہی سنگل ہیں۔"پھر کہتی پمفلٹ فولڈ کرتی باسکٹ میں ایک طرف اڑسنے لگی۔

"ارے یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔تم اور ابیہان ایک کپل بن جانااور میرے لیے تو ایک اور بندہ ڈھونڈنا کوئی مشکل کام ہی نہیں۔ "ڈی مسئلہ چٹکیوں میں حل کرتے ہوئے بولے۔

ابیہان جو ادھر ادھر نگاہیں دوڑاتا انکی گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا، ڈی کی اس بات پر ٹھٹھک کر ڈی کی طرف مڑا۔

"میں کسی مقابلے میں حصہ نہیں لے رہا۔"جواب دو ٹوک تھا۔

لیانا کی مسکراہٹ جو ڈی کی بات پر پھیل گئی تھی ابیہان کے اعتراض پر سمٹ گئی۔

"کتنے بجے ہے مقابلہ؟ "ڈی ابیہان کو یکسر نظر انداز کر کے لیانا سے مخاطب ہوئے۔

"بارہ بجے"

ڈی نے کھڑی پر وقت دیکھا ابھی نو بج رہے تھے۔

"ہم م م م۔۔۔۔۔۔۔۔تو بارہ بجے ڈن۔ "حتمی انداز میں کہتے،وہ کھڑے ہوگئے۔

"میں تب تک کوئی پارٹنر ڈھونڈتا ہوں۔"اور پھر وہ اٹھتے وہاں سے چل دیئے۔

"گڈ لک ڈی۔۔۔۔۔۔"لیانا چہکتے ہوئے بولی۔

ڈی کے جانے کے بعد لیانا نے ابیہان کی جانب دیکھا دور دور تک نگاہیں دوڑاتا اسکا چہرہ بے تا ثر تھا۔

اسکے آنے سے ناخوش نہیں تھا پر خوش بھی نہیں تھا۔لیانا کو اندازہ تھا۔

لیانا نے دوستانہ انداز میں بات کا آغاز کیا۔

"تم نے اوپیرا کے بارے میں نہیں پوچھا۔"

اُف،وہ کیوں اس سے بات کررہی تھی،اسے بات نہیں کرنی چاہیئے۔۔۔

اور یہی وہ اثر تھا اہ وہ خاموش نہیں رہ پایا۔

"کیا اسکے پر نکل آئے؟"وہ لیانا کی طرف دیکھے بغیر بولا۔ نظریں سامنے اپنے ہی گھاس اکھاڑتے ہاتھوں پر جمی تھی۔

ابیہان کی جانب سے جواب آنے پر لیانا کو ایک دم خوشی ہوئی جس پر وہ جواباً اور جوش سے بولی۔

"نہیں ابھی تک نہیں ۔اور اچھا ہے کیونکہ میں چاہتی تھی تم بھی اسے ایک خوبصورت تتلی کی شکل میں اس خول سے نکلتا دیکھو۔"

"ہمممم ۔۔۔۔"جواب تھوڑا سرد تھا۔ اب وہ سامنے فٹ بال کھیلتے ادھر ادھر دوڑتے بچوں کو دیکھ رہا تھا۔

اس سب صورت حال میں لیانا کے لیے بات جاری رکھنا واقعتا مشکل ہوتا جارہا تھا۔ادھر وہ بات شروع کرتی ادھر وہ ہوں ،ہاں کرکے بات ہی ختم کر دیتالیانا نے ان فٹ بال کھلتے بچوں پر ایک نگاہ ڈالی پھر نا جانے اسے کیا سوجھی اور وہ اٹھ کر بچوں کی طرف چل دی۔وہ بچوں کو جمع کر کے کچھ کہہ رہی تھی۔فاصلے پر ہونے کی وجہ سے ابیہان کچھ سن تو نا سکا ہاں دیکھ ضرور سکتا تھا۔اور ایک نظر ڈال کر اس نے چہرہ دوسری جانب پھیر لیا۔

ابھی چند ہی سیکنڈ گزرے تھے کہ اچانک ایک فٹ بال ابیہان کے پیروں کے پاس آکر رکا۔ اس نے ایک دم حیران ہوتے ہوئے بچوں

کی جانب دیکھا۔پھر کچھ سوچ کر بال اٹھائی اور واپس بچوں کی طرف پھینک دی۔کچھ ہی دیر میں وہ بال ابیہان کے پیروں کے پاس پھر موجود تھی۔ اس نے دوبارہ بچوں کی جانب دیکھا۔

وہاں ان بچوں کے درمیان وہ بھی کھڑی مسکرارہی تھی۔وہ ازلی لاپرواہ تھی یا جان بوجھ کر ایسا کررہی تھی ابیہان نہیں جانتا تھا۔لیکن اسکی معصومیت وہ ان بچوں سے کچھ خاص مختلف دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔سب سے بڑھ کر اسکی مسکراہٹ سے چھوٹی ہوتی آنکھیں اور سکڑتے ہونٹ ۔ابیہان باآسانی اپنے وعدے سے پھسلنے لگا تھا۔

لیانا نے فٹ بال پھینکنے کا اشارہ کیا جس پر ابیہان نے دوبارہ فٹ بال واپس ان بچوں کے درمیان پھینک دی۔

ان میں سے ایک بچہ ابیہان کی طرف آیا اور اسکے نزدیک آکر بولا۔

"انکل آپ بھی کھلیں نا ہمارے ساتھ ۔آپ یہاں اکیلے ہی تو بیٹھیں ہیں۔"

جواباً ابیہان اسے دیکھ کر مسکرایا ۔پھر اچانک ہاتھ جھاڑتا کھڑا ہو گیا۔
معصوم لوگوں کا دل توڑنا اسکے لیے ویسے ہی مشکل کام تھا۔

❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋

ادھر سے اُدھر دوڑتے بچوں میں ہنستی، کھلکھلاتی لیانا۔ گھما پھرا کی ابیہان کی نگاہ اُسی پہ جا ٹکتی تھی اور وہ بھی جواباً مسکرا دیتی۔
تقریبا گیارہ بجے کا وقت تھا۔جب ڈی ایک سیاہ فام ،ڈی کی ہی عمر کی ایک عورت کے ساتھ آرہے تھے۔وہ دور سے ہی لیانا اور ابیہان کو بچوں کے ساتھ فٹ بال کھیلتا دیکھ چکے تھے۔چند قدم کے فاصلے پر ان کے ساتھ تقریبا ابیہان کی عمر کا گورا چٹا انگریز بھی چلا آرہا تھا۔
"ہم کیا گئے یہاں تو رت ہی بدل گئی۔"ڈی اونچی آواز میں ابیہان کو طنز کرتے ہوئے بولے تھے۔

ڈی کو آتا دیکھ کو لیانا اور ابیہان بھی اسی طرف آگئے۔قریب پہنچ کر ڈی نے اپنے ساتھ موجود عورت کا تعارف کروایاپھر انگریزی میں ہی لیانا اور ابیہان کا تعارف کروایا۔ابھی تعارف مکمل ہوا تھا کہ وہ انگریز بھی انکے نزدیک آکر رکا۔

"اور لیانا یہ تمہارے لیے ،ابیہان تو جا نہیں رہاتو تم اسی کے ساتھ سائیکلنگ کر لینا۔"

لیانا نے تذبذب میں ایک نظر اس انگریز پر ڈالی اور دوسری ڈی پر۔

"ہائے۔"اس انگریز نے لیانا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

ابیہان جو کافی دیر سے سارا معاملہ دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسکے ماتھے پر بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

"ہائے۔" لیانا نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

"آئی ایم جارج۔" اب وہ اپنا تعارف کر وا رہا تھا۔

"اوہ مائی نیم از لیانا نائس ٹو میٹ یو۔"

بس اتنے سی ہی تعارف پر ابیہان کا میٹر گھومنے لگا تھا۔اس نے ڈی کو گھورا اور پھر بولا۔

"اس نمونے کی کیا ضرورت تھی اب؟"

"کیا مطلب لیانا کو حصہ لینا تھا اور اسکے لیے کوئی دوسرا بھی ہونا چاہیئے۔"ڈی کی معصومیت بھی عروج پر تھی پر دل ہی دل میں وہ ابیہان کی شکل دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہورہے تھے۔

"تم نے تو منع کر دیا تھا۔"

"اچھا اب بس کریں یہ ڈرامے اور اسے واپس بھیجیں۔جیسے آگے تو میری ہر بات مانتے ہیں نا۔ "آخری بات بس وہ منہ میں بڑبڑ ایا تھا لیکن ڈی پھر بھی سن چکے تھے۔اور بمشکل ہنسی دباتے وہ جارج اور لیانا کی طرف بڑھ گئے۔

"از اویری تھنگ آل رائٹ سر۔"وہ جو ابیہان اور ڈی کے درمیان ہونے والی گفتگو جو اردو میں تھی تو سمجھ نا سکا لیکن اتنا اندازہ کرچکا تھا کہ وہ دونوں بحث کر رہے تھے۔

"آہ ہ ہ ۔۔۔۔نہیں نہیں کچھ نہیں تم دونوں کا تعارف ہوگیا اب کل ٹائم سے آکر لیانا کے اسٹور کے بینر کی لائٹس ٹھیک کردینا ۔ٹھیک ہے چلواب جاؤ شاباش۔"ڈی نے انگریزی میں کہا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتاوہاں سے چلا گیا۔

لیانا نے ہنسی دباتے، ایک نظر ابیہان پر ڈالی۔ دور ہونے کی وجہ سے وہ ڈی کی باتیں نہیں سن سکا تھا۔لیانا کو اس پر ترس آرہا تھا۔

"ڈی آپ بھی نا بہت ستاتے ہیں ابیہان کو۔"وہ بھی ڈی کا ڈرامہ سمجھ چکی تھی۔

"ارے بتایا تو ہے یہ ذرا کھسکے دماغ کا ہے۔سیدھی طرح سے بات کہاں سمجھ آتی ہےاسے۔"

اور اس بات پر ڈی اور لیانا دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

"چلو بھئی مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے اور مس مار گریٹ بھی ہمارے ساتھ ہی لنچ کریں گی تو چلو آجاؤ جلدی سے۔ "پھر وہ کہتے مار گریٹ کو لے کر بیٹھنے کے لیے بچھی چادر کی طرف بڑھ گئے۔ لیانا نے ابیہان کو آنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ڈی کے پیچھے چل دی۔

پورے بارہ بجے Headintonکے انٹری پوائنٹ پر تمام کپلز ریس کے لیے تیار کھڑے تھے۔کپل میں سے ایک بندہ پیڈ لنگ کرے گا اور دوسرا سائیکل کے پیچھے بیٹھے گا۔لیانا اور ابیہان میں سے ابیہان سائیکل چلانے والا تھا اور لیانا اسکے پیچھے بیٹھ چکی تھی لیکن

ڈی اور مارگریٹ کی طرف دیکھ دیکھ کر لیانا کی ہنسی کنٹرول نہیں ہو پارہی تھی۔

کیونکہ ان دونوں میں سے مس مار گریٹ پیڈ لنگ کرنے والی تھیں اور ڈی پیچھے ،مس مارگریٹ سے چپکے بیٹھے تھے۔ لیانا کے کہنے پر ڈی نے ریس میں حصہ تو لیا تھا لیکن انکے چہرے کی ابھی سے ہی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"ون ۔۔۔ٹو۔۔۔اینڈ گو۔ "اور فائر کی آواز کے ساتھ تمام سائیکل روٹ پر دوڑنے لگی تھیں۔

سڑک کے دونوں اطراف میں درخت جن پر ایک سے دوسرے درخت تک رنگ برنگی جھنڈیاں باندھی گئی تھیں روٹ کی نشاندہی کر رہے تھے۔

کچھ آگے جاکر لیانا نے جیب سے وہ پمفلٹ نکالا اور ایک ہاتھ سے سائیکل پکڑے دوسرے ہاتھ سے پمفلٹ کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہم م م م۔۔۔تو پروفیسر فرسٹ نمبر پر مت آنا۔وہ پرائز کسی کام کا نہیں ہے۔"فرسٹ پرائز پر بنی ہنی مون کی ٹکٹس دیکھ کر وہ بولی۔

"اور ر ر ر ر۔۔۔۔ہاں سیکنڈ آنے کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔"

سیکنڈ پرائز پر فلم کے ٹکٹ تھے اور وہ جانتی تھی کہ ابیہان کبھی بھی اسکے ساتھ فلم دیکھنے نہیں جائے گا۔

ابیہان خاموشی سے بس اسے سن رہا تھا۔

"تھرڈ ۔۔۔۔۔ام م م ۔۔۔۔۔ نہیں تھرڈ بھی نہیں ، فورتھ بھی نہیں۔۔۔۔۔"

اب ابیہان کی رفتار سست ہی تھی۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔ "وہ ایک دم اچھلتے ہوئے بولی۔

"پانچویں نمبر والا پرائز چاہیے مجھے۔"وہ ابیہان کی قمیض پکڑتے ہوئے منت کرتے ہوئے بولی۔

"ہیے جیسی تمہیں لگتا ہے میں پانچویں نمبر پر آؤں گا۔"وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"نہیں،جس رفتار سے چلا رہے ہو لگتا ہے دسویں پر بھی نہیں آئیں گے ہم۔ "لیانا نے خفگی سے کہا۔

لیانا کی بات سننے کے لیے ابیہان نے رفتار کم کی تھی۔

جس پر آٹھ سے نو سائیکل آگے نکل چکی تھیں۔

ابیہان نے ہونٹ بھینچے اور ایک دم سے سپیڈ بڑ ھالی۔لیانا یوں ایک دم سپیڈ پر گرتے گرتے بچی لیکن پمفلٹ اسکے ہاتھ سے گر چکا تھا۔اس نے خفگی سے ایک نظر ابیہان کی پشت پرڈالی۔پھر پیچھے رہ جانے والی سائیکل کو دیکھنے لگی۔

"چھ ۔۔پانچ ۔۔۔چار۔ "وہ گنتی جارہی تھی جتنی سائیکل وہ پیچھے چھوڑ رہے تھے۔

"اب اتنی تیز بھی نا چلاؤ ہم فرسٹ آجائے گے۔ "جس پر لیانا کو پھر پریشانی لاحق ہونے لگی تھی۔

"اور یہ عورتیں کبھی خوش نہیں ہوتیں۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔

وہ بہت خوش تھی ۔آخر پانچویں نمبر پر آکر اسے اپنا من پسند انعام مل چکا تھا۔ ڈی اور مس مارگریٹ دوسرے نمبر پر آئے تھے جس پر انھیں فلم کی ٹکٹیں ملیں تھیں۔

نا جانے اب یہ اتفاق تھا یا جان بوجھ کر وہ پانچویں نمبر پر آئے تھے یہ ابیہان ہی جانتا تھا۔دو بجے تک وہ کھانا کھا کے فارغ ہوچکے تھے اور اب واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔

ڈی مس مارگریٹ کے ساتھ چہل قدمی کر رہے تھے۔لیانا نے سامان سمیٹ کر باسکٹ کا ڈھکن بند کیا۔ ابیہان قریب ہی گھاس پر

بیٹھا فون پر مصروف تھا۔لیانا خاموشی سے اسکے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی پھر پرائز والا ڈبہ ابیہان کی جانب بڑھادیا۔

"ہیے پروفیسر یہ تمہارے لیے۔"

ابیہان نے نگاہیں فون سے ہٹائیں، اوپر دیکھا۔

وہ کیوں ایسا کر رہی ہے،اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ابیہان کے اندر سے آواز آئی تھی۔

پرائز تو تمہیں جیتنا تھا میں اسکا کیا کروں گا۔اور یہ ہے کیا مجھے تو یہ بھی نہیں پتا۔"

لیانا ڈبہ کھول چکی تھی اس میں ایک ڈریم کیچر تھا۔ جو کہ اب لیانا کے ہاتھوں میں منتقل ہوچکا تھا۔

"توپروفیسر آپکے لیے ہی تو جیتا تھا۔"پھر وہ کہتی وہاں نیچے بیٹھ گئی۔

"دراصل میں تمہیں ڈریم کیچر گفٹ کرنا چاہتی تھی لیکن پیسے نہیں تھے پر یہ دیکھو قسمت میرے ساتھ ہے۔"وہ ڈریم کیچر ہوا میں لہراتی ہوئی بولی۔

جس پر ابیہان مسکرایا۔

"مادام اسے میں نے ہی جیتا ہے۔"

" پر مجھے اسکی ضرورت نہیں تم اسے رکھ سکتی ہو۔زیادہ اچھے خواب آئیں گے۔ "وہ کہتا واپس فون میں مصروف ہوگیا۔

"میرے پاس آلریڈی ایک ہے میں اسکا کیا کروں گی۔ "ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ اچانک ڈی انھیں آواز دیتے انکی طرف آگئے۔

"چلو بھئی دیر ہورہی ہے ۔اٹھو شاباش ۔"پھر وہ کہتے باسکٹ کی طرف بڑھ گئے۔

ابیہان اور لیانا بھی کپڑے جھاڑتے کھڑے ہوگئے۔ اٹھتے اٹھتے ابیہان نے ایک نظر لیانا کی شکل پر ڈالی ۔وہ ابیہان کے گفٹ نہ لینے پر بجھ

گئی تھی۔لیکن پھر وہ نظریں جھٹلاتا واپس اپنے فون کی سکرین دیکھتا ڈی کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

"گھر پہنچ کر سب جیپ سے اترے ۔لیانا نے وہیں سے اتر کر دونوں کو بائے کہا اور اپنے گھر کی طرف چل دی۔"

ڈی سامان لے کر اندر چلے گئے اور ابیہان جیپ گیراج میں کھڑی کر کے پانچ منٹ بعد واپس آیا۔ڈی لاونج میں ہی صوفے پر دراز ٹی وی دیکھنے میں مشغول تھے۔

اچانک ہیٹ میز پر رکھتے ہوئے ابیہان کی نظر میز پرپڑے ڈریم کیچر کے ڈبے پر گئی جو آج اس نے جیتا تھا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ "وہ ٹھٹکتے ہوئے بولا۔

"کیا ؟یہ۔۔ ہاں یہ لیانا نے مجھے دیا ہے تحفہ۔وہ کہہ رہی تھی کہ اسے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ "ڈی ٹی وی سے نظر ہٹائے بغیر بولے۔

ابیہان نے جھک کر ڈبا میز سے اٹھایا۔

"تو صرف اس نے تھوڑی نا جیتا ہے میں نے بھی تو جیتا ہے ۔ "پھر وہ کہتا ڈبا اٹھا کر چل دیا۔

"اسے کہاں لے کر چل دیے اب؟"ڈی گردن اٹھا کو بولے۔

"یہ رات کو اچھے خواب دیکھانے کے لیے ہوتا ہے اور آپ کونسا رات کو سوتے ہیں۔"اتنا کہہ کر وہ سیڑھیاں چڑھ چکا تھا۔

ڈی واپس صوفے پر دراز ہوگئے۔

"شاباش لیانا تم بھی میری طرح تیز ہوتی جارہی ہو۔گُڈ۔"

❄

پوری رات وہ سو نہیں پایا تھا خیر یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔وہ عموماً راتیں جاگ کر ہی گزارتا تھا۔تقریبا صبح آٹھ بجے کا وقت ہوگا ۔جب اسے نیچے سے کھٹکے کی آواز آئی ۔ یقیناً وہ ڈی تھے۔

ابیہان اپنے بستر سے اترا۔پورے جسم پر عجیب سے تھکن جاری تھی۔ آج اسکا یونی جانے کا بھی دل نہیں کر رہا تھا۔

بستر سے اتر کر وہ کھڑکی کی طرف گیا اور کھڑکی سے پردے ہٹا کر کھڑکی کے دونوں پٹ کھول دیئے۔

ایک خوشگوار ہوا کا جھونکا اسکے وجود سے ٹکراتا پورے کمرے میں پھیل گیا۔ اس نے سامنے گلی میں نگاہ دوڑائی۔معمول کی چہل قدمی شروع ہوچکی تھی اور گلی کے کونے میں موجود اسٹور میں بھی معمول کی آمدورفت جاری تھی ۔اچانک وہ اسٹور کے دروازے پر نمودار ہوئی ۔اور ابیہان کو ہاتھ کے اشارہ سے باہر آنے کا کہا۔

پہلے ابیہان نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے اسے غور سے دیکھا ۔وہ لیانا ہی تھی۔ پھر فوراً نگاہیں ادھر ادھر دوڑائیں۔جیسے ظاہر کررہاہوکے اُس نے کچھ نہیں دیکھا۔وہ ابھی تک دروازے میں ہی کھڑی تھی۔ اور

جب تک وہ سامنے تھی ابیہان کی نگاہیں کہیں اور جاہی نہیں رہی تھیں۔وہ ابھی تک اسے نیچے آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

ابیہان کھڑکی سے ہٹ گیا ۔ اس نے ایک نگاہ سائڈ ٹیبل پر پڑے ڈریم کیچر پرڈالی پھر ایک گہری سانس لی۔ اسے اپنی رات والی کیفیت پر حیرت ہورہی تھی ۔رات وہ کتنی ہی دیر اس ڈریم کیچر کو ہاتھ میں پکڑے تکتا رہا تھا۔ اور خیال میں لیانا کو سوچ رہا تھا۔

"کیا وہ بدل رہا ہے ؟ "اندر کہیں سے کیا سوال اٹھا تھا۔

وہ اپنی نظریں جھٹکتا باتھ روم کی طرف چل دیا۔

کچھ ہی دیر میں گھر کا دروازہ عبور کرتا ابیہان اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ واقعی بدل رہا ہے۔

اسٹور میں بیٹھے اسے پانچ منٹ گزرے تھے۔لیانا نے اسے دیکھ چکی تھی لیکن گاہکوں کی آمدورفت ہی اتنی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ اسکی میز کی طرف آئی۔

"سوری پروفیسر تمہیں انتظار کروایا۔"کہتی اسکے سامنے بیٹھ گئی۔

"کیوں بلایا مجھے؟ "وہ کافی کا گلاس پکڑے شیشے کے پار دیکھتے ہوئے بولا۔

"اوہ تو تم واقعی میرے بلانے پر آگئے ۔میں توبس چیک کر رہی تھی۔ "وہ ہنس رہی تھی۔

ابیہان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ارے ارے میں مزاق کر رہی ہوں۔دراصل میں نوروز(بہار کے آغاز پہ منایاجانے والا تہواریادن) میں اینڈری سے ملنے جاتی ہوں ۔ سوچا آج تمہیں بھی ساتھ لے چلوں ۔اور پھر اوپیرا بھی آج اپنے

خول سے نکلے گا۔ تم میں اور اینڈری ہم تینوں اس دیکھیں گے مل کر۔"وہ بول رہی تھی اور ابیہان میز پر گلاس ادھر ادھر گھما رہا تھا۔

"اور مجھے یونی جانا ہوا تو ؟"لیانا کے خاموش ہونے پر وہ بولا۔جس پر لیانا ہنسی۔

"آج تمہارا یونی جانے کا ارادہ نہیں ہے میں جانتی ہوں۔"

"تم سے کس نے کہا؟"وہ ٹھٹھکا۔

"سیمپل۔۔۔۔۔ "ہاتھ باندھتے ہوئے لیانا نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

"کیونکہ ہم سول میٹس ہیں۔"

لہجے میں اس قدر یقین تھا کہ ابیہان پل بھر کو اسکے چہرے سے نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔

"ہیے پروفیسر کہاں کھو گئے ۔"لیانا نے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی جس پر وہ ہوش میں واپس آیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا۔

"چلو اب آجاؤ جلدی ۔"وہ کہتی اٹھی اور ابیہان کو آنے کا اشارہ کرتی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

ابیہان مسکرایا۔

وہ شیشے کا جار لیے دروازے پر اسکا انتظار کر رہی تھی۔بالوں میں ہاتھ پھرتا وہ بھی باہر آگیا۔اب جار کو سینے سے لگائے وہ آگے آگے تھی اور ابیہان سادے سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس دونوں ہاتھ ٹراوزر کی جیب میں ڈالے اسکے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

وہ اسٹور یونیفارم پر پی کیپ اور ہمیشہ کی طرح سفید جوگرز پہنے ہوئی تھی ۔اسکا انداز دیکھ کر بخوبی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ جس کسی سے ملنے جارہی ہے وہ اسکے لیے بہت ایکسائیٹڈ ہے۔اور یہ دیکھ کر ابیہان کو بھی"اینڈری"سے ملنے کا تجسس ہورہا تھا۔ دس پندرہ منٹ چلنے کے بعد وہ ایک غیر آباد پلاٹ کے آگے رکی۔اس پلاٹ پر کوئی

گھر نہیں تھا البتہ بڑی بڑی جھاڑیاں اور کچھ درخت لگے ہوئے تھے

۔

"ادھر ہے ۔"لیانا نے اس جانب اشارہ کیا۔

"ادھر ۔"ابیہان حیرت سے بولا۔

"ہاں ہاں اچھا اب زیادہ حیران مت ہو میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔اینڈری انتظار کررہا ہوگا میرا۔"

(ارے میں تو بھول ہی گئی مجھے تمہیں کچھ دیکھانا ہے۔)

اوہ ایک فلیش بیک،ایک ڈیجاوو

وہ کہہ کر رکی نہیں بلکہ پلاٹ کے گرد بنا اسکے گھٹنوں تک آتا جنگلا پھلانگتی اندر چلی گئی۔ابیہان نے کندھے اچکائے اور اسکے پیچھے پیچھے چل دیا۔

جھاڑ پونچھ پھلانگتے ہوئے ایک درخت کے پاس رکے ۔وہاں درخت کے پاس ایک لکڑی کا بینچ تھا۔آس پاس درخت ہونے کی وجہ سے وہ جگہ مکمل سائے میں ڈھکی ہوئی تھی۔

پھر ابیہان نے دیکھا کہ وہ باڑ درخت کے قریب ہی بنی ایک مٹی کی ڈھیری کے سامنے بیٹھ گئی۔پھر جیب سے ایک تصویر نکال کر ڈھیری پر بنے کتبے سے پرانی تصویر اتار کر نئ تصویر لگا دی۔وہ دونوں تصویریں ایک سی تھیں ۔ایک بھورے سفید کتے کی تصویریں ہاں بس ایک کچھ پھٹ چکی تھی اور پرانی ہوچکی تھی جبکہ دوسری نئ تھی۔

"کیا ہوا تم وہاں کیوں کھڑے ہو اینڈری سے نہیں ملو گے۔"لیانا نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے ابیہان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کہاں ہے اینڈری؟ "ابیہان نے حیرت سے پوچھا۔

"یہاں ۔۔۔۔۔"لیانانے ڈھیری پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں سو رہا ہے ۔"اسکی ازلی معصومیت۔

ابیہان کو اب اسکی دماغی حالت پر شک ہونے لگا ۔لیکن پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اسکے قریب چلا گیا ۔ لیانا پنجوں کے بل بیٹھی تھی وہ بھی ڈھیری دوسری طرف لیانا کے بالکل سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

لیانا نے جار کا کپڑا ہٹایا اور اسے ڈھیری کے اوپر رکھ دیا۔

"بس کچھ دیر اور۔۔۔۔۔"وہ زیر لب گویا ہوئی۔

(تین ،دواور ایک،،"اور پھر ایک پر دروازے کو طلسماتی انداز میں کھو لا گیا۔)

ابیہان بہت انہماک سے ٹہنی سے لٹکے خول کو دیکھ رہاتھا کہ اچانک اس میں حرکت ہوئی۔

"اوہ۔"ایک حیرت بھری آواز ابھری ،لیکن وہ لیانا کی نہیں ابیہان کی تھی۔

لیانا نے ہنستے ہوئے سر اٹھایا۔

"کہا تھا نا کہ یہ بہت رومانچک ہے اور وہ بھی بالکل فری۔"

(ابیہان کچھ پیچھے کھڑا تھا۔اور اس جگہ کھڑے ہو کر سامنے کا منظر اور بھی زیادہ خوبصورت دیکھائی دے رہاتھا ۔)

پھر آہستہ آہستہ چھلکے جیسا وہ خول کھلا اور سیاہ رنگ پر پیلے دھبے لیے ایک خوبصورت تتلی اس میں سے بر آمد ہوئی۔

لیانا نے فوراً جیب سے موبائل نکالا اور اسکی ایک تصویر اتار لی۔

پھر اچانک وہ تتلی اڑ گئی۔

(گھر کے پچھواڑے میں لگا کچنار کا درخت اپنے جو بن پر تھا اور پھول کسی ڈرامائی سین کی طرح برس رہے تھے ۔اور کچھ پیچھے دروازے کے عین درمیان میں دروازے کی دہلیز پر کھڑی وہ کسی شہز ادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔)

"آوہ۔۔اوپیرا میں تمہیں بہت مس کروں گی۔بائے ڈئیر ۔"وہ درخت کی طرف جاتی تتلی کے پیچھے ہاتھ ہلاتی ہوئے بولی۔

وہ فیصلہ نہیں کر پارہا تھا کے وہ کیا دیکھ رہا تھا۔ تتلی، یا کچنار۔۔۔لیانا، یا زیمل۔۔

"پتا ہے اینڈری کو تتلیاں بہت پسند ہیں۔"وہ سوچوں سے ایک دم جاگا۔

"ہیں یا تھیں ۔ "اسکی بات کے بیچ میں ابیہان نے اسکا زمانہ ٹھیک کرنا چاہا۔

"وہ تمہارا ماضی تھا ناکہ حال۔"

لیانا ہنسی۔لیکن وہ ہنسا نہیں تھا۔اُسکی حالت ایک دم عجیب ہورہی تھی۔

"ارے پروفیسر صاحب آپ دنیا کی نظر سے نہیں میری نظر سے دیکھیں گے اور سوچیں گے تو آپکو بھی اینڈری زندہ ہی ملے گا ۔"

"پر خیر چھوڑو۔ "وہ کہتے کہتے ایک دم اداس ہوگئی تھی۔

پھر وہ جار اٹھا کر بینچ پر جاکر بیٹھ گئی۔

"تم پر یوں نیچے بیٹھنا سوٹ نہیں کرتا پروفیسر بینچ پر بیٹھ جاؤ۔ "وہ ہنستے ہوئے بولی ۔وہ اپنے موڈ میں واپس آچکی تھی۔

ابیہان کھڑاہوااور خجل سا بینچ کی طرف بڑھ گیا ۔آج کل تو وہ واقعی ہی عجیب وغریب حرکتیں کرنے لگا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ یہ کون سا درخت ہے؟"لیانا نے بینچ کے ساتھ کھڑے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ابیہان نے کندھے اچکائے۔

"یہ ایلم ٹری ہے وہ بھی اصلی والا۔انگلش ایلم ٹری نہیں۔وہ ایلم ٹری جس سے ملنے جیپسی سکالرز آیا کرتے تھے۔"

"تم جیپسی سکالرز کو جانتی ہو؟"

جواباً وہ ہنسی۔

"پروفیسر صاحب میں نے اپنی یونیورسٹی لائف میں تائرسس پڑھ رکھی ہے۔"

"اور پتہ ہے جب تک یہ ایلم ٹری یہاں ہے میں بھی یہاں ہمیشہ آتی رہوں گی۔"

(جب تک یہ کچنار یہاں ہے میں یہاں سے کہیں نہیں جاوں گی۔)

"صرف اسکے لیے ؟"ابیہان نے مٹی کی ڈھیری کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں کیونکہ اینڈری کو یقین ہے کہ میں یہاں اس سے ملنے ضرور آؤں گی اور میں اسے مایوس نہیں کرنا چاہتی ۔"اتنا کہہ کر لیانا چپ ہوئی ۔کچھ لمحے یوں ہی خاموشی کے سپرد ہوگئے۔

پھر ابیہان کو دیکھتے ہوئے گویاہوئی۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ کچنار کی پریاں بھی تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ "ایک ایک لفظ بہت سنبھل سنبھل کر بولا گیا تھا۔

لمحے تھمے تھے۔

اوران لمحوں میں ہر ممکنہ طور پر وہ جس چیز پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا،لیانا نے بھی تمام دُنیا چھوڑ کر اُسی پہ بات چھیڑی تھی۔

گلے میں کچھ اٹکا تھا،وہ صحیح سے سانس نہیں لے پا رہا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ کچنار کی پریاں بھی تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ "ایک ایک لفظ بہت سنبھل سنبھل کر بولا گیا تھا۔

ابیہان کو لگا کہ جیسے کسی نے اسکے چہرے پر پوری قوت سے تھپڑ رسید کیا ہو۔لمحے بھر میں وہ پورا لیانا کی طرف گھوم گیا۔ابیہان کی بے تاثر آنکھوں میں اچانک سے عجیب اضطراب اتر آیا تھا۔

لیانا اسکے ماتھے پہ نمودار ہوتے بل بخوبی دیکھ سکتی تھی۔ایک دم سے وہ یہ بات پوچھنے پر پچھتائی تھی۔

ابیہان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہے بناوہاں سے چل دیتا لیانا بول اٹھی۔

"رکو ایک منٹ مجھے تمہیں کچھ دینا ہے۔ "یہ کہہ کر وہ اٹھی اور اسکے نزدیک آئی۔

ابیہان کے قدم رُکے۔

لیانا نے یونیفارم کی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور ابیہان کی جانب بڑھا دیا۔

وہ پہلی ہی نظر میں اس لفافے کو پہچان چکا تھا۔ اس نے حیرت سے لیانا کودیکھا۔

"دراصل مجھے تمہیں یہ لوٹانا تھا۔"اتنا کہہ کر لیانا نے لفافہ ابیہان کی جانب بڑھا دیا۔

"یہ تم نے کہاں سے لیا؟"ابیہان نے تقریبا لفافہ جھپٹے ہوئے کہا ۔ اسکے لیے غصہ قابو کرنا مشکل ہوتا جا رہا تھا ۔

"اس رات جب میں تمہارے کمرے میں رکی تھی مام کے ساتھ تب ہی وہاں ملا مجھے یہ۔"لیانا نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

اور اسی بات پر ابیہان کا میٹر گھوم گیا۔

"جھوٹ مت بولو؟ "وہ حلق کے بل چلایا تھا۔

لیانا ایک دم سہم گئی، پھٹی پھٹی سی آنکھوں کے ساتھ پہلی مرتبہ اس روپ میں دیکھ رہی تھی اسکے ایک سخت جملے سے ہی اسکی روح گویا فنا ہوگئی تھی ۔بمشکل کچھ ہمت کر کے وہ گویا ہوئی۔

"میں ۔۔۔۔۔۔میں ۔۔۔۔ تمہاری مدد کرنا چاہتی تھی۔ آئی مین میں تمہارا مسئلہ جاننا چاہتی تھی تاکہ اسے حل کر سکوں"۔ الفاظ بمشکل ادا ہو رہے تھے۔

اسکے خاموش ہوتے ہی ابیہان نے ایک قہر بھری نگاہ اس پر ڈالی ۔ پھر اچانک سے اپنی انگلیاں اسکے بازو میں گاڑ دیں۔درد کی شدت سے لیانا کی سسکی برآمد ہوئی۔

"مدد ۔۔۔۔۔ تم نے کیا ٹھیکا اٹھا رکھا ہے سارے زمانے کی مدد کرنے کا۔اور تم سے مدد کب مانگی تھی میں نے۔میرے مسئلے صرف ایک انسان ہی حل کر سکتا تھا اور وہ تھی زیمل ۔۔۔۔۔۔۔ تم تمہیں لگتا ہے کہ تم زیمل بن سکتی ہو۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔"ایک جھٹکے سےاس نے لیانا کا بازو چھوڑ دیا۔پانی سے بھرا انکھوں کا کٹورا کسی بھی وقت جھلکنے کو تیار تھا لیکن وہ ضبط کر گئی ۔

"تم اپنے ماں باپ کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے ؟"آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے ۔ "وہ پھر دھاڑا تھا۔

"یہ میرا مسئلہ ہے کیونکہ میں وہ دیکھ سکتی ہوں ۔جو باقی نہیں دیکھ سکتے۔دنیا کو تم ایک چھ فٹ کے باوقار اور پرسکون ابیہان دیکھائی دیتے ہو ۔ لیکن میں اس پتھر وجود میں سسکتے ہوئے ابی کو دیکھ سکتی ہوں۔محسوس کر سکتی ہوں۔"ناجانے اس میں اتنا سب کہنے کی ہمت کہاں سے آگئی تھی۔

اور ابیہان۔۔۔۔اسے لگا کہ اسکا چھ فٹ کا وجود جو وہ ایک عرصے سے قائم رکھے ہوئے تھا ڈھ چکا تھا۔

اس کے بعد وہ رکا نہیں فوراً مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔

"اور لیانا دو قدم پیچھے کو لڑکھڑاتی بینچ پر بیٹھ گئی۔وہ خوف جس پر وہ ضبط کئے ہوئے تھی اب اسکے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔اس نے ایک حیرت بھری نگاہ اپنے کانپتے ہاتھوں پر ڈالی اور دوسری ایہان کی پشت پر۔

سب غلط ہو گیا تھا۔سب کچھ۔

اُسے ایک ہی موقع ملا تھا۔اور اُس نے اُسے بھی گنوا دیا۔

اُنکے تعلق کا نوروز،روزِ آخر ثابت ہو چُکا تھا۔

"ڈی ۔۔۔۔ڈی ۔ "وہ چلاتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا۔

ڈی جو پہلے صوفے پر اڑے ترچھے لیٹے ٹی وی دیکھنے میں مصروف اب اپنا لٹکتا ہاتھ جھلاتے خود کو اور لاپرواہ ثابت کرنے لگے۔

"ڈی۔۔۔۔۔ "!اب کے وہ ڈی کے سر پر کھڑا ہو کر چلایا ڈی ایک دم بڑبڑا کر سیدھا ہوئے۔

"کک۔۔۔۔۔کیا ہے ہارٹ ٹیک کر واؤگے؟ "ڈی سیدھے ہوئے۔

ابیہان نے خط ڈی کی نظروں کے سامنے لہرایا۔

"یہ آپ نے دیا تھا نا لیانا کو۔"

"

کیا قیامت آچکی تھی؟

کک۔۔۔۔۔کیا۔۔۔یہ۔۔۔۔خط۔۔۔ہاں ۔۔۔شاید ہاں پتہ نہیں۔۔۔۔۔

پتہ نہیں یاد نہیں مجھے۔ "ڈی ہکلاتے ہوئے بولے۔

ہاں قیامت آچکی تھی ۔

www.novelsclubb.com

"مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی ڈی۔کیا آپ میرا ایک راز نہیں رکھ سکتے تھے۔اچھا نہیں کیا آپ نے میرے اور لیانا کے ساتھ۔ "

اسکا غصہ کم ہوکے ہی نہیں دے رہا تھا۔

ڈی ایک دم صوفے سے کھڑے ہوئے ۔

"تم لیانا کو تو کچھ نہیں کہہ کر آئے؟"ڈی کو تشویش ہوئی۔

وہ خاموش رہا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو ابیہان ۔تم اس معصوم کا دل توڑ آئے ہو۔ادھر تمہارے ماں باپ ، پہلے ہی مجھ سے انکی بے چارگی دیکھی نہیں جاتی اور ادھر تم ایک معصوم کا دم توڑنے کا گناہ ڈال آئے ہو میرے سر پر۔ تم واقعی ہی اکیلے رہنے کے قابل ہو۔"ڈی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کھینچ کر ایک تھپڑ اسے دے ماریں۔

"میری ہی غلطی ہے پہلے ہی پچھتا رہا ہوں کہ پندرہ سال پہلے تمہیں میں اپنے ساتھ کیوں لایا اور اب لیانا۔"کہتے کہتے وہ اب واپس بیٹھ گئے۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔جہاں مرضی اکیلے مرو تم۔"

ان دونوں کی لڑائیاں عموماً ہوتی رہتی تھیں لیکن ایک رات سے زیادہ ناراضگی باقی نہیں رہتی تھی ۔لیکن اب کی بار ڈی کا لہجہ کچھ مختلف تھا۔

ابیہان رکا نہیں فوراً سیڑھیاں چڑھ گیا۔ڈی کا ہاتھ سیدھا سینے پر گیا۔ وہ اپنی غلطی پر پچھتا رہے تھے ۔۔انھیں لیانا کو اس میں نہیں لانا چاہیے تھا۔

رات کا آخری پہر تھا ۔ عدارا خاتون اسے تین بار سونے کا کہہ کر اب خود بھی جا کر سو چکی تھیں ۔لیکن وہ ابھی تک بالکونی میں بنی سیڑھیوں پر بیٹھی تارے گن رہی تھی۔

"مدد ۔۔۔۔۔ تم نے کیا ٹھیکا اٹھا رکھا ہے سارے زمانے کی مدد کرنے کا۔اور تم سے مدد کب مانگی تھی میں نے۔میرے مسئلے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صرف ایک انسان ہی حل کر سکتا تھا اور وہ تھی زیمل ، تم تمہیں لگتا ہے کہ تم زیمل بن سکتی ہو، کبھی نہیں۔۔۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔"

اسے ابیہان پر شدت سے غصہ آرہا تھا۔بیٹھے بیٹھے وہ ایک دم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی ۔

"تم بہت برے ہوابیہان۔ "وہ پوری قوت سے چیختے ہوئے بولی۔

"بہت برے" وہ روہانسی ہوگئ تھی۔

"تمہیں اکیلے رہنا ہے ۔ٹھیک ہے۔۔۔۔رہو اکیلے۔۔۔۔ہمیشہ اکیلے رہو۔"

اسکی آواز گھر کے اندر تو نہیں جارہی تھی۔ہاں البتہ سڑک پر کوئی ذی روح موجود ہو تاتو صاف سن سکتا تھا ۔ بھلے سے وہ انگریزی بولنے کی عادی ہے لیکن اپنا غصہ ہمیشہ اردو میں ہی نکالتی تھی ۔

"لیکن ایک بات جان لو تم۔۔۔۔۔ تم کچنار کی پریوں کے ساتھ بہت زیادتی کر رہے ہو۔۔۔۔۔"

"کر تو میرے ساتھ بھی رہے ہو۔ "اسکی آواز اچانک مدھم ہوگئی۔

"لیکن اس نے فرق نہیں پڑتا۔ "وہ پھر پوری قوت سے چلائی۔

"مجھے بالکل فرق نہیں پڑتا لیکن دیکھنا ، تم ضرور ایک دن اکیلے رہ جاؤ گے۔"بھڑاس نکال کر وہ خاموش ہوگئی۔

کچھ دیر دھندلائی آنکھوں سے آسمان کو گھورتے رہنے کے بعد واپس سیڑیاں اترنے لگی۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر وہ پھر کچھ یاد آنے پر ایک دم سے مڑی۔

"اور ہاں ،میرا ڈریم کیچر بھی واپس کرو،وہ صرف مجھ جیسے اچھے لوگوں کے لیے ہوتا ہے۔تم جیسوں کے لیے نہیں ،ہونہہ۔"

آخری بات بھی مکمل ہوچکی تھی اور وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

کھڑکی میں لٹکا،ڈریم کیچر آج صحیح سے رقص بھی نہیں کر پارہا تھا۔وہ اُداس تھی ،اُسکی لیانا۔وہ اُداس تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ جو پچھلے ایک گھنٹے سے نیچے فٹ پاتھ پر بنے بینچ پر بیٹھا تھا واپس جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔وہ وہاں کیوں آیا تھا وہ نہیں جانتا تھا ۔

"کہا تھا نا کہ میں اچھے لوگوں سے دوستی نہیں کرتا۔"ایک آخری دلیل جو وہ خود کو دے پایا تھا۔

www.novelsclubb.com

باب 10

عجیب دُنیا، عجیب لوگوں، عجیب کتھائیں

دہائی کیسے لمحوں میں گزرتی ہے اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔آج وہ اس کتاب کو کھولنے آیا تھا۔اور اس کتاب کے کھلتے ہی اسے یوں لگا جیسے وہ زماں ومکاں کی قید سے آزاد ہو گیا ہو۔اسے لگا آج اس نے یہ چوکھٹ پار نا کی تو شاید وہ یہاں سے واپس بھی نہیں جا پائے گا۔گلی میں قطار سے بنے گھروں کی بیرونی دیواروں پر سے

لٹکتی خوبانی اور آخروٹ کی پھولوں سے لدی ٹہنیاں،گلی کی پر سکون خاموشی اور وہ لکڑی کا دروازہ۔۔۔ہر چیز کی طلسم آج بھی

ویسے ہی قائم تھا۔اس نے دروازے کے پٹ پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور وہ چررر کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔ کتاب کھل چکی تھی ۔صفحہ بھی وہی تھا ،مناظر بھی وہی تھے۔پر آج۔۔آج اسے اس صفحے کو پلٹنا تھا،تاکہ اس کچے صحن میں تھما وقت آگے بڑھ سکے۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہی ہوا تھا کہ سامنے ڈی کو ادھر ادھر ٹہلتے دیکھا۔

"خیریت ڈی آج آپ کام پر نہیں گئے۔"بھلے ہی دن میں ان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی تھی لیکن وہ اپنے انداز پر واپس آچکا تھا۔

"برہان بھائی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے انکی حالت بہت سیریئس ہے ہمیں ابھی پاکستان جانا ہوگا۔"

وہ جواباً خاموشی سے کوٹ اتارکر اسٹینڈ پر لٹکاتا اندر چلا گیا۔ڈی اسکے پیچھے پیچھے اندر آئے۔

"میں ابھی ہم دونوں کی ٹکٹ کرا رہا ہوں۔"وہ بتا رہے تھے۔

"ابھی آپکو کوئی سیٹ نہیں ملے گی کل ٹرائے کیجئے گا۔"

وہ لاپرواہی سے بولتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کتنے بے حس ہو تو تمہارا باپ مر رہا ہے اور تم یہاں۔۔۔۔۔"

غصے میں وہ اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پائے تھے۔ابیہان نے ایک نظر داور پر ڈالی۔

"وہ بھی ایسی ہی ایک رات تھی،بس فرق اتنا تھا کہ میں مر رہا تھا اور میرا باپ بے فکر ہوکر اپنی سیاست میں مصروف تھا۔"

اسکا لہجہ۔

ڈی حیران تھے۔

اچانک ڈی کا فون پھر بج اٹھا۔سکرین پر بھابھی کا نمبر جھملا رہا تھا۔ڈی نے فوراً کال آن کیاور اسپیکر آن کر دیا۔

لاونج کے سناٹے میں ایک آواز ابھری۔

"داور پلیز کچھ بھی کرو ۔۔۔ابیہان کو مناؤ کہ وہ اپنے باپ سے مل لے ۔وہ کل رات سے بیہوشی میں اسے ہی پکار رہے ہیں،بلکہ تم ۔۔۔۔تم ایک کا م کرو،میری بات کرواؤ ابیہان سے ۔۔۔کہاں ہے وہ اس وقت۔"ڈی مسلسل اسے ہی گھور رہے تھےاور لاپرواہی سے سامنے میز کو گھور رہا تھا۔

"بھابھی وہ سن رہاہے آپ بولیں۔ "ڈی کے بولنے پر ابیہان نے ایک دم ڈی کو دیکھا پھر وہاں سے جانے کو پر تولنے لگا۔

"ابیہان۔۔"!

وہ ایک دم رکا۔

"میری جان پلیز اپنے باپ کو معاف کردو۔انھیں اتنی بڑی سزا مت دو اس جرم کی جو انہوں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔"

کہتے کہتے ۔۔اب وہ سسک پڑی تھیں۔

پھر وہ ایک لمحہ بھی وہاں نہیں رکا اور سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا۔

"ہم جلدی آنے کی کوشش کریں گیں آپ حوصلہ رکھیں بھابھی۔"

ڈی نے تھکن بھرے انداز مین کہا اور کال کاٹ دی۔

وہ میز کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"برہان بھائی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اُنکی حالت بہت سیریئس ہے۔"

اس نے آنکھیں میچ لیں۔

"میری جان پلیز اپنے باپ کو معاف کردو۔انھیں اتنی بڑی سزا مت دو اس جرم کی جو انہوں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔"

الفاظ اسکے دماغ میں گھوم رہے تھے۔لیکن وہ کچھ بھی سوچنے اور سمجھنے سے قاصر تھا۔وہ اپنے باپ کے لیے اس وقت کیا محسوس کر رہا تھا،رحم یا نفرت،اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

اس نے آنکھیں کھولیں اور جیب سے لفافہ نکالتا سیدھا ہوا۔

لفافہ اس نے سامنے پڑی میز پر رکھا۔اسکی نظر پاس پڑے ڈریم کیچر پر گئی وہ وہیں کا وہیں دھرا تھا۔

"تمہیں اکیلے رہنا ہے رہو اکیلے ۔۔۔ہمیشہ اکیلے رہو۔۔"

کیا وہ واقعی اکیلا رہ گیا تھا۔۔۔دل میں ایک کسک اٹھی تھی۔

"تمہیں نہیں لگتا تم انسانی شکل مین ایک مانسٹر بنتے جارہے ہو۔۔"

اچانک الفاظ اسکے کانوں سے ٹکرائے۔ابیہان نے فوراً چہرا اٹھایا۔اسکے سامنے ایک اور ابیہان کھڑا تھا۔۔۔ ہاتھ باندھے ناراضگی بھرا چہرا لیے۔ ابیہان نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں۔۔۔میں مانسٹر نہیں ہو سکتا۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"جو تمہیں سمجھتی تھیں وہ زیمل تھیں جو تمہیں سمجھتی ہے وہ لیانا ہے اور تم نے ان دونوں کا ہی دل دکھایا ہے۔کیا تم اس سے بھی برے ہو سکتے ہو ابیہان پاشا۔"

عکس کے لہجہ میں حقارت تھی ابیہان اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"میں ابیہان پاشا نہیں ہوں ۔"وہ چلایا تھا۔

"تم ابی بھی نہیں ہو۔"

عکس کا لہجہ پر سکون تھا۔

"تو تم کچھ بھی نہیں۔۔۔"اور اتنا کہہ کر عکس قہقہہ مار کم ہنسنے لگا۔

ابیہان کو شدید غصہ آرہا تھا۔ اس نے پاس پڑی کرسی اٹھائی اور عکس کی طرف پھینک دی۔

عکس تو اس سے پہلے ہی غائب ہو چکا تھا۔

"اپنے ضمیر سے کیسے بھاگ سکتے ہو تم آخر۔"

کوئی چہرا نہیں تھا صرف آواز تھی۔

ابیہان دیوانہ وار اپنے اطراف میں دیکھنے لگا۔

"چپ ہو جاؤ تم۔۔۔ چپ ہو جاؤ ۔۔اپنی بکواس بند کرو۔۔ "

اسکا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔

"ابیہان تم ٹھیک ہو ۔۔چلا کیوں رہے ہو اتنا۔"

وہ ڈی تھے۔ابیہان نے دروازے کی جانب گھورا۔پھر کچھ سمجھ ناآنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"ابیہان۔۔۔ابیہان"!

وہ خاموشی سے دروازے کو تک رہا تھا۔

"میں نے ٹکٹس بک کروالی ہیں کل ہم دونوں کو نکلنا ہے۔"

وہ دوبارہ بولے۔ لیکن دوسری طرف خاموشی بر قرار تھی۔ڈی سمجھتے تھے۔اور انہیں سب اذیتوں سے بچانے کے لیے وہ پچھلے دس سالوں سے اسے واپس جانے کے لیے منا رہے تھے۔لیکن وہ بھی ضدی تھا۔

پھر ڈی خاموشی سے واپس چلے گئے۔

❄•❄•❄•❄•❄•❄•❄•❄•❄

تقریبا صبح آٹھ بجے کا وقت تھا جب ڈی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن یہ کیا، وہ دروازہ ہاتھ لگنے کے کے ساتھ ہی کھلتا چلا گیا۔ ڈی کو تشویش ہوئی۔ انہوں نے دروازہ کھول کر

اندر کو جھانکا بیڈ خالی تھا۔، بلکہ پورا کمرے ہی خالی تھا۔ بیڈ کے ساتھ ایک میرون بریف کیس تیار کھڑا تھا۔

"کیا وہ مان گیا؟ "ڈی کو خوشی کم اور حیرت زیادہ ہوئی۔

انھوں نے آگے بڑھ کر ابیہان کو آواز لگائی مبادکہ وہ باتھ روم میں نا ہو لیکن کوئی جواب نا آیا۔ڈی کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

پورا کمرہ دیکھنے کے بعد وہ نیچے آئے لیکن ابیہان پورے گھر میں کہیں نہیں تھا۔

"اب کہاں چلا گیا صبح صبح؟"

ڈی کو غصہ آنے لگا ۔انھوں سے موبائل اٹھایا اور ابیہان کو کال ملانے لگے۔ دوسری طرف فون آف جانے کی اطلاع دی جارہی تھی۔

"کیا یہ کبھی سدھر سکتا ہے؟"

ڈی نے فون بند کر دیا۔

عدارا خاتون کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھیں جب وہ کسلمندی سے آنکھیں مسلتی کچن میں داخل ہوئی۔

"اُٹھ گئیں؟ "ہمیشہ کی طرح وہ عجلت میں انڈہ فرائی کرتے ہوئے بولی تھیں۔

"ہوں ں س۔۔ "آواز بمشکل نکلی تھی۔ گلاس میں پانی انڈیلتی وہ وہیں بیٹھ گئی ۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟"

عدارا خاتون کو تشویش ہوئی۔

"کہا بھی ہے جلدی سویا کرو، صبح کام پر بھی جانا ہوتا ہے۔"

وہ فکر مندی سے بول رہی تھیں۔

"کیا وہ کبھی راتوں کو سو پائے گی اب ؟"

دل میں سوچتے ہوئے ہوئے اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

"جی۔۔۔"

پھر اٹھ کر چینج کرنے چلی گئی۔

یونیفارم میں ملبوس پی کیپ سر پر لیتی وہ ابھی عمارت سے نکلی ہی تھی کہ اسے سامنے داور کھڑے دیکھائی دیئے۔ و ہ ایک دم مسکرائی

"ارے ڈی آپ۔۔"

لیکن وہ جواباً مسکرا نہیں سکے تھے۔ بعض اوقات آپ کی مسکراہٹ ایسی ہوتی ہے کہ دیکھنے والا اس میں موجود درد دیکھ کر تڑپ جاتا ہے اور ڈی کو بھی اس بات کا اندازہ آج بخوبی ہوچکا تھا۔

"کیا ہم کافی پی سکتے ہیں ؟ "

ڈی بولے۔

"میں اسٹور کی طرف ہی جارہی تھی کہیں تو وہیں چلیں۔"

وہ پھر مسکراتے ہوئے بولی۔ ڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر دونوں اسٹور کی طرف چل دیئے۔

لیانا کافی کے دو گرما گرم کپ لے کر میز تک آئی۔

"بہت شکریہ۔۔۔ "ڈی کا فی کا کیا کپ پکڑتے ہوئے بولے۔ لیانا سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

دو منٹ گزر چکے تھے لیکن دونوں جانب سے کسی بات کا آغاز نہیں ہوا تھا۔

اچانک ڈی نے ہنکارا بھرا۔

"دراصل میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں ، مطلب میں شرمندہ ہوں یوں لگ رہا ہے جیسے میں تمہیں اپنے مطلب کے لیے استعمال کیا ہو۔"

لیانا جواباً مسکرائی۔

"لیکن ایسا نہیں ہے میں واقعی دل سے چاہتا تھا کہ ابیہان تمہیں اپنائے ۔ وہ دل کا برا نہیں ہے۔"

"ہاں بس دماغ تھوڑا کھسکا ہے میں جانتی ہوں۔"

وہ مسکراتے ہوئے کپ سامنے میز پر رکھتے ہوئے بولی۔

جواباً ڈی بمشکل اسکا ساتھ دینے کو مسکرائے۔ وہ نا بھی مسکراتے تو شاید اسے فرق نہ پڑتا ۔ کیونکہ وہ اس معاملے میں دوسروں سے امیر تھی۔

"کافی کیسی لگی؟"

وہ موضوع کا رخ موڑتے ہوئے بولی۔

"پلیز تم اسے معاف کردو لیانا، اس پر پہلے ہی بہت سی ناراضگیوں کا بوجھ ہے۔جس کے نیچے وہ ہر پل دبتا جارہا ہے۔"

ڈی ، چہرا جھکائے بولے۔ اچھا ہی تھا انھوں نے لیانا کی جا نب نہیں دیکھا ورنہ وہ ایک دم سے امڈ آنے والے ڈھیروں آنسوؤں کو کہاں دھکیلتی۔

لیانا نے کیا گہرا سانس لیا او ر آنکھیں جھپکاتے ہوئے بولی۔

"سوری تو مجھے بولنا چاہئے ہے ڈی ۔میں اس سب میں اسکی مدد کرنا چاہتی تھی لیکن میں نہیں کر سکی۔ آئی ایم ریئلی سوری ڈی۔"

وہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔ اسکا ضبط کمال کا تھا۔ڈی فوراً وہاں سے اٹھ گئے ، اگر وہ کچھ دیر اور وہاں بیٹھےتو شاید رو پڑتے۔

ان کے جانے کے بعد لیانا نے ایک اداس نظر کافی سے کپ پر ڈالی پھر دونوں کپ اٹھاتی کاؤنٹر کی طرف چل دی۔

تھکن بھرے وجود کے ساتھ ڈی گھر میں داخل ہوئے۔گھر میں داخل ہو کر انہوں نے دروازہ بند کیا۔ اچانک انکے کانوں سے کچھ آوازیں ٹکرائیں۔ انھوں نے لاونج میں جھانکا، وہاں چلتے ٹی وی کے سامنے ابیہان براجمان تھا۔ ڈی کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"صبح صبح کہاں گئے تھے تم؟"

ڈی بے تاثر چہرے کے ساتھ بولے۔

"فلائٹ کا ٹائم کیا ہے؟"

الٹا سوال کیا گیا۔

"آج شام کی سیٹیں ہیں۔ "ڈی اب پاس پڑے صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

ابیہان سے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ میز پر رکھا اور وہاں سے چلا گیا۔ڈی منہ کھولے اسکی پشت کو تکتے رہ گئے۔

رات ہوئی بارش کی وجہ سے صحن کی مٹی سے اٹھتی سوندھی سوندھی خوشبو ابھی بھی برقرار تھی جو صحن میں قدم میں رکھتے ہی اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔ اس نے ایک گہرا سانس اپنے اندر اتارا، وہاں صرف ٹھنڈک اور خوشبو نہیں۔۔۔۔۔ وہاں لمحے تھے۔۔۔۔۔ وہاں زیمل تھی۔۔۔۔۔۔ وہاں ابی تھا۔۔

اور وہ ان سب کو بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

آسمان پر چھائے بادل بدستور برسنے کی تمنا لیے ادھر ادھر بھٹک رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بیرونی برآمدے کے لکڑی کے فرش (جوکہ صحن کی زمین سے کچھ اونچا تھا) پر بیٹھ گیا۔ اس نے انگلیوں کی پوروں سے فرش کو چھوا ۔وہ آج بھی ویسا ہی ٹھنڈا تھا ۔وہ مسکرایا۔

اور پھر برآمدے کے ایک طرف پڑی گیلی چھتری۔۔ اسکی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوگئی۔

❋

صبح اسٹور کا رستہ طے کرتے ہوئے ڈی نے اسے بتایا تھا کہ وہ اور ابیہان پاکستان جارہے ہیں۔

"وہ مان کیسے گیا؟ "وہ حیران تھی۔

"پر مجھے خوشی ہے کہ تم واپس جا رہے ہو۔"وہ دل میں سوچتے ہوئے مسکرائی۔

"اب تم خود سے بھی جھوٹ بولنے لگی ہو؟"

وہ استہزائیہ مسکرائی پھر سامنے کھڑے گاہک کی جانب متوجہ ہوئی۔ سوچوں کی رو مسلسل بھٹک رہی تھی۔نگاہیں گھوم پھر کر واپس

سڑک کے پار بنے گھر کی کھڑکی پہ پڑے پردے سے ٹکرا رہی تھیں۔

گاہک اپنا مطلوبہ سامان لے کر جا چکا تھا۔لیانا نے آنکھیں بھینچ کر ایک گہرا سانس لیااور پھر اپنے سر پر ایک چپت رسید کی

"واپس آجاؤ لیانا شاہ ۔ تمہارے پاس آلریڈی سب کچھ ہے ۔ تمہیں مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں۔"

پھر وہ مسکرائی اور آنکھیں کھول دیں۔ سامنے دو تین گاہک اسکی توجہ کے منتظر کھڑے تھے جنہیں وہ مسکراتے ہوئے ڈیل کرنے لگی،یہ سوچتے ہوئے کہ دماغ سے سب نکل چکا تھا۔لیکن افسوس اسکی غلط فہمی۔

www.novelsclubb.com

گاہک جا چکے تھے اور اب پھر کاؤنٹر پر اکیلے بیٹھے وہ سامنے کھڑکی پر پڑے پردے کو گھور رہی تھی۔

فلائٹ میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے۔ وہ خاموشی سے اپنا بریف کیس ایک ہاتھ میں پکڑے، دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے بلا کے سکون سے سامنے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ براؤن کاٹن پینٹ پر سفید شرٹ، بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ اور ان سیاہ گلاسز میں چھپی آنکھوں میں کیا تھا وہ ۔۔۔، وہ وہ یا اسکا خدا ہی جانتا تھا۔

ڈی مسلسل ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہے تھے، جیسے کسی کو تلاش کر رہے ہوں پھر ایک نگاہ انھوں نے ابیہان پر بھی ڈالی ۔

"ہیئے کیا تمہیں کسی سے ملنا نہیں تھا ابیہان؟"

"برہان پاشا سے ملنے جارہا ہوں ڈی ۔۔۔۔ اس سے زیادہ کی کیا امید ہے آپکو؟"

" بات گھمانا تو کوئی اس سے سیکھے۔ "ڈی دل ہی دل میں بڑ بڑائے تھے۔

ڈی کی نظریں واپس ادھر ادھر بھٹکنے لگیں، شاید وہ ان سے ملنے آہی جائے پراسے نہیں آنا تھا سو نا آئی۔

فلائٹ کی آمد کی اطلاع دی جا رہی تھی۔ جس پر ابیہان بریف کیس گھسیٹتا چل پڑا۔ا ناؤنسمنٹ پر ڈی کو بھی ہوش آیا اور وہ بیگ اٹھاتے ابیہان کے پیچھے چل دیئے۔

"کاش وہ آجاتی۔ "دل میں کسک سی اُٹھی تھی۔

ائیرپورٹ کی راہداری میں چلتے ہوئے اب وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہونے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

(پل بھر کو وہ رک کراسے ہی دیکھتی رہ گئی۔ایک ہاتھ میں گروسری کابیگ اور دوسرے ہاتھ میں چھتری پکڑے وہ متوازن چال چلتا بھیڑ میں غائب ہو گیا۔اچانک ہجوم میں کسی سے ٹکرا کر ذرا دھکا لگنے پر وہ

جاگی اور سر جھٹک کر واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔وہ ایک پہلی جھلک تھی)

ائیرپورٹ کی راہداری میں چلتے ہوئے اب وہ نظروں سے اوجھل ہونے لگے تھے۔

اچانک اسے کسی کا دھکا لگا تھا۔ وہ راہداری میں بنے پلر سے کچھ باہر کو کھسکی۔ اس نے الجھن میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑایں۔ دھکا دینے والا بھیڑ میں کہیں غائب ہو چکا تھا۔

یہ ایک آخری جھلک معلوم ہوتی تھی۔

اس نے آخری بار الوداعی ہاتھ ہلایا۔ اب کی بار وہ اسکی نگاہوں سے مکمل اوجھل ہو چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"سوری ڈی مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کے میں آپ لوگوں کے سامنے آ سکوں۔"

اس نے اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔پھر ہاتھ میں پکڑی لال پی کیپ سر پر لیتی واپس مڑ گئی۔چہرا کیپ میں چھُپ گیا،اور بھیگی آنکھیں بھی۔کمر پر جھولتی چٹیا کے ساتھ تقریبا وہ بھاگتے ہوئے باہر کی طرف چل دی۔

دماغ میں سوچوں کی ایک نا ختم ہونے والی جنگ برپا تھی۔ جو اسے کچھ بھی سوچنے اور سمجھنے سے قاصر کیے ہوئے تھیں۔ انگلینڈ سے پاکستان تک کا سفر کیسے کٹا اسے کچھ معلوم نا تھا۔

فلائٹ لینڈنگ کی اناؤنسمنٹ جاری تھی۔

"ہر انسان کی زندگی میں کچھ تلخ حقیقتیں ہوتی ہیں اور انھیں میں سے ایک حقیقت ہے کے مجھے کینسر ہے۔"

الفاظ اسے ازبر تھے۔جہاز لینڈ ہو رہا تھا۔

"ابی میرے کچنار اور اسی پریوں کو زیادہ انتظار مت کروانا۔"

لیکن انتظار کا عرصہ کافی لمبا ہوچکا تھا۔

جہاز لینڈ ہوچکا تھا۔ مسافروں کو اپنا سامان اٹھانے اور نکلنے کی ہدایات دی جارہی تھیں۔

ڈی جو کہ ابھی ابھی سو کر اٹھے تھے ابیہان کو جھنجوڑتے ہوئے بولے۔

"چلو بھئی یہیں رہنے کا ارادہ ہے کیا؟ "جس پر ابیہان نے ایک عجیب نگاہ سے ڈی کو دیکھا تھا جیسے کہ رہاہو ڈی آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔

ڈی نے فوراً نظریں پھیریں اور وہاں سے اٹھنے لگے۔

"میں نہیں چاہتی پریاں ناراض ہو کر چلی جائیں اور پھر کبھی نا آئیں۔"

ابیہان کھڑا ہوچکا تھا۔

کچھ دیر میں وہ اور ڈی ائیرپورٹ سے نکلنے کو پر تول رہے تھے۔ ڈرئیور ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"وہ بے حس تھا۔۔۔۔۔ بے وفا تھے۔۔۔ ۔۔۔وعدہ خلاف تھا۔۔۔۔۔۔اورسب سے بڑھ کر وہ برہان پاشا کی اولاد ابیہان پاشا تھا۔"

ابیہان کے چہرے پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ ابھری تھی۔وہ آخر آض تک کس حقیقت سے بھاگتا آرہا تھا،وہ بھی کس فریب میں تھا،اُسے کیوں لگا کہ اُسکے نام کے ساتھ لگا پاشا اتنی آسانی سے اُسکا پیچھا چھوڑ دے گا۔

ڈرائیور آچُکا تھا۔ڈرائیور نے گاڑی سے اتر کر فوراً دونوں کو سلام کہا پھر حیرت سے ابیہان کو دیکھا، اتنے عرصے میں وہ کافی بدل چکا تھا۔ابیہان جواباً بس خاموش رہا۔

"برہان بھائی کیسے ہیں؟ "ڈی سے فوراً پوچھا۔

"جی صاحب ۔۔۔۔ بڑے صاحب کی حالت بہت نازک ہے۔ابھی ہسپتال سے ہی آرہا ہوں انکا سامان پہنچا کر۔"

ڈرائیور نے جلدی جلدی ساری تفصیل بتائی۔

"چلو پھر جلدی کرو سیدھے ہسپتال ہی چلو۔ "ڈی نے کہا اور دروازہ کھولتے گاڑی میں بیٹھ گئے ۔ابیہان پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔ گاڑی چلنے کے بعد ڈی ابیہان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بھائی کی حالت نازک ہے اب جاتے ہی کچھ اوٹ پٹانگ نا بک دینا۔"

ڈی اسکی عادتوں سے واقف تھےا سی لیے اسے سمجھا رہے تھے۔ وہ خاموشی سے کھڑکی کے پار سڑک کے اطراف میں لگے چیری بلاسم کے درختوں کو دیکھ رہا تھا۔ بہار اپنے جوبن پر تھی۔ اسکا سکردو ہمیشہ کی طرح کھلا ہوا تھا۔

اب وہ کیا بتاتا ڈی کو کہ وہ تو شاید کچھ بول ہی نہیں پائے گا۔ڈیڈھ گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑی ہسپتال کے سامنے رکی۔

اور اب وہ دونوں ڈرائیور کی سربراہی میں برہان پاشا کے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

"جی اس کمرے میں صاحب جی۔"

ڈرائیور آئی سی یو کے سامنے رک کر بولا۔

دروازے میں لگے شیشوں سے نالیوں میں جکڑے برہان پاشا کو وہ دونوں واضح طور پر دیکھ سکتے تھے۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ ہمارا سامان گھر رکھ آؤ۔ہم دونوں یہیں ہیں۔"ڈی نے ڈرائیور کو ہدایت دی اور خود پاس راہداری میں پڑی کرسیوں میں بیٹھ گئے۔

اچانک ایک ڈاکٹر آئی سی ویو سے باہر آئے۔

"ایکسوزمی ۔۔۔۔۔ آپ دونوں میں سے ابیہان کون ہے؟ پیشنٹ ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"ڈی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

"جی یہ ہے ابیہان انکا بیٹا۔"انھوں نے پاس دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ابیہان کی جانب اشارہ کیا۔

"آپ ان سے مل لیجئے پلیز۔ "ڈاکٹر نے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

ڈی نے ایک ملتجی نگاہ سے ابیہان کو دیکھا۔جس پر وہ خاموشی سے آئی سی ویو کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

ڈی دل ہی دل میں شکرادا کرتے واپس بیٹھ گئے۔

"ابیہان۔"آواز نقاہت بھری تھی۔

وہ سن سکتا تھا ۔بیڈ کے قریب کھڑا وہ ان سالوں میں اپنے باپ کے چہرے پر آئے بدلاؤ کو دیکھ رہا تھا۔

"ابیہان بیٹا ۔۔۔"آواز پھر ابھری تھی۔لیکن وہ کچھ کہہ نا سکا بلکہ وہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

وہاں بر ہان پاشا کی آنکھ سے ایک آنسو لڑ کھا تھا۔

"مجھے معاف کر دو میری جان۔۔۔۔۔"الفاظ بمشکل ادا ہورہے تھے۔

"میرے لیے موت آسان کردو ۔خدا کا واسطہ ہے۔"کرب صرف ان کے الفاظ سے ہی نہیں انکے پورے وجود سے ٹپک رہا تھا۔

لہجہ ہچکیوں کی زد میں آرہا تھا۔کمرے میں موجود نرس فوراً ڈاکٹر کو بلانے بھاگی۔

"پلیز مجھے معاف کر دو ابیہان۔۔۔۔ "

اسکی اندرونی کیفیات اسکی بر داشت سے باہر ہوتی جارہی تھیں ۔اندر کوئی پھٹنے کو بے تاب تھا۔ اچانک ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئے۔ ابیہان نے موقع غنیمت جانا اور فوراً کمرے سے نکل گیا۔پھر رکا نہیں راہداری عبور کرتا باہر کی جانب چل دیااور ڈی بس اسے آوازیں لگاتے ہی رہ گئے ۔ برہان پاشا کی حالت کی وجہ سے وہ اسکے پیچھے بھی نہیں جا سکتے تھے۔

"لیانا ناشتہ تیار ہے ۔جلدی آجاؤ اپنے باپ کے اٹھنے سے پہلے کھالو۔"عدارا خاتون اسے بستر پر لیٹا دیکھ کر بولیں۔

"ہم م م ۔۔۔۔۔۔۔"جواب مختصر تھا۔

وہ پہلی آواز پر ہی جاگ گئی ۔عدارا خاتون کو حیرت تھی۔پھر وہ کچھ سوچتی باہر چلی گئیں۔

لیانا نے خود پر سے چادر ہٹائی اور آنکھیں مسلتی کسلمندی سے اٹھ گئی۔آنکھیں نیند سے بھری تھیں لیکن ناجانے کیوں وہ پوری رات ہی سو نہیں پائی تھی۔سلیپرز اڑستی وہ باتھ روم کی طرف چل دی۔برش کرنے اور ہاتھ منہ دھونے کے بعد اس نے نل بند کرنے کو گھمایا۔لیکن پانی مسلسل بہہ رہا تھا۔اس سب میں کچھ بھی نیا

نہیں تھا لیکن اسے آج کوفت ہورہی تھی۔اس نے زور لگا کر نلکا بند کرنا چاہاپر وہ پانی اور تیزی سے بہنے لگا۔

"آہ ہ ہ۔۔۔۔۔۔"وہ چلائی ۔پھر اچانک غصے سے بھری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

"ایک ۔۔۔۔۔ دو۔۔۔۔ تین۔۔"آنسو گرتے جارہے تھے ۔کوفت کچھ اور بڑھ گئی۔

"کیا مصیبت ہے ۔ "اس نے نہایت بے دردی سے اپنے گال رگڑے پھر کافی زرو آزمائی کے بعد وہ نل بند کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

سامنے شیشے میں نگاہ ڈالی۔آنکھیں سرخ تھیں۔اس نے آنکھیں ایک دو بار جھپکائیں پھر جھنجھلاتی کپڑے بدلنے چل دی۔

تیار ہوکر وہ سیدھی لاؤنج سے گزرتی گیٹ پر پہنچ چکی تھی۔

"ارے لیانا ناشتہ تو کر لو۔ "عدارا خاتون اسے جاتا دیکھ کر بولیں۔

"ارے۔۔۔ارے۔۔۔"لیکن وہ جاچکی تھی۔

❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋

ہیئے لیانا۔۔۔"وہ ایلس تھی ہمیشہ کی طرح لیکن لیانا خاموش تھی۔

"ہیئے لیانا کہاں گمُ ہویار؟ "ایلس اُسے خاموشی سے شیشے کی سطح پر انگلیاں پھیرتی دیکھ کر بولی۔

"لیانا؟ "وہ اب کچھ اونچی آواز میں گویا ہوئی۔

"ہاں ۔۔۔ہاں کیا ہوا؟ "لیانا اچانک گھبراگئی۔

"کہاں گم ہویار کب سے بلا رہی ہوں لنچ ٹائم ہوگیا ہے۔"ایلس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"آں ہاں کچھ نہیں تم چلو میں آتی ہوں۔ "وہ اچانک کمپیوٹر پر کچھ دیکھنے لگی۔

ایلس نے کندھے اچکائے اور میز کی طرف بڑھ گئی۔

"ہیئے جپسی۔۔۔"

وہ آواز۔۔۔۔۔۔۔

لیانا نے فوراً سر اٹھایا۔سامنے کوئی موجود تھا۔

"ابیہان!"اسکی آواز اندر ہی کہیں دب گئی۔

تم۔۔۔۔۔۔تم یہاں۔۔۔؟ "الفاظ بھی ادا نہیں ہو پارہے تھے ۔

وہ بس جواباً مسکرائے گیا۔

"ہیئے لیانا۔۔۔"اچانک ایلس کی آواز نے اسکے اطراف میں چھایا طلسم توڑ دیا۔

"آ بھئی جاؤیار اب۔ "وہ اب ناراضگی سے بول رہی تھی لیکن لیانا۔۔وہ ابھی تک حیرت سے اپنے اطراف میں دیکھ رہی تھی۔

"کیا وہ ۔۔۔۔ابیہان۔۔"

وہ اس ابیہان نامی طلسم میں اس قدر الجھتی کیوں جارہی تھی۔

وہ سو چتی اب ایلس کے برابر میں آکر بیٹھ چکی تھی۔

"یار آج تم اتنی بجھی بجھی سی کیوں ہو میں صبح سے دیکھ رہی ہوں۔۔"

ایلس کوفت سے بول رہی تھی۔لیانا خاموشی سے گھونٹ گھونٹ کافی پیتی شیشے کے پار دیکھ رہی تھی۔

"ہم م م۔ ایک کام کرو تم آج چھٹی کر لو۔۔تمہاری طبعیت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔"

اب کے وہ فکر مندی سے بولی۔

لیانا نے ایک اداس مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

"بہت شکریہ ایلس کے تم مجھے سمجھتی ہو۔ "پھر کافی کا کپ وہیں میز پر رکھ کر اٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

چھٹی لے کر وہ گھر جانے کی بجائے خالی پلاٹ کی طرف چل دی۔ پلاٹ پر پہنچ کر اس نے ایک گہرا سانس لیا پھر باڑ پھلانگتی اندر آگئی ۔بینچ کے قریب آئی اور دھڑاپ سے بینچ بیٹھ گئی۔

"اسے کچھ اچھا کیوں نہیں لگ رہا تھا؟"

وہ سوچ سوچ کر الجھن کا شکار ہوئے جا رہی تھی۔ صبح ہی سے طبعیت عجیب ہو رہی تھی۔ اس نے سر بینچ کی پشت سے ٹکا دیا اور آنکھیں موندھ لیں۔

لیکن اگلے ہی پل۔۔۔۔

چھپاک سے اس نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے ایلم ٹری کی ایک ٹہنی سے وہ ڈریم کیچر لٹک رہا تھا۔

وہ فوراً اٹھی اور جھپٹ کر اسے شاخ سے اتار الیا۔

"کیا وہ اسے یہیں بھول گیا؟ "وہ حیران تھی اور پریشان بھی۔پھر اسکے ہاتھ میں وہ پرچی آگئی جو اس ڈریم کیچر سے بندھی تھی۔۔اس نے تعجب سے پرچی کھولی۔

"تم اسے واپس نا مانگتی ،شاید تب بھی میں تمہیں یہ لوٹا دیتا جپسی۔ یہ بہت قیمتی ہے اور میں اسکے ہر گز قابل نہیں۔"

کچھ ٹوٹا تھا۔

پھر بے دردری سے اطراف میں بکھر گیا۔

دوسرے الفاظ میں وہ اس سے سارے حساب چکتا کر گیا تھا۔

"کیا اس نے میری باتیں سنی تھیں۔۔۔آں ں ں۔۔ نہیں۔۔ یہ کیا کر دیا میں نے۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ کہتی بینچ پر بیٹھتی چلی گئی۔

صبح کا اٹکا غبار امڈ چکا تھا۔ اس نے ٹانگیں بینچ پر رکھ کر سر گھٹنوں میں دے دیا اور زارو قطار رونے لگی۔

"نہیں میں نے یہ ایسے نہیں چاہا تھا۔"

اور ڈریم کیچر۔۔ وہ پاس ہی بینچ پر پڑا اس عجیب دنیا کے عجیب سے لوگوں کی عجیب داستانوں پر الجھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

باب 11

نارسائی

وہ کتنی ہی دیر یونہی کارتول کی سیاہ سڑک پر پھرتا رہا؟ اُسے خود معلوم نا تھا۔ اطراف میں پھولوں سے لدے چیری بلاسم کے درخت اور آسمان پر چھائے سرمئی بادل۔ سب ویسا ہی تھا۔ سوائے اُسکے۔

www.novelsclubb.com

اب شام ہونے کو تھی۔ اندھیرا اترنے سے پہلے اس نے اپنے قدم گھر کی جانب بڑھا دیے ۔وہی گھر جس میں واپس نا آنے کی قسم کھا کر گیا تھا۔

پر افسوس ! جہاں آج تک کوئی وعدہ نا نبھا سکا تھا وہاں یہ بھی سہی۔

شکست خوردہ قدموں کے ساتھ وہ مین گیٹ سے انٹر ہوا۔لان کے درمیان میں راہداری سنسان پڑی تھی۔چوکیدار بھی ناجانے کدھر تھا۔اور سامنے کھڑی وہ حویلی ۔اس نے رک کر پورے گھر کا بغور جائزہ لیا پھر ایک استہزایہہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر ابھری۔

وہ سر جھٹکتا اندر کی طرف چل دیا۔پورا لاؤنج فانوس کی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا بغیر آس پاس دیکھے سیڑھیاں چڑھنے والا تھا جب۔

"ابیہان"!آواز اسکے قدم جکڑنے کو کافی تھی۔

"ماما کی جان"وہ جو ناجانے کب سے اسکے انتظار میں لاؤنج میں بیٹھی تھیں اٹھ کر اسکی طرف آئیں۔

"تم۔۔۔تم بالکل نہیں بدلے ابیہان۔آج بھی تمہارا حلیہ۔۔لگتا ہی نہیں کہ تم برہان پاشا کی اولاد ہو۔"جملہ ہمیشہ والا تھا لیکن لہجہ۔۔۔لہجہ ٹوٹا ہوا تھا اور شکست خوردہ تھا۔

وہ بولتے بولتے بالکل اسکے برابر آچکی تھیں۔وہ اسکے پاس ٹھہر کر مسکرائیں۔ انکی آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔

"ابیہان۔۔۔"!

"پندرہ سال ۔۔۔پورے پندرہ سال گزر گئے۔"وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بول رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اور ان پندرہ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا ہے۔پلیز ابیہان تم بھی اب بدل جاؤ۔۔۔پلیز یہ ناراضگی اب ختم کر دو۔۔۔ تمہارا باپ

تمہیں دیکھنے کو ترس رہا ہے۔خدارا ہم پر رحم کرو۔"وہ اب باقاعدہ رو رہی تھیں۔

وہ ساکت تھا۔پندرہ سال۔۔۔اسکے لیے بھی یہ اتنے ہی طویل تھے۔اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"ہار تو گیا ہوں مام۔۔۔ان سب کو جنھیں جیت سکتا تھا۔۔۔وہ سب گنوا دیا جو میرا مقدر تھا۔۔اب اس سے زیادہ اور کیا کروں میں اس دنیا کے لیے۔"

وہ خاموش ہو گئیں۔

وہ کیا جواب دیتیں اسکے الفاظ ہی ایسے لاجواب کر دینے والے تھے۔

www.novelsclubb.com

"سب ٹھیک ہو جائے گا تمہارے ڈیڈ ٹھیک ہو جائیں گے اور پھر ہم ایک خوش و خرم زندگی گزاریں گے۔"وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھیں۔

ابیہان نے ایک نظر ان پر ڈالی۔ پھر ایک لمحے کی دیر کئے بغیر سیڑھیاں چڑھ گیا

مانا سب بھلا دینا ناممکن نہیں۔لیکن اتنا آسان بھی نہیں۔

❄❄❄

کمرے میں آکر اس نے دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔وہی کمرا جس میں ابی رہا کرتا تھا۔وہ سیدھا کمرے میں بنی کھڑکی کی طرف گیا،پردہ ہٹایا ،گھٹن بڑھ رہی تھی،وہ سانس نہیں لے پارہا تھا۔کھڑکی کے پار اندھیرے میں ڈوبا لان صاف دیکھائی دے رہا تھا۔وہ بیڈ پر جاکر بیٹھ گیا۔

"ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی۔اب کی بار کتاب کھول دینی چاہئے۔وہیں جہاں پندرہ سال پہلے بند کی تھی۔"وہ کہتا ٹانگیں بیڈ سے، لٹکائے بیڈ پر دراز ہوگیا۔نظریں ایک نکتے پہ ساکت ہوئی۔حرکات روک دی گئیں۔

"زیمل۔۔۔۔"

لہجہ کسی تھکے، ہارے، شرمندہ بچے کا سا تھا، جو دوڑ جیتنے کا وعدہ کر کے گیا تھا، لیکن اپنا وعدہ پورا نہیں کر پایا۔

باہر ایک دم کوندتی بجلی سب پل بھر کو روشن کر دیا۔

"صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہیں گے نا۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے چھت کو گھورہا تھا۔

"پریاں آج بھی کچنار پر اترتی ہونگی نا؟۔۔ وہ منتظر ہونگی۔۔۔وہ انتظار میں ہونگی کہ کوئی انہیں کہانی سنائے۔ "کہتے کہتے وہ کروٹ کے بل لیٹ گیا اور پاس پڑا تکیہ سینے میں بھینچ لیا۔

"ان پندرہ سالوں میں بہت کچھ جمع ہوچکا ہے انھیں سنانے کو زیمل۔ بہت کچھ۔ "

تھکن بھری آنکھیں اب نیند میں ڈوب رہی تھیں۔باہر آسمان پر چھائے بادل قطرہ قطرہ پگھلنے لگے تھے بالکل اسکے دل کی طرح۔

صبح اسکی آنکھ کھلی تو ابھی ٹھیک سے دن نہیں نکلا تھا۔ناجانے اسکی آنکھ اتنی جلدی کیسے کھل گئی۔اٹھتے ہوئے اس نے غور کیا ،وہ جیسے اڑا ترچھا بیڈ پر لیٹا اتھا ابھی بھی ویسے ہی لیٹا ہوا تھا۔بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ کھڑا ہوا اور کمرے کی کھڑکی کی طرف گیا۔

صبح کے آثار نمودار ہونے شروع ہوچکے تھے۔اسکے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں لان ہی سامنے سڑک پر آگے پیچھے تین گاڑیاں داخل ہوئیں اسکے ماتھے پر بل نمودار ہوئے ۔اگلی اور پچھلی گاڑیوں میں سے گارڈز اترے اور درمیان والی گاڑی سے ڈرائیور کے علاوہ دو سپوت باہر نکلے۔ایک تو برہان پاشا تھے اور دوسرے اسکی اپنی ہی عمر کا ایک نوجوان تھا جوکہ فارمل ڈریس میں ملبوس تھا اور اب وہ برہان پاشا کو وہیل چیئر پر بیٹھا رہا تھا۔ابیہان نے اسکی شکل پر غور کرنا چاہا

۔۔۔وہ شکل۔۔۔۔وہ انجان تھی۔لیکن وہ کون تھا ؟اسے تجسس ہوا۔اب وہ نوجوان برہان پاشا کی وہیل چیئر گھسیٹتا اندر کی طرف چل دیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ابیہان کی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

ابیہان کھڑکی کا پردہ برابر کرتا اب واش روم کی طرف چل دیا۔پندر منٹ کے بعد وہ کمرے سے باہر آیا۔اسکا کسی کا سامنا کرنا کا کوئی ارادہ نہیں تھاوہ جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔مصروف سے انداز میں موبائل پر انگلیاں چلاتا وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر تا لاؤنج پار کر رہا تھا جب۔۔۔

"ارے ابیہان آپ!"وہ رک گیا۔

آواز انجان تھی ۔آواز دینے والا اب اپنی جگہ سے کھڑا ہوچکا تھا۔

"اسلام وعلیکم !میں ارسلان والی۔ "لہجہ اور الفاظ کچھ مختلف تھے۔عام لوگوں سے تھوڑا الگ۔ابیہان مڑا۔

"ارسلان والی۔ "دماغ میں اس نام کے ساتھ ہی ایک واقعہ ابھرا پھر ایک تجسس۔ابیہان نے سر تا پیر اُسکا جائزہ لیا۔وہ کھڑے کھڑے دو تین بار اپنے کندھوں کو جھٹک چکا تھا۔پاس ہی مسز برہان براجمان تھیں۔

"ارے ابیہان آؤ یہ ارسلان ہے ۔ خلیل والی کا بیٹا۔"

اور ابیہان جان چکا تھا کہ وہ وہی ارسلان والی ہے۔

"جی۔۔۔"ارسلان نے تابعداری سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ابیہان ابھی تک مجسمہ سوال بنا کھڑا تھا۔مسز برہان نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ سامنے میز پر رکھا اور بولیں۔

"تم تو تھے نہیں تو تمہارے باپ کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے ارسلان نے ہماری بہت مدد کی۔ہسپتال اور برہان کے سارے معاملات یہی دیکھ رہاہے۔آج تم سے ملانے کے لیے روک لیا ہے میں نے ۔ورنہ اسے آفس جانا تھا۔"

مسز برہان کی بات ختم ہونے کے بعد ارسلان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا ہم باہر بات کر سکتے ہیں؟ "ابیہان نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کہا۔

"ضرور۔"ارسلا ن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے آنٹی میں چلتا ہوں آپ برہان سر کو دیکھ لیجئے گا۔"پھر وہ کہتا ابیہان کے پیچھے لاؤنج سے نکل گیا۔اور گھر سے پھر وہ سیاہ کار تول کی سڑک پر نکل آئے۔

ابیہان کافی دیر بغیر کچھ کہے گلابی پھولوں کے درمیان بچھی سیاہ سڑک پر چلتا رہا ۔ارسلان اطراف کا جائزہ لیتا مسلسل مسکرارہا تھا۔پھر ابیہان سڑک کی ایک طرف دو درختوں کے درمیان بنے بینچ پر جاکر بیٹھ گیا ۔سڑک سے اتر کر کچی زمیں درختوں سے گرے

پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ارسلان بھی خاموشی سے ابیہان کے ساتھ بیٹھ گیا ۔

"کیا کرتے ہو آج کل ۔"ابیہان نے بات کا آغاز کیا۔

"جی ۔۔۔میں ۔۔۔جی میں ایکچویلی ڈیڈ کی فیکڑی سنبھالتا ہوں۔"وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

آخری بار جب ابیہان نے اسے دیکھا تھا تو وہ ایک ایب نارمل بچہ تھا۔لیکن آج وہ کافی حد تک نارمل ہے۔ پر پھر بھی وہ کچھ وقفے بعد کندھوں کو جھٹکا دیتا تھا اور ہاتھوں کو مسلسل حرکت دے رہا تھا۔

"جانتا ہوں آپ حیران ہیں۔ "اچانک وہ بولا ۔

ابیہان کو اسکی جانب سےاس بات کی توقع نہیں تھی۔

"ڈیڈ تو مجھے بچپن سے ہی کچھ خاص پسند نہیں کرتے تھے۔کیونکہ میں ان بچوں سے نہیں تھا جن پر انکے ماں باپ فخر کر سکیں۔"وہ سامنے سڑک پر دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

"لیکن انہوں نے مجھے عام بچوں کی طرح بنانے کی بہت کوشش کیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ میں آج اس دنیا کے ساتھ چل رہا ہوں۔"

"ہم م م م۔۔۔۔۔۔"ابیہان نے بس اتنا ہی کہا۔

"میں آپکی بہت عزت کرتا ہوں اور برہان سر کی بھی۔وہ بہت اچھے انسان ہیں۔"

اور ارسلان کی اس بات پر ابیہان نے ایک جھٹکے سے ارسلان کی جانب دیکھا۔

"کم از کم تمہیں تو برہان پاشا سے نفرت ہونی چاہیئے۔"ابیہان نے طنز کیا۔

ار سلان نے جواباً کندھے اچکائے۔

"سب جانتے ہوئے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا بچپن میں۔"

"وہ تو میرا ماضی تھا جو کہ گزر گیا۔ "

ارسلان نے مسکراتے ہوئےاتنا کہہ کر ابیہان کے سارے تجسس پر پانی پھیر دیا۔

"اور پھر آپ تو یہاں تھے نہیں تو میں یہ سب کر کے آپکے احسان کا بدلہ چکانا چاہتا تھا۔"

ابیہان جانتا تھا کہ وہ کس احسان کی بات کر رہا ہے۔

"میں جانتا ہوں ارسلان کدھر ہے۔"تکلیف کی انتہا تھی جب وہ چلاتے ہوئے بولا۔

وہ اپنے باپ سے غداری کر رہا تھا لیکن پچھلے دو دن سے ملنے والی اذیت نے اسکی سوچ بدل دی تھی۔

"کہاں ۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔"خلیل والی کا سیکڑی ابیہان کا جبڑا پکڑتے ہوئے بولا تھا۔اور پھر ابیہان کے بتانے پر اس نے ایک جھٹکے سے ابیہان کے جبڑے کر چھوڑا اور ابیہان فرش پر گرتا چلا گیا۔

"آپ نے واقعی مجھ پر بہت بڑا احسان کیا تھا۔"

ارسلان کی بات پر ابیہان حال میں واپس آیا۔

"لیکن تمہارے باپ نے پھر بھی مجھ پر رحم نہیں کیا۔ "ابیہان نے سرد لہجے میں کہا ۔

ارسلان مسکرایا۔

"انسانوں کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہوتا۔رحم کرنے والی ذات تو وہ ہے۔"ارسلان نے انگلی نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے پتا تھا کہ وہ آپ پر رحم ضرور کرے گا۔"

ابیہان نے عجیب نگاہوں سے ارسلان کو دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں کتنا یقین تھا، بلکل۔۔۔ بلکل زیمل کی طرح، بلکل لیانا کی طرح۔

ابیہان فوراً کھڑا ہوگیا۔اس پر رحم ہی تو کیا گیا تھا تبھی تو وہ آج زندہ تھا۔اسکے جسم نے ایک جھرجھری لی۔

ارسلان بھی کھڑا ہوگیا۔

"آپکو نہیں لگتا رحم اور سزا کے سارے معاملات اس ذات پر چھوڑتے ہوئے آپ کو بھی برہان سر کو معاف کر دینا چاہیے۔"وہ مسکراتا ہوئے بول رہا تھا۔پھراس نے ابیہان کا کندھ تھپتھپایا۔

"اب میں چلتا ہوں آفس سے لیٹ ہو رہی ہے۔ "کہتا ارسلان وہاں سے چلا گیا۔

ابیہان دو قدم پیچھے ہٹتا واپس بینچ پر بیٹھ گیا۔

" آپکو نہیں لگتا رحم اور سزا کے سارے معاملات اس ذات پر چھوڑتے ہوئے آپ کو برہان سر کو معاف کر دینا چاہیے۔"

بظاہر سب اتنا ہی آسان تھا جتنا دکھ رہا تھا لیکن اصل مشکل تو ان احساسات کو بر داشت کرنا تھا جو ایک جھکڑ کی صورت میں اسکے دماغ میں مسلسل چل رہے تھے۔

"نارسائی۔۔۔۔ مایوسی۔۔۔ہار۔۔ "کیا نہیں تھا۔

"اور قرض۔۔۔۔۔۔۔اسکا بھار تو اپنی جگہ الگ تھا۔

شاید صدیاں گزر جاتیں اور وہ وہیں بیٹھا رہتا کیونکہ وہاں وہ تھا جو پوری دنیا میں نہ تھا۔۔۔

وہاں سکون تھا۔

وہ کھڑا ہوا اور لکڑی کے فرش پر آہستہ آہستہ قدم رکھتا اندرونی برآمدے کی طرف چل دیا۔اندرونی برآمدے میں قد م رکھتے ہی اسے ایک دھچکا لگا۔وہ گھر کسی کھنڈر کی طرح ویران پڑا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا برآمدے کےایک طرف پڑے پیانو کی طرف گیا۔پیانو کی سیاہ شفاف سطح پر اب گرد کی کیا تہہ تھی۔پچھلے پندرہ سالوں کی گرد۔

ابیہان نے آہستگی سے پیانو کی سطح پر ہاتھ پھیرا جیسے وہ پیانو کی نیند خراب نا کرنا چاہتا ہو۔

"مجھے بھی بجانا نہیں آتا۔ ابو بجاتے تھے اس لیے مجھے بہت پسند تھا۔"الفاظ آج بھی اسکے گھر میں قید تھے۔

ابیہان نے ہاتھ ایک دم سے کھینچ لیا۔

"تم اسے بجا سکتے ہو۔"لہجے میں کس قدر شفقت اور مٹھاس تھی اور پھر وہ پل بھر کی دیر کیے بغیر پیانو کے سامنے پڑی مٹی سے اٹے بینچ پر بیٹھ گیا۔اس نے ایک کی پریس کی۔پورے گھر میں ایک سر گونجا تھا۔ابیہان نے پورے جسم میں ایک جھر جھر ی لی۔

"ہاں میں بجاسکتاہوں۔"وہ کہناچاہتاتھا۔اگروہ آج لوٹ آتیں تووہ آج بجانے سے انکارنہ کرتا۔

پھر اس نے دوسری کی دبائی پھر تیسری اور پھر آہستہ آہستہ اسکی انگلیاں ایک الگ ہی ربط میں ان کیزز پر چلنے لگیں۔

"میری بچپن کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے شکریہ ابی۔"

سروں کا رقص ایک دم رکا۔انگلیاں جہاں تھیں وہیں ساکت ہوگئیں۔

اور ان سروں پر رقص کرتی پریاں بھی ایک دم تھم گئ تھیں۔

اب باری ان جذبات کے رقص کی تھی جو اسکے دل ودماغ میں سر اٹھا رہے تھے۔

"سلام مام!"لیانا نے تھکے سے انداز میں گھر کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا ۔

عدارا خاتون کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

"مام۔۔!"لیانا نے پھر آواز لگائی۔

لیانا گھبراہٹ میں لاؤنج اور پھر کچن میں دیکھنے لگی۔

"مام!"

دوسری جانب سے بدستور خاموشی تھی۔لیانا اپنے کمرے کی طرف گئی۔اور کمرے کا دروازہ کھولتے ہی۔

"لیانا !"سامنے بیڈ کے پاس نیچے عدارا خاتون گھگھڑی سی بنی بیٹھی تھیں۔

"مام !"لیانا کو انکی حالت پر حیرت اور تشویش ہو رہی تھی۔

"لیانا۔۔!لیانا میری بچی۔۔۔ "عدارا خاتون کہتے کہتے رو پڑیں۔

"مام۔۔اوہ مائے گارڈ مام آپ روکیوں رہی ہیں پلیز مجھے بتائیں کیا ہوا ہے۔"لیانا فوراً انکے پاس نیچے بیٹھی ان سے سوال کرنے لگی۔

عدارا خاتون خوف سے ٹھنڈی پڑی تھیں۔

"مام۔۔۔یا خدایا۔۔۔اچھا مام آپ چپ تو کریں۔"لیانا نے عدارا خاتون کا سر سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

لیانا نے ایک نگاہ کمرے پر ڈالی۔کمرے کی حالت اتر بتر تھی۔اسے یاد آیا کہ کچن اور لاؤنج بھی بکھرا پڑ اتھا۔

"ابو ۔۔۔کیا ابو نے کیا ہے یہ سب ؟ "لیانا نے اچانک پوچھا۔

عدارا خاتون نے انکار میں سر ہلایا۔

"تو پھر۔۔۔۔ "اب تولیانا کی حیرت انتہا پر تھی۔

"اچھا مام آپ چپ تو کریں بعد میں بات کرتے ہیں تسلی سے۔"فی الحال وہ ہچکیوں کی زد میں عدارا خاتون کو حوصلہ دے رہی تھی۔

صبح اسکے اسٹور جانے کے بعد اچانک کچھ آدمی جن سے احمد شاہ نے قرض لے رکھا تھا، انکے گھر میں گھس آئے۔اور کہنے لگے کہ احمد شاہ نے انہیں گھر کی چابی دی ہے اور یہاں بھیجا ہے اور کہا ہے جو چاہیے لے لینا۔عدارا خاتون نے لاکھ انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ انکا تھوڑا سا زیور اور پیسے اور دوسرا قیمتی سامان لے گئے۔اور قرض کی رقم کے لیے دوبارہ آنے کی دھمکی دی تھی۔یہ سب پہلی دفعہ تھا اس لیے عدارا خاتون سخت ڈر چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آج شام میرے واپس آنے تک آپ اپنا ضروری سامان سمیٹ لیجئے گا۔"وہ ناشتے کی ٹیبل پر موجود عدارا خاتون سے مخاطب تھی۔

عدارا خاتون نے حیرت سے اسکی شکل دیکھی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو لیانا ۔ہم کونسا کہیں جارہے ہیں۔ "دل میں انجانا خوف پیدا ہو رہا تھا۔

"ہم جارہے ہیں یہ گھر چھوڑ کر اور آج شام ہی جارہے ہیں۔اب میں مزید یہ سب بر داشت نہیں کرسکتی۔"لیانا کی بھنویں کچھ کھنچی ہوئی تھیں۔غصہ تھا مگر وہ خود کو نارمل رکھے ہوئے تھی۔

"پر لیانا یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہم ایسے اپنا گھر چھوڑ کر کہاں۔۔۔۔۔۔"انکی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ۔

"میں کافی دنوں سے ایک جگہ گھر تلاش کر رہی تھی۔گھر مل گیا ہے ۔ ایک کمرے پر مشتمل چھوٹا سا گھر ہے۔گھر کی مالکن کو جانتی ہوں اس لیے کچھ رعایت بھی مل رہی ہے کرائے میں ۔پہلے سوچا تھا

رہنے دوں لیکن اب فیصلہ کر لیا ہے میں نے، کل کی رات یہاں کی ہماری آخری رات تھی۔آج ہم نئے گھر میں سوئیں گے۔"انداز حتمی تھا۔

عدارا خاتون بس اسکی شکل ہی دیکھتی رہ گئیں۔

"پر تمہارے باپ کو ۔۔۔"

"خبردار امی جو آپ نے ابو کو کچھ بتایا۔حتی کہ ہمارے نئے گھر کا ایڈریس بھی۔"لیانا کے لہجے میں اتنی تلخی کہاں سے اتر آئی تھی ۔عدارا خاتون خود حیران تھیں ۔

ناشتہ مکمل کرکے لیانا اٹھ چکی تھی۔پلیٹ اور کپ دھو کر سنک میں ہاتھ دھوتی اب ٹاول سے خشک کرتی اب پلٹی۔

"لیانا پھر بھی ایک دفعہ اپنے باپ سے پوچھ۔۔۔۔"

"امی آپ میری طرف دیکھیں ذرا"

اس نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"آپکی رات والی حالت جانتی ہیں،کیسے گزاری میں نے۔ہر ہر پل دل سینے سے باہر آرہا تھا۔ہر آہٹ پہ خوف آرہا تھا کہ وہ دوبارہ نا آجائیں۔"اسکی آواز بھیگ رہی تھی۔

"رحم کریں امی میری حالت پر اور پلیز شام تک پیکنگ کر لیجئے گا۔"اس سے پہلے کہ وہ رو پڑتی۔وہ پی کپ سر پر رکھتی باہر کی طرف دوڑ آئی۔

"لیانا۔۔۔وہ لیاناشاہ ہی تھی نا۔۔۔وہ جو ہر رات باپ سے ذلیل ہوکر اگلے دن اپنے باپ کے ساتھ بیٹھی ہوتی تھی۔وہ وہی لیانا شاہ تھی جو ہر مصیبت بلا کہ صبر اور تحمل سے بر داشت کرنا جانتی تھی۔وہ۔۔۔وہ وہی تھی نا۔"

www.novelsclubb.com

عدارا خاتون پر اگلا نوالہ حرام ہو چکا تھا۔

رات وہ گھر نہیں آیا تھا اس نے پہلے ہی ڈی کو ایس ایم ایس کر دیا تھا کہ آج رات اس میں گھر آنے کی بالکل بھی ہمت نہیں ۔آخر کو وہاں پر برہان پاشا تھے۔

وہ شخص جس سے ساری زندگی نا ملنے کی قسم کھا چکا تھا۔وہ جس سے نفرت میں ایک عرصہ خود کو جلاتا رہا تھا۔

قسم تو وہ پاکستان آکر توڑ چکا تھا۔ہمیشہ کی طرح خود سے کیا ایک اور عہد ختم ہو چکا تھا۔

وہ اتنا کمزور تھا کہ آج تک وہ کوئی عہد بھی پورا نا کر پایا تھا۔

یا شاید۔۔۔۔۔۔

شاید اندر کہیں چھپا ابی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

شاید وہ ابی نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان تکلیف دہ وعدوں پر قائم رہے۔

رات کا آخری پہر تھا ۔رات بھر وہ سڑکوں پر بے معنی یوں ہی پھرتا رہا تھا۔وہ کچھ سوچ نہیں رہا تھا۔کچھ بھی نہیں شاید اسے اپنی

ہی سوچوں سے خوف آنے لگا تھا۔ آج اسے پیچھے ہٹ جانے پر مائل کر نا چاہ رہی تھیں۔

جو اسکے ہتھیار ڈالنے پربضد دکھائی دیتی تھیں۔

"تو کیا میں نے اتنے برس اپنے باپ سے نفرت نہیں کی ۔ کیا بس میں خود کو دھوکہ دیتا رہا۔کیا میں خود سے منافقت کرتا رہا۔"حیرت انتہا کو تھی۔

حقیقت سے آہستہ آہستہ پردے سرکائے جارہے تھے۔تماشہ شروع ہونے والا تھا۔تماشائی دم سادھے اسی طرف نظریں جمائے بیٹھے تھے۔

سرکتے پردوں کو واپس کھینچا گیا۔

"نہیں ۔۔۔ایسا کچھ نہیں۔کوئی حقیقت نہیں ہے۔حقیقت ہے تو صرف یہ ہے کے وہ نفرت کرتا ہے۔سب سے۔۔۔سب سے۔"طوفان اپنے زور پر تھا۔

اسکے چلتے قدم ڈگمگائے تھے۔

پاس کھڑا شخص کبھی بھی اسکے ظاہری تاثر دیکھ کر نا سمجھ پاتا کہ وہاں اندر کیسا آلاؤ جل رہا ہے۔

ابیہان نے آنکھیں میچ لیں اور ایک لمبا سانس لیا۔

"پر سکون ۔۔۔وہ پر سکون ہے۔۔۔بالکل خاموش۔۔۔ "وہ ہمیشہ سے اپنے بھڑکتے خیالات کو یوں ہی چپ کرواتا تھا۔

لیکن یہ کیا۔خیالات اور بھڑک اٹھے تھے ۔شاید وہ بھول گیا تھا کہ وہ آکسفورڈ میں نہیں تھا۔وہ اسکردو میں تھا ۔وہ ابی اور زیمل کے اسکردو میں تھا۔وہ کچنار اور اسکی پریاں وہ سب۔۔۔وہ سب اسکے بہت قریب تھے۔

www.novelsclubb.com

اور اب کی بار یہ سب مل کر اس سے آخری فیصلہ کروانے پر بضد تھے۔وہ اچانک چلتے چلتے بھاگنے لگا۔جاگنگ کے انداز میں پھر کچھ رفتار بڑھ گئی۔و ہ کچھ اور تیز بھاگنے لگا۔اطراف میں ٹھہرا وقت جو

دم سادھے اسکے خیالات کی جنگ دیکھ رہا تھا۔ ایک دم گڑبڑا کر اسکے ساتھ بھاگنے لگا۔

"تم وہ نہیں تھے جو ظاہر کر تے رہے کہ تم ہو،ابیہان۔"

نا جانے وہ آوازیں کس سمت سے آرہی تھیں لیکن ابیہان صاف سن سکتا تھا۔گویا اسکے کان سے چپک کر بولا گیا ہو۔ وہ ان آوازوں کو بھی ان خیالات کے ساتھ پیچھے چھوڑ دینا چاہتا تھا۔

اسکی رفتار کچھ اور بڑھ گئی تھی۔قدم زمین سے لگتے ہی تھے کہ واپس ہوامیں بلند ہوجاتے۔

"تم نے اتنا عرصہ خود کو ایک ایسی سوچ کی قید میں رکھا جو حقیقت میں تمہاری تھی ہی نہیں۔"الفاظ کچھ اور بھی صاف ہوگئے تھے۔

بھاگتے بھاگتے وہ پسینے میں بھیگنے لگا تھا۔وہ گھر کی سمت نہیں بھا گ رہا تھا نا ہی زیمل کے گھر کی طرف ۔منزل کا تعین کیے بغیر وہ بس خالی اندھیرے میں ڈوبی سڑک پر بھاگ رہاتھا۔

"رک جاؤ ابیہان۔"

وہ جو اپنوں کی دہائیوں پر نہیں رکا تھا۔آوازیں اسکے قدم جکڑ رہی تھیں۔

"ٹھہر جاؤ ۔۔خاموش ہو جاؤ۔۔۔ابیہان رک جاؤ۔"قدم نا مانوس انداز میں مدھم پڑ رہے تھے۔

"یہ نفرت کی دوڑ بہت تھکا دینے والی ہے ۔تم تھک جاؤ گے ۔۔۔بکھر جاؤ گے ۔لیکن یہ ختم نہیں ہوں گی اور تم ہار جاؤ گے ۔ " دوڑنے کی چاہ مدھم پڑنے لگی تھی۔

"ٹھہر جاؤ ۔۔ٹھہر نے میں سکون ہے۔"

رکتے قدم سے بمشکل وہ چل ہی رہا تھا۔کپڑے پسینے میں بھیگ چکے تھے ۔اور رہی سہی کسر سر پر تنے بادل پوری کرنے والے تھے۔

"اور اب لوٹ جاؤ ۔پنچھیوں کے لیے لوٹ جانے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔وہاں جہاں سے وہ آئے ہیں۔وہاں جہاں انکا کوئی منتظر ہے۔"

قدم رک چکے تھے ابیہان نے چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔بارش کی پہلی بوند اسکے گال پر گری۔

ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا اسکے وجود سے ٹکرایا تھا۔پھر ایک دوسری بوند اسکی ناک پر گری پھر تیسری اور چوتھی اور پھر بوندوں کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا۔

وہ وہیں زمیں پر بیٹھ گیا تھا۔لوٹ جانے کا وقت آچکا تھا۔اسکے چہرے پر ایک عجیب مسکراہٹ ابھری تھی۔

"بس ۔۔۔۔۔اتنی سی بات تھی ۔جو وہ اتنے عرصے سے سمجھ نہیں پایا تھا۔"گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے آنکھیں بھینچ لیں۔

رات کا درمیانہ حصہ تھا جب وہ اور عدارا خاتون سامان نئے گھر میں سیٹ کرنے میں مصروف تھیں۔

آنے کے بعد دونوں کے درمیان ایک مرتبہ بھی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔عدارا خاتون مسلسل نوٹ کررہی تھیں کہ لیانا کچھ ڈسٹرب ہے۔شاید کچھ نہیں بہت ڈسٹرب تھی وہ۔

وہ لیانا شاہ تھی اسکا ڈسٹرب ہونا عدارا خاتون کے لیے پریشان کن تھا۔انہیں یقین تھا کہ وہ احمد شاہ کی حرکت پر ڈسٹرب نہیں ہے حقیقت کچھ اور ہے لیکن۔۔۔۔۔

لیکن وہ انتظار میں تھیں کہ کب وہ خود ان سے کہے گی۔و ہ سب جو اس کئی دنوں سے ڈسٹرب کیے ہوئے ہے۔

بارش کچھ تھمی ہوئی تھی جب وہ سڑک پر سست رفتار میں قدم اٹھاتے ایک متوسط علاقے میں داخل ہو رہا تھا۔اسکے قدم سست تھے مگر پر وقار تھے۔

وہ ٹوٹنے سے پہلے ہی سنبھل چکا تھا۔مزید کچھ اور کھونے سے پہلے وہ ،اس دوڑ کو چھوڑ دینا چاہتا تھا جس میں وہ بہت کچھ گنوا چکا تھا۔چلتے چلتے اسکے قدم ایک گلی میں مڑ گئے۔رفتار کچھ اور مدھم پڑگئی تھی۔چلتے چلتے اسکے قدم ایک دروازے کے سامنے جاکر رکے۔

"آفندی ہاؤس"

تختی آج بھی اپنی جگہ موجود تھی۔

اس نے ایک گہرا سانس کھینچااور پھر خارج کیا۔

کبھی وہ تختی اسکے قد کے برابر تھی۔اور آج وہ اس تختی سے کچھ یا شاید کافی اونچا تھا۔دروازہ اسکے قد کے عین برابر تھا۔

دروازے سے جھانکتی خوبانی کی ٹہنیاں گھنی ہوچکیں تھیں۔اور دروازے پر سے کچھ اور جھک رہی تھیں۔

۔

۔

بے شک ان ٹہنیوں میں چھپی ننھی پریاں حیرت اور خوشی سے چیختی چلاتی کسی جشن کے پیغام ایک دوسرے کو سنا رہی تھیں۔آخر کو باہر کون آیا تھا۔

باہر ابی آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے ٹیرس کی سیڑھیاں بہت مس کر رہی تھی۔ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے وہ اکلوتے کمرے(جو کہ دوسری منزل پر تھا) کے سامنے

چھوٹے سے ٹیرس پر کھڑی اداس سے سامنے سڑک کو تک رہی تھی۔

رات عجیب انجان تھی اس کے لیے۔

وہ اور اسکے دکھ تو پرانے ہی تھے ۔پر وہ ٹیرس اور سڑکیں،وہ گھر وہ لوگ سب نئے تھے۔

"لیانا"وہ عدارا خاتون تھیں۔

ہاتھ میں پکڑی چادر انھوں نے لیانا کے کندھوں پر ڈال دی ۔گرم دن کے باوجود وہ آکسفرڈ کی ایک سرد رات تھی۔

ظلم تو یہ ہے کہ آج اندر بھی بہت ٹھنڈ تھی ۔بہت زیادہ۔۔۔۔۔

لیانا نے چہرہ کچھ جھکا لیا۔آنسو واپس دھکیل دیئے گئے۔

عدارا خاتون واپس جانے کے بجائے اسکے ساتھ ٹیرس پر کھڑی ہو گئیں۔

"میں نے آپ سے پچھلے دنوں جتنی بھی بد تمیزی کی اُس کے لئے سوری مام۔"

"تمہیں پتا ہے کہ لیانا میں کس دن سے ڈرتی تھی۔"وہ اداسی سے گویا ہوئیں۔

"کس دن سے؟ "لیانا نے بمشکل خود کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

"جس دن تم حقیقت کا سامنا کرو گی، جس دن تم اِس دُنیا کا تلخ چہرا دیکھو گی۔"

لیانا کے پورے جسم نے ایک جھرجھری لی تھی۔آخر وہ ماں تھیں سب جانتی تھیں۔

لیانا نے عجیب نگاہوں سے عدارا خاتون کو دیکھا۔

"میں بہت مضبوط ہوں مام۔میں ہار نہیں سکتی۔ "اس نے بات کو ہوا میں اڑانا چاہا تھا۔

"انسان مضبوط رہتے رہتے تھک جاتا ہے۔لیانا لیکن اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تم خود کو ہارتا ہوا سمجھو۔"

سب کوشش ناکام ہو چکی تھیں۔لیانا نے چہرہ پھیر کر اپنے بہتے آنسو چھپانا چاہے۔آنکھوں سے ایک لاوہ تھا جو ابل رہا تھا۔

عدارا خاتون نے نرمی سے اسکے کندھوں کو سہلایا پھر اسکے ہاتھ سے کافی کا کپ پکڑ کر ایک طرف رکھا۔

"لیکن میں ہار گئی ہوں مام"آخر وہ بول ہی پڑی۔

"نہیں میری جان تم ہاری نہیں تھک گئی ہو۔"

"مام میں غلط تھی کہ آپ کی اچھائی کبھی آپ کے ساتھ برا نہیں کرتی۔میں واقعی غلط تھی۔میری ہر اچھائی نے مجھے توڑ دیا مام۔" آنسوؤں میں شدت آ چکی تھی۔

"کچھ وقت لگے گا میری جان لیکن ایک دن تمہاری اچھائی تمہاری طرف لوٹ آئے گی۔"

لیانا نے بھیگا چہرہ اٹھایا۔

"مام وہ چلا گیا۔۔۔"

"تم بھی تو یہی چاہتی تھی نا کہ وہ چلا جائے"۔عدارا خاتون اسکے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھیں۔

"مام اسے تو اپنا تائرسس مل جائے گا۔۔پر میں۔۔۔"

"تم تو جپسی تھی نا لیانا۔تم نے قدرت میں بہت سی خوشیاں اور سکون ڈھونڈنا تھا نا۔"

لیانا نے عدارا خاتون کی جانب دیکھا۔آنکھیں سرد تھیں ۔بالکل خاموش۔۔

"یاد رکھو تم ابیہان نہیں ہو۔۔۔تم لیانا ہو۔"

عدارا خاتون سے اسکی سرد آنکھیں دیکھی نا گئیں ۔وہ کہتی فوراً اندر چلی گئیں۔

لیانا نے ایک گہرا سانس لیا۔

How much more do I want

How much more nights do I have to stay up

Until I can see you?

Until I can meet you?

ضبط جواب دے رہا تھا۔

"وہ بھول جانا چاہتی تھی کہ وہ لیانا شاہ ہے ۔ "

اس نے ایک نگاہ آسمان پر ڈالی۔وہ ستاروں کو دیکھنے والی تھی۔وہ چیز جو کبھی انجان نہیں ہو سکتی تھی۔وہ وہی تھے جو ہمیشہ اسکے ساتھ اسکے غم سننے آئے تھے۔وہ انجان نہیں تھے۔پر اب وہ بھی دھندلا رہے تھے۔

سب کچھ دھندلا رہا تھا۔

دہائی کیسے لمحوں میں گزرتی ہے اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔آج وہ اس کتاب کو کھولنے آیا تھا۔اور اس کتاب کے کھلتے ہی اسے یوں لگا جیسے وہ زماں ومکاں کی قید سے آزاد ہو گیا ہو۔اسے لگا آج اس نے یہ چوکھٹ پار نا کی تو ۔۔۔۔۔تو شاید وہ یہاں سے واپس بھی نہیں جا پائے گا۔گلی میں قطار سے بنے گھروں کی بیرونی

دیواروں پر سے لٹکتی خوبانی اور آخروٹ کی پھولوں سے لدی ٹہنیاں،گلی کی پر سکون خاموشی اور وہ لکڑی کا دروازہ۔۔۔ہر چیز کی طلسم آج بھی ویسے ہی قائم تھا۔اس نے دروازے کے پٹ پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور وہ چررررر۔ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔ کتاب کھل چکی تھی ۔صفحہ بھی وہی تھا ،مناظر بھی وہی تھے۔پر آج۔۔آج اسے اس صفحے کو پلٹنا تھا،تاکہ اس کچے صحن میں تھما وقت آگے بڑھ سکے۔

سکتہ ٹوٹا اور وہ ایک دم سے کھڑا ہوا۔نظر گھر کے پچھلے دروازے تک گئی۔

www.novelsclubb.com

اس پار کوئی اسکا منتظر تھا۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا وہ دروازے تک گیا۔ایک عرصے سے بند کنڈی پر ہاتھ پھیرا۔کچھ دیر کی توسط کے بعد وہ کنڈی کھول رہا تھا۔دل کی دھڑکن کچھ غیر معمولی ہو رہی تھی۔

جیسے دروازہ کھلے گا اور آواز آئے گی۔

"ارے ابی آگئے۔آجاؤ دیکھو اس موسم میں کچنار خوبصورت دیکھائی دے رہا ہے ۔"

ابیہان نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔اور دونوں ہاتھوں سے دروازے کو دھکیل دیا۔

"اوکے مام خدا حافظ ۔پلیز آس پاس کے لوگوں سے ضرور ملیے گا۔اور ہاں۔۔۔ باقی کی سیٹنگ میں گھر آؤں گی تب ہم مل کر کریں گے۔"آج اسکا موڈ مختلف اور خوشگوار تھا۔ناشتہ کرتے کرتے وہ ہاتھ میں ہی ٹوست پکڑے کیپ سر پر لیتی،عدارا خاتون کو ہدایت کرتی باہر نکل گئی۔

برتن سمیٹی عدارا خاتون کے چہرے پر سکون اور اطمینان دوڑ گیا۔ آج وہ اسٹور کھولنے کے ٹائم سے کچھ دیر قبل نکل آئی تھی۔اسکے ایک ہاتھ میں دو ڈریم کیچر پکڑے تھے۔ایک گلابی رنگ کا اسکا اپنا ڈریم کیچر تھا جس کے ساتھ ڈائمنڈ جیسے موتیوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں اور دوسرا ہلکے نیلے رنگ کا ابیہان کاڈریم کیچر تھا۔جس کے ساتھ نیلے رنگ کے بڑے بڑے پر لٹک رہے تھے۔تیز تیز قدم اٹھاتی وہ خالی پلاٹ پر پہنچ چکی تھی۔پھر باڑ پھلانگتی وہ ایلم ٹری تک آئی اور پیروں کے بل کچھ اونچا ہو کر دونوں ڈریم کیچر ایک ٹہنی سے لٹکا دیئے پھر ہاتھ جھاڑتے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹ کر ڈریم کیچر کو دیکھا۔موتیوں کی لڑی پروں میں الجھتی رقص کرنے میں مصروف تھی۔لڑیوں کے آپس میں ٹکرانے سے سر فضا میں بکھر رہے تھے۔

وہ مسکرائی۔

وہ لیانا شاہ تھی وہ کبھی مایوس نہیں ہو سکتی تھی۔

دروازہ کھلتے ہی اندھیرے گھر میں بہت سی روشنی بکھر گئی تھی ۔عرصے سے سوئی گھر کی دیواریں آہستہ آہستہ جاگنے لگیں تھیں ۔روشنی کچھ مدھم پڑی تر سامنے کا کچھ منظر واضح ہوا۔

کچنار کا درخت وہیں موجود تھا۔بے شک اسے ہونا بھی چاہیے تھا۔بلکہ ہر چیز وہیں اپنی جگہ موجود تھی۔ درخت کے علاوہ باقی زمیں پر کافی لمبی گھاس اگ آئی تھی ۔

دیواروں کا رنگ کچھ بدل سا گیا تھا۔لیکن وہ بھی وہیں موجو د تھیں۔ اور اسکے بالکل سامنے زمین سے ڈھائی تین فٹ اونچے فرش پر زیمل ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔زیمل کی پشت ابیہان کی جانب

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔ہمیشہ کی طرح سر پر اسکارف باندھ کر مکمل پیچھے کو گرایا ہوا تھا۔قمیض کے بازو کہنی تک چڑھائے ہوئے تھے۔

پاس فرش پر ایک کیتلی اور بھاپ اڑاتا قہوہ کا کپ موجو د تھا۔ساتھ بڑی پلیٹ مین تین چار خوبانیاں خاموش پڑی تھیں۔

باب 12

The road not taken

www.novelsclubb.com

پاس فرش پر پڑی کیتلی اور بھاپ چھوڑتا قہوے کا کپ موجود تھا۔ساتھ پڑی پلیٹ میں تین چار خوبانیاں خاموش پڑی تھیں۔

وہ ابھی تک دروازے میں ہی ساکت کھڑا تھا۔زیمل نے گردن پیچھے کو موڑی اور مسکراتے ہوئے گویا ہوئی۔

"ارے آؤ ابی۔۔۔۔۔۔ "باقی تمام آوازیں تھم گئیں تھیں۔

"وہا ں کیوں کھڑے ہو دیکھو میں نے ابھی ابھی قہقوہ بنایا ہے اور خوبانیاں بھی بچا کر رکھیں ہیں ۔ "وہ ابھی تک مسکراتیں آنکھوں سے اسے دیکھ ہی تھی۔

ابیہان آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا باہر آیا ۔زیمل سے کچھ فاصلہ پرستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"بہت دیر سے آئے ہو تم۔ "وہ اب ایک خوبانی اٹھا کر کھانے لگی تھی۔

وہاں اس چہرے پر آج بھی بچوں جیسی معصومیت تھی۔

"پر میں یہاں بیٹھی رہی ابی،آخر کوئی تو ہونا چاہیے تھا نا ورنہ وہ پریاں چلی جاتیں۔ "زیمل کا لہجہ اداسی اور خوشی دونوں کے تاثر لیے ہوئے تھا۔

"تو پھر کیا وہ آئیں؟ "اسکا لہجہ،وہ کتنا شانت اور پر سکون تھا ۔ وہ اتنا آرام دہ دیکھائی دے رہا تھا۔ گویا وہ پچھلے دس سال کی تھکن اتارنے کا وقت ہو۔۔جیسے وہ اب تھک کر ستانے بیٹھا ہو ۔

"ہاں میں نے دیکھیں ۔بلکہ اب تو روز ہی دیکھتی ہوں۔اب وہ مجھ پر اعتبار کرتیں ہیں۔وہ کھل کر میرے سامنے آتیں ہیں۔ہم بہت سی باتیں کرتے ہیں۔"

ابیہا ن جواباً مسکرایا۔

"آخر آپ نے وہ پالیا جسکی آپ کو تلا ش تھی۔"کہہ کر اس نے آنکھیں بھینچیں پھر ایک دم کھولیں ۔سامنے کا منظر واضح تھا۔ فرش خالی تھا ۔اسکے اپنے علاوہ وہاں کوئی ذی روح موجود نا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک گہرا سانس خارج کیااور پھر آنکھیں موندھ کر سر ستون سے ٹکا دیا۔

آخر وہ ایک لمبے عرصے کی جنگ کے بعد تھکن اتارنے کا وقت تھا۔

گھر میں داخل ہوتے ہوئے اسکی نظر سامنے لان پر پڑی ۔ برہان پاشا اور انکی ویل چیئر گھسیٹتا ارسلان وہاں پہلے سے ہی موجو د تھے۔ابیہان کل والے ہی رف سے حلیہ میں تھا۔بال بکھرے ہوئے تھے۔

ارسلان کی نظر پڑتے ہی وہ وہاں سے جانے لگا تھا کہ۔

"ارے ابیہان آپ؟آئیں نا۔"وہ ارسلان تھا۔

ابیہان رُک گیا ۔سامنے اسکا باپ تھا۔وہی باپ جس سے ایک عرصہ نفرت کرتا رہا تھا۔آج وہاں کوئی خاص جذبات نہیں تھے۔اسے آج

برہان پاشا کی شکل سے نفرت نہیں ہو رہی تھی۔ پھر ناجانے کیا سوچ کر وہ مڑ گیا۔

اسکے قدم اب لان میں موجو د ان دو سپوت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

❄❄❄❄❄❄❄

"مارننگ ایلس۔"وہ لیانا تھی ۔

ایلس پہچان چکی تھی۔اسکی پشت پر وہی پہلے والی لیانا تھی۔بلا شبہ وہ پہلے والی لیانا نہ تھی لیکن وہ اس پہلے سے کئی بہتر والی لیانا شاہ تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہیئے ے ے۔۔۔۔۔بڑی۔بہت خوش ہو بھئی۔ "ایلس ہاتھ جھاڑتی مڑی۔

لیانا اب کاؤنٹر کے پیچھے جا چکی تھی۔

"یہ لو۔۔۔ "پھر اچانک کچھ یاد آنے پر لیانا نے جیب سے ایک پرچی نکال کر ایلس کی جانب بڑھائی۔

"میرے نئے گھر کا ایڈریس۔"وہ بدستور مسکرارہی تھی۔

"ویل ۔۔۔۔نیا گھر۔۔۔ہم م م ۔۔لیٹ می گیس۔۔۔"ایلس نے تھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔

"کیا بھئی میں اور مام اب نئے گھر میں شفٹ ہوگئے ہیں ۔اس میں حیرت والی کونسی بات ہے۔"لیانا کہتی اب کافی کی مشین کی طرف بڑھ گئی۔

"اوہ آئی سی۔یعنی آخر تم نے اپنے سو کالڈ ظالم باپ سے بغاوت کر ہی لی ناؤ آئی ایم پراؤڈ آف یو گرل۔"ایلس پرچی جیب میں اڑستی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"اچھا تم نے پروفیسر کر بتا دیا نیا ایڈریس۔ "ایلس لاپرواہی سے پاس پڑے بسکٹ کے پیکٹ کر کھولتے ہوئے بولی۔

اور وہاں ۔۔۔۔۔۔

لیانا کے چہرے پر کئی سائے لہرائے تھے۔کپ بھر چکا تھا۔وہ ہوش میں آئی۔

"نہیں۔"

"کیوں؟"

" ہم کچھ عرصہ ہائیڈ اینڈ سیک کھیل لیں گے۔کبھی کبھی انسان کو کھو جانا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کون کون اسے ڈھونڈ پاتا ہے۔ " کافی میز پر رکھ کر وہ یوں ہی کہنے لگی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اور کوئی سہی لیکن وہ تو کم از کم اب کبھی آنے والا نہیں تھی۔سو ڈھونڈنے کی زحمت کِسے کرنی تھی۔

"ہم م م ۔۔۔گرل از پلیینگ ہاں۔ "ایلس آنکھیں سکڑتے ہوئے بولی۔

اور پھر دونوں کے قہقے بلند ہوئے۔

"امید ہے کہ مجھے اب برہان سر کی طرف سے مزید پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"ابیہان کو وہیں آتے ہی ارسلان نے پوچھا تھا۔

"اوکے سر۔اوکے ابیہان۔۔۔دراصل ایک گھنٹے میں میری فلائٹ ہے مجھے جلد نکلنا ہے۔اچھا ٹائم گزاریئے گا۔بائے۔"ارسلان کہتا جانے کے لیے تیار،کوٹ پہننے لگا۔جاتے جاتے اسنے ابیہان کا کندھا تھپتھپایا۔اور مسکراتے ہوئے باہر کی جانب چلا دیا۔

ابیہان یک ٹک گھاس کر گھور رہا تھا۔ کچھ دیر وہاں عجیب خاموشی طاری رہی تھی برہان پاشا کی آواز نے سناٹا توڑ دیا۔

"ابیہان!"

"تم نے مجھے معاف کر دیا؟"

لہجے میں منت تھی یا امید تھی یا کچھ بھی۔ ابیہان اپنی جگہ سے ہلا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا برہان پاشا کی ویل چیئر کے پیچھے جا کھڑا ہو گیا اور کرسی کے دونوں ہینڈل ہاتھ میں پکڑے۔

(اسے آخر کو معاف ہی کرنا تھا)

اب وہ آہستہ آہستہ کرسی دھکیل رہا تھا۔

"تم لوٹ آئے ابیہان۔"لہجے میں خوشی تھی۔

(اسے لوٹنا ہی تھا)

وہ سن رہا تھا لیکن وہ کچھ بول نہیں رہا تھا۔چاروں اطراف کا جائزہ لیتی اسکی آنکھیں گہری سوچوں میں ڈوبی تھیں۔

کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا ان دس سالوں میں ۔ہاں بس اسکا قد کچھ بڑھ گیا تھا۔برہان پاشا کے لہجے کا غرور۔۔۔شاید وہ اب بھی ٹوٹ چکا تھا۔

اچانک سامنے سے مسز برہان آتیں دیکھائی دیں ۔انکے ساتھ ساتھ ملازمہ برہان پاشا کی دوائیاں اٹھائے لا رہی تھی۔

یوں اچانک سے ابیہان کو سامنے اور برہان پاشا کی کرسی کو دھکیلتے دیکھ کر وہ جہاں تھیں وہیں تھم گئیں۔

"کیا وہ واقعی ہی لوٹ آیا تھا؟"

یقین نہیں ہو رہا تھا مگر حقیقت سامنے کھڑی تھی۔مسز برہان کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"ہاں وہ واقعی ہی لوٹ آیا تھا۔"

وہ مسکرائیں اور پھر خوشی سے بھر پور قدم اٹھاتی ابیہان کی طرف بڑھیں۔

وہ کافی دیر سے پیانو کا لڈ اٹھائے اس میں ہوئی کوئی خرابی ٹھیک کرنے میں مصروف تھا ۔اسے پاکستان آئے مہینہ ہو چکا تھا۔

"کونسی موٹریں ٹھیک کر رہے ہو ۔ "اچانک ڈی کی آواز پر وہ چونکا۔ڈی اوپر سے جھانکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"ڈی یہ پیانو ہے ۔اس میں موٹریں نہیں ہوتیں ۔ "اس نے خفگی سے کہا ۔پھر ایک دم چونکتے ہوئے سیدھا ہوا۔

"آپکو یہاں کا پتہ۔۔ بلکہ ویٹ آپ یہاں کیسے آئے ؟"ابیہان نے خفگی سے پوچھا۔

"ارے بھئی تمہاری لوکیشن دیکھی تھی۔ "داور نے پیچھا چھڑانے والے انداز میں کہا۔

ابیہان نے گھرکا جائزہ لیتے ڈی کی پشت کوگھورا پھر موبائل اٹھا کر اپنی لوکیشن آف کی ،جویقیناًداورنےہی آن کی تھی۔

"فکر مت کریں کہیں بھاگ نہیں رہا ۔یہیں ہوں ۔"کہتا وہ واپس پیانو کی طرف متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ویسے یہ ہے کیا جگہ۔ "ڈی اب پچھلے صحن کی چوکھٹ میں کھڑے تھے۔

"گھر ہے، دِکھ نہیں رہا۔"جواب بھی لاجواب تھا۔

ڈی نے اسے گھورا۔

"وہ تو مجھے بھی دیکھائی دے رہا ہے ۔میرا مطلب تھا کس کا گھر ہے؟"

"ایک فرینڈ کا تھا ۔اب اس نے مجھے دے دیا۔"جواب دے کر بات ختم کی۔

"گھر کا آرکیٹیکٹ بڑا زبردست ہے ۔مجھے پسند آیا۔ "ڈی اب پورا گھر گھوم کر اس کے سامنے اسٹول پر بیٹھے بول رہے تھے۔

ابیہان نے ایک حتمی نگاہ ڈی پر ڈالی۔

"معاف کیجئے گا لیکن آپ یہاں رہنے کی خواب نا ہی دیکھیں تو اچھا ہوگا ۔ یہ میرا گھر ہے۔"

www.novelsclubb.com

ڈی نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

"پچھلے دس سال سے میرے ہی گھر میں رہ رہے تھے۔ پر خیر۔۔۔ میں تو ایسے ہی بول رہا تھا۔ یہاں کس نے رہنا ہے ۔میں تو چلا جاؤں گا کچھ دنوں میں واپس۔"وہ احسان جتانا کیسے بھول سکتے تھے۔

"کیوں اب کیوں جانا ہے آپکو؟ "ابیہان مصروف سے انداز میں بولا۔ ڈی نے آنکھیں سکڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تو کیا تمہیں نہیں جانا واپس،وہاں لیان۔۔۔۔ "داور کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ

"کام ہوگیا ہے ،چلیں ۔آج مام نے کہا تھا کہ اسپیشل لنچ ہے ۔کچھ لوگوں سے ملنا بھی ہے ۔جلدی گھر پہنچنا ہوگا۔"پیانو کا لڈ گراکر ہاتھ جھاڑتا وہ عجلت میں بولا۔

www.novelsclubb.com

اسکے پیچھے ڈی نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"لو بھئی اب دس سال اسے لیانا سے ملنے کے لیے مناؤ ۔ "اکتاہٹ سے کہتے وہ اب ابیہان کے پیچھے باہر آئے تھے۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد ابیہان چہل قدمی کی غرض سے باہر آیا تھا ۔لاکھ انکار کے باوجود ڈی زبر دستی اسکے ساتھ آگئے ۔پندرہ سال بعد واپس آنے پر یہاں سیٹ ہونے میں بھی ابھی اسے کچھ وقت لگنا تھا۔پر سکون ماحول میں وہ دونوں جھیل کے کنارے کنارے چل رہے تھے۔

گھر سے کچھ دور ڈھلان سے اتر کر ایک کچا رستہ شروع ہوتا تھا۔ جسکے ایک طرف چیری بلاسم کے مہکتے درخت اور دوسری طرف بہتی جھیل تھی۔ رات کے سناٹے میں جھیل کی شفاف سطح پر چاندنی رات کا پورا منظر من وعن منعکس ہو رہا تھا۔ چلتے چلتے ڈی ایک دم رکے۔

"ہیئے ابیہان مجھے بات کرنی ہے ۔"

ڈی کے کہنے پر اسکے قدم سست پڑگئے تھے لیکن وہ رکا نہیں ۔یقیناً یہ" ہاں "تھا۔

ڈی چل کر اسکے برابر آئے پھر برابر چلنے لگے ۔

"بھابھی تمہاری شادی کرنا چاہتی ہیں۔"بم پھوڑا گیا تھا۔

لیکن ابیہان لاپرواہ سا ،ویسے ہی خاموشی سے چلتا رہا ۔

"وہ چاہتی ہیں کہ سب تمہاری مرضی سے ہو۔ جیسا تم چاہو ۔جس لڑکی سے تم چاہو۔"ڈی کہہ رہے تھے ۔

اور دوسری جانب خاموشی ہنوز برقرار تھی۔

ڈی نے ایک دم جھلا کر اسے دیکھا۔

"کیا ہے بھئی میں کچھ پوچھ رہا ہوں ۔"

"ڈی میں یہاں کچھ دیر سکون سے واک کرنے کے لیے آیا ہوں۔ "

ابیہان کا اشارہ جھیل کی طرف تھا۔

"تو میں کونسا یہاں فل والیم ڈیک آن کرنے آیا ہوں ۔تم سے اکیلے میں بات کرنی تھی۔اسی لیے چلا آیا۔تب تو میں نے بھابی کو ہوں، ہاں سے ٹال دیا۔دراصل میں لیانا کا نام لینے سے پہلے تم سے پوچھنا چاہتا تھا۔"آخر ڈی مدعے پر آہی گئے تھے۔

ابیہان رکا پھر ہاتھ باندھتا ڈی کی طرف مڑا۔

"پتا ہے ڈی پچھلے پندرہ سال میں کیا ہوا ہے ۔ "جواب غیر متوقع تھا۔

ڈی نے کندھے اچکائے ۔ابیہان رخ موڑ کر واپس چلنے لگا۔

"میں نے کبھی اپنے زخموں کو مندمل کرنے کی کوشش نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ یہ زخم دوسروں پر برستے رہی ہیں۔

Just like, all unhealed Wounds bleed over those who Are not responsible for them.

جواب عجیب تھا ۔وہ ہاں تھا یا ناں ۔ ڈی بس یہی سمجھتے اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگے ۔

"مطلب تم کچھ وقت چاہتے ہو ،ہے نا۔"ایک دم ڈی کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے بولے۔

"شاید۔ "ابیہان نے اجنبی آواز میں کہا۔

"اور میں کس جواب کی امید رکھوں،ہاں یاناں۔ "

ابیہان خاموش رہا۔

"تم سے ویسے بھی کوئی امید رکھنا فضول ہے۔"ڈی چڑ کر بولے۔

www.novelsclubb.com

واپسی پر اس نے ڈی سے معذرت کرلی تھی کہ وہ گھر جانے کی بجائے زیمل والے گھر جائے گا۔ ڈی نے بھی خاموشی سے اسکی بات مان لی ۔اور گھر چلے گئے۔

وہ چلتا زیمل کے گھر کے سامنے موجود تھا۔دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔گھر مکمل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

ابیہان نے گھر کی بتیاں بند ہی رہنے دیں اور سیدھا پچھلے صحن کی طرف چلا گیا۔ پچھلے صحن میں بنے زمین سے کچھ فٹ اونچے لکڑی کے فرش پر بیٹھ گیا۔آتے ہوئے وہ ایک کینڈل اور کینڈل اسٹینڈ ساتھ لایا تھا۔ جسے اس نے پاس رکھ لیا تھا۔ پھر لائٹر سے اسے جلانے لگا۔

صحن میں پھیلی چاندنی پر آہستہ آہستہ پیلی مدھم روشنی غالب آرہی تھی۔

وہ پرسکون سا ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ہلکے ہلکے چلتے ہوا کے جھونکوں پر کچنار کی چھوٹی ٹہنیاں محو رقص تھیں۔اور بے شک اس میں چھپی پریاں بھی ۔

("کیا یہ کسی کے دکھ اور آپ بیتیاں سنتی ہیں؟"

"ہاں کچھ بھی۔")

ایک ریمائنڈر تھا۔ اسے یاد دلایا جارہا تھا۔

"کہاں سے شروع کروں ؟ "آواز نے صحن کی خاموشی توڑی۔

وہ یوں گویا ہوا تھا جیسے سامنے بیٹھے کسی جیتے جاگتے وجود سے مخاطب ہو۔

اچانک درخت کی اوٹ سے چاند جھلکنے لگا تھا۔وہ مسکرایا۔

وہاں تو سب ہی بے تاب تھے، اسے سننے کے لیے ۔آخر انہوں نے پورے پندرہ سال اپنے ابی کا انتظار کیا۔کہ بس ایک بار وہ آئے تو سہی ،وہ کچھ کہے تو سہی۔

"وہ کہتا تو سہی۔"

www.novelsclubb.com

"وہ کہتا تو سہی۔"

وہ اپنے بستر پر تکیے میں سر دیئے اوندھے منہ لیٹی تھی۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

"وہ ایک دفعہ مدد کے لیے کہتا تو سہی۔ "تکیے میں سے سر نکالتی وہ سیدھی چت لیٹ گئی۔اور چھت پر لگے پنکھے کو گھورنے لگی۔

"پر شاید اسے یوں ہی ٹھیک ہونا تھا۔بغیر کسی کی مدد کے ۔بغیر کسی کے سہارے کے۔"

"میں اسے کوئی جھوٹی امید نہیں دلانا چاہتا تھا۔میں،جو زیمل کے آخری الفاظ کا مان نہ رکھ سکا۔کیا میں اسکے لائق ہوں؟"وہ موم بتی کی تھر تھراتی لو کو تکتے ہوئے بول رہا تھا۔

"وہ ہنستی مسکراتی زیادہ اچھی لگتی ہے ۔اور میں تو بلا وجہ ہی سب کو دکھی کر دیتا ہوں۔"

"پتہ نہیں وہ وہاں جاکر بھی خوش ہوگا یا نہیں ۔"وہ آنکھیں جھپکاتی سو چ رہی تھی۔

"کیا وہ ایلم ٹری اور اینڈری اور ۔۔۔۔ اوپیرا۔۔۔کیا وہ سب بھول جائے گا۔"

غلطی سے بھی اس لسٹ میں " جپسی" نہیں بولا گیا۔

"وہ جپسی کو بھی بھول جائے گا۔"یہ الفاظ ہی ہولناک تھے۔

www.novelsclubb.com

"خوف زدہ ۔۔۔ہاں میں خوف زدہ ہوں۔۔۔۔مجھے ڈر ہے کہ میں اسکی مسکراہٹ نہ چھین لوں۔"وہ فرش کو کھرچتا مگن سا کہے جا رہا تھا۔

"وہ ماضی میں رہنے والوں میں سے نہیں ہے۔وہ مجھ پر Give up کردے گی اور خوش رہے گئی۔"

وہ کسے بہلا رہا تھا خود کو ۔۔۔یا کچنار کی پریوں کو خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"آرنلڈ اور تائرسس کبھی جیسی کو نہیں بھولے۔"۔سوچ تھی اور اندر کہیں سکون سا اترا تھا۔

اسکی بوجھل ہوتی آنکھیں اب بند ہونے لگیں تھیں۔

دماغ مزید کوئی خوفناک خیال آنے سے پہلے اس خوبصورت سوچ پر اسے سلا دینا چاہتا تھا۔

اب کی بار آنکھیں جھپکیں تو جھپکی ہی رہ گئیں۔

وہ گہری نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

"پر میں تو ماضی میں رہنے والوں میں سے ہوں کیا میں اس پر give up کر پاؤں گا۔"

سوچتے سوچتے وہ چہرہ جھکا گیا۔

اور وہاں کچنار کی اوٹ میں چھپی پریاں جانتی تھیں کہ چہرہ کب جھکایا جاتا ہے۔

"جب نظریں چرائی جاتی ہیں ۔"

"اور نظریں کب چرائی جاتی ہیں ؟"

دور کہیں فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں جب اسکی آنکھ کھلی۔ وہ رات وہیں چوکھٹ پر بیٹھے بیٹھے سوگیا تھا ۔ آنکھ کھلتے ہی اسے احساس ہوا کہ جیسے کوئی اسکے قریب سے ایک دم بھاگا ہو۔ وہ چوکھٹ سے ٹیک چھوڑتا سیدھا ہوا۔

اسکا وہم تھا ویسے بھی وہ ابھی آدھی نیند میں ہی تھا۔ آنکھیں مسلتا وہ کھڑا ہوا اور اندر چلا گیا۔

وہاں چوکھٹ کے قریب پڑی موم بتی پگھل چکی تھی ۔ناجانے رات کے کس پہر وہ بجھ گئی تھی ۔

رات بھر وہ بہت کچھ بڑبڑاتا رہا تھا ۔

اور کیا بڑبڑ اتا رہا تھا وہ سن چکی تھیں۔وہ وہی تو سنتی رہی تھیں ۔بہت غور سے، تجسس اور شوق سے اسکے نیند میں ڈوبے وجود کے گرد گھیرا ڈالے ۔وہ ساری رات اسے سنتی رہی تھیں ۔

کون؟

ارے وہی ننھی پریاں جو اسکے جاگتے ہی بھاگ کر درخت کی اوٹ میں ہوگئی تھیں۔

صبح صبح میں وہ کافی حد تک گھر صاف کر چکا تھا۔کم از کم اتنا تو کہ وہاں ایک انسان رہ سکے ۔ ہاتھ جھاڑتا وہ کچن سے نکل رہا تھا جب دروازے پر کھٹکا ہوا۔وہ سیدھا دروازے کی طرف آیا۔ دروازہ کھولا ۔ سامنے ڈی تھے۔ ہاتھ میں گروسری اور دوسرے ضروری سامان کے شاپر پکڑے وہ اندر آگئے ۔

ڈی نے بھی احسان کیا تھا جو صبح اسے ٹیکسٹ کردیا تھا کہ وہ شہر کی طرف جارہے ہیں اگر اسکا اسی گھر میں رہنے کا ارادہ ہے تو کیا اسکے لیے ضروری سامان لے آئیں۔اور ابیہان کے ہاں کہنے پر وہ لے آئے تھے۔

ابیہان نے ڈی کے ہاتھ سے سامان پکڑا اور کچن میں رکھنے لگا۔

"بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو ہی لے آؤ۔"

وہ ڈی تھے۔ کمر سیدھی کرتے وہ میز کے قریب ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔

ابیہان نے ذرا سر باہر کو نکالا۔

"آپکو دعوت کس نے دی ہے ۔کام ہوگیا بس اب جائیں۔"

اُف یہ بے مروت انسان۔

"شرم کرو اتنی صبح صبح سامان لاکر دیا ہے ۔احسان فراموش۔"

ڈی اور آرام سے کرسی پر بیٹھ گئے۔کھائے بغیر تو وہ بھی ہلنے والے نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

پندرہ بیس منٹ بعد ابیہان نے بریڈ اور فرائی انڈہ لا کر ڈی کے آگے رکھا اور خود جوس کا گلاس پکڑے پچھلے صحن کی طرف آگیا۔دروازہ کھول کر وہیں چوکھٹ میں کھڑا ہوگیا۔

"واپسی کا کوئی ارادہ ہے تو بتا دو۔"

ایک تو ڈی کے دو منٹ بولے بغیر نہیں گزرتے ۔

"نہیں۔"

ڈی کے کھانے پر ڈٹے ہاتھ رکے۔

"نہیں؟"

زور دیتے وہ بولے۔

"یار ایک دفعہ تو لیانا کے بارے میں سنجیدگی سے سوچو۔"ڈی سنجیدہ ہوگئے۔

جواب پھر ندارد۔۔۔اب وہ کیا بتاتا کہ،لیانا کے بارے میں سوچنا تو دور کی بات،اسکے نام سے ہی وہ شرم سے پانی پانی سا ہو جاتا ہے۔

"اُف ف ف ف۔میری تو بھوک ہی مرگئی ہے۔"ڈی غصے سے کرسی دھکیلتے کھڑے ہوئے۔

ویسے سامنے بمشکل بریڈ کا ایک نوالہ ہی پڑا تھا ۔وہ چھوڑ کر بھی کوئی خاص احسان نہیں کیا تھا ۔

وہاں جوس کا گلاس منہ سے لگائے ابیہان کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں لیانا۔"

وہ ایلس تھی جو ابھی ابھی اسٹور میں داخل ہوئی تھی ۔

لیانا جوکہ میزوں پر کپڑا مار رہی تھی ایک دم چونکی۔

"اوہ ایلس آگئیں تم۔"

ایلس کا لیانا کا اس کیفے شاپ میں دوسرا دن تھا ۔گھر بدلنے کی وجہ سے لیانا کو جاب پر جانے میں دشواری ہوتی تھی۔ پرانا اسٹور نئے گھر

سے کافی فاصلے پر تھا۔پھر ایلس نے بھی اسکے ساتھ ہی نوکری بدل لی۔

"خیریت کیا ہوا ؟لگتا ہے آج ناشتے میں صرف کڑوی کافی ہی ملی ہے۔"لیانا کہتی ہنس دی۔

"لیانا میں سیریس ہوں ۔اب تم ڈبل ڈیوٹی کرو گی؟مطلب بارہ کی بجائے چوبیس گھنٹے کام۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ دودن میں بیمار ہوجاؤ گی۔"

ایلس مسلسل بولتی اسکے سرپر آچکی تھی ۔آخری میز جھاڑ کر لیانا سیدھی ہوئی۔

"کچھ نہیں ہوگا مجھے۔"پھر ایلس کو جواب دے کر کاؤنٹر کی طرف چلی گئی۔ چونکہ صبح کا وقت تھا سو ابھی کوئی کسٹمر نہیں آئے تھے۔

"تو یار تمہیں ضرورت ہی کیا ہے اتنی محنت کرنے کی بلکہ ایک منٹ۔۔۔ کیا نئے گھر کا کرایہ زیادہ ہے ؟"

ایلس بھی اسکے پیچھے پیچھے کاؤنٹر تک آئی۔

"نہیں سب کچھ ٹھیک ہے ایلس میری جان،مجھے بس کچھ ایکسٹرا پیسے اکٹھے کرنے ہیں۔"

لیانانے ایلس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

ایلس حیرت سے بولی پھر ایک دم چلائی۔

"اوہ گاڈ کیا تم شادی کررہی ہو؟اف کون ہے؟کہاں سے ہے؟تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں"

اور ایلس کے اتنے مہان تکے پر لیانا نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"تم اندازہ لگانے کو رہنے دو ایلس۔"

www.novelsclubb.com

ایلس کا چہرہ بجھ گیا۔وہ کاؤنٹر کی دوسری طرف جاکر سامان سیٹ کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے نا بتاؤ ۔پر مجھے اچھا نہیں لگا،بھلا تم اتنا کام کرو گی تو آرام کب کرو گی۔"

"تھرس ڈے کو آف ہوتا ہے ۔"لیانا نے یاددہانی کرائی۔

"وہ صرف ہاف ڈے۔ "ایلس نے بھی یار کرایا۔

"میرے لیے وہ ہی کافی ہےاور کام کے دوران بھی آرام کا موقع مل جاتا ہے۔"لیانا ہنستی دکان میں داخل ہوتے کسٹمر کے لیے چیئر سیدھی کرنے لگی۔

ایلس بس جواباً بڑبڑاتی ہی رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

آج ایزاے ٹیچر ابیہان کا اسکول میں پہلا دن تھا ۔ یہ وہی اسکول تھا جہاں وہ پہلی دفعہ زیمل سے ملا تھا ۔اسکا برہان پاشا کے ساتھ کسی

کام میں حصہ لینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا ۔ سب جانتے تھے تو کسی نے اسے کچھ نہیں کہا تھا بس اسکی ٹیچنگ پر اعتراض کیا گیا تھا ۔ ویسے بھی وہ گھر آتا ہی کب تھا ۔ وہ مستقل زیمل کے گھر میں ہی رہنے لگا تھا ۔ہاں جب کبھی مسز برہان بلاتیں تو چلا جاتا ۔ پرنسپل اسے تمام اسٹاف سے متعارف کروا چکے تھے۔پچھلی انگلش کی ٹیچر کی غیر موجودگی میں اب وہ وہاں پڑھانے والا تھا ۔

"گڈ مارننگ سر۔"

اسکے کلاس میں داخل ہوتے ہی آٹھویں جماعت کے بچوں کی آواز بیک وقت ابھری تھی۔

"سٹ ڈاؤن ایوری ون۔"

تمام بچوں نے اپنی نشت سنبھالی۔

ابیہان نے ایک بھر پور مسکراہٹ بھری نگاہ پوری جماعت پر ڈالی۔پھر میز پر پڑی کتاب کی طرف متوجہ ہوا۔ کھول کر بلند آواز مطلوبہ صفحہ پڑھنے لگا۔

تمام کلاس خاموشی سے اپنی اپنی کتابوں پر جھک گئی۔

❄❄❄❄❄

شام اترنے میں بس کچھ ہی وقت باقی تھا ۔ لیانا بڑاسا ٹریش بِن (کچرا کا ڈبہ)دھکیلتی کیفے کے پچھلے دروازے سے باہر آئی۔کیفے کا پچھلا دروازہ ایک تنگ تاریک گلی میں کھلتا تھا ۔جہاں عموماً کچرا پھینکا جاتا تھا ۔لیانا نے کچرا دان ایک طرف دیوار سے لگا دیا ۔

رات جب سب شاپس بند ہوجاتی ہیں پھر کچرے کے بڑے بڑے ٹرک ان کچرے کے ڈبوں کو خالی کر دیتے ہیں اور صبح وہ

خالی پڑے ملتے جنہیں پھر واپس کچرا بھرنے کے لیے لیانا واپس اندر لے جاتی تھی ۔

ٹریش بن دیوار سے لگا کر لیانا واپس پلٹی تھی جب اسکا فون رنگ ہوا ۔ لیانا نے وہیں رک کر فون چیک کیا۔اسکرین پر اپکمنک کال دیکھائی دے رہی تھی ۔

لیانا مدھم سا مسکرا دی ۔وہ ڈی تھے۔

لیانا نے فون آن کرکے کان کو لگایا۔

"ہائے ڈی۔"

"ہیئے ےے۔کیسی ہے ہماری لیانا ۔ "ڈی بلند آواز میں بولے لیانا ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

"میں ویسی ہی ہوں ۔جیسی تھی ۔بہار کا انتظار کرنے والی ۔"

(کہا تو گیا لیکن حقیقیت میں وہ بھی بہار سے خوف زدہ رہنے والوں میں شامل ہوتی جارہی تھی ۔)

"آپ کیسے ہیں ڈی ؟"

"ہوہ۔۔۔۔۔میرا تو مت پوچھو ۔یہاں آکر تو میں اور بھی رفتار سے بوڑھا ہو رہا ہوں ۔"

لیانا ہنس دی۔

انہیں پاکستان گئے ایک مہینہ ہوچکا تھا ۔

"پوچھو گی نہیں میں واپس کب آؤں گا؟"

لیانا جیسے جاگی ۔

"آپ لوگ واپس آرہے ہیں ؟"وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔

"ہم نہیں صرف میں ،ابیہان تو۔۔۔۔"

وہ کہتے کہتے ایک دم رکے تھے ۔اوہ نہیں انہیں یہ ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا اتنا اسٹریٹ نہیں ۔

وہاں لیانا کے چہرے پر پل بھر میں کئی سائے آئے اور گزر گئے۔ہنسی تھم گئی تھی ۔

"اوہ اچھا ۔"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی ۔

"وہ دراصل لیانا ۔ مجھے تم سے کچھ کہنا تھا ۔"

"جی کہیے میں سن رہی ہوں ۔"

وہ خود کو واپس کمپوز کر چکی تھی ۔

"وہ دراصل میں چاہتا تھا کہ۔۔۔۔۔۔"

وہ اسٹاف روم میں موجود تھا۔یہ اسکول کا بریک ٹائم تھا ۔تمام ٹیچرز اسٹاف روم میں بیٹھے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے ۔ ابیہان سامنے رکھے بنڈل سے ایک ایک پیپر نکالتا چیک کر رہا تھا ۔ آج اس نے بچوں سے نظم کی سمری اپنے الفاظ میں لکھنے کا

کہا تھا اور اب وہی چیک کر رہا تھا ۔ساتھ ساتھ پاس پڑے کافی کے مگ سے ایک ایک سپ لیتا جاتا۔اسی سب میں مصروف وہ ایک پرچے پر رکا۔

"The road not taken" by Robert frost.

باقی پرچوں کی طرح وہاں بھی سب سے اوپر نظم اور شاعر کا نام درج تھا ۔

وہ ایک بہت عام سی اور رابرٹ فراسٹ کی بہت مشہور نظم تھی ۔ جس میں رابرٹ فراسٹ نے اپنی ایک صبح کا ذ کر کیا ہے جس میں ایک دن وہ ایک جنگل میں موجود ہیں ۔ اور اچانک انکا راستہ دو راستوں میں بٹ جاتا ہے۔اور پھر شاعر کو ان دونوں میں سے کوئی ایک راستہ منتخب کرنا ہوتا ہے ۔ لیکن اسکے برعکس رابرٹ فراسٹ دونوں راستوں پر سفر کرنا چاہتے ہیں ۔لیکن اصولا وہ ایسا

نہیں کر سکتے کیونکہ ایک وقت میں ایک ہی راستہ منتخب کیا جا سکتا ہے۔

آخری اسٹینزاز میں شاعر اپنی مستقبل کی سوچ کی منظر کشی کرتے ہیں کہ جب انہیں سخت پچھتاوہ ہوگا کہ انہوں نے دوسرا راستہ منتخب کیوں نہیں کیا۔حقیقیت میں وہ جونسا راستہ منتخب کرتے انہیں دوسرے راستے کے لیے پچھتا وا ہی رہتا کیونکہ دوسرا راستہ کیسا تھا وہ اس سے بے خبر تھے۔

تمام بچوں نے اپنی سمری میں یہی لکھا تھا۔لیکن جس بچے کی سمری پر ابیہان رکا تھا۔اسکے الفاظ۔۔۔وہ قدرے مختلف تھے۔ابیہان نے وہ پرچہ الگ کر لیا اور تہہ کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں اڑس لیا۔ بریک کا وقت ختم ہونے والا تھا سو وہ جلدی جلدی باقی پرچے چیک کرنے لگا۔

تقریبا آدھی رات کا وقت تھا ۔ اور نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ کب سے بیڈ پر بس ادھر ادھر کروٹیں بدلنے میں مصروف تھی۔ڈی کی باتیں ابھی تک اسکے دماغ میں چل رہی تھیں ۔

"وہ دراصل لیانا مجھے تم سے کچھ کہنا تھا ۔"

"جی کہیے میں سن رہی ہوں ۔"

"وہ دراصل میں چاہتا تھا کہ تم ۔"

ڈی ذرا ٹھہرے۔

"جی۔"

"میں چاہتا تھا کہ تم پاکستان آؤ۔"ڈی نے جلدی سے کہا ۔

اوہ جنہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ آئندہ لیانا کو کسی معاملے میں نہیں گھسیٹیں گے۔وہ ایک دفعہ پھر اسے گھسیٹ رہے تھے۔

لیانا کے پاس جواب دینے کو کوئی الفاظ نہیں تھے۔

دونوں کے درمیان ایک لمبی خاموشی در آئی۔

"میں پاکستان آنا چاہتی ہوں ڈی پر۔"

لیانا نے خاموشی توڑی۔

"میں آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتی ۔نا ہی میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھ سے کو ئی توقع باندھیں ۔"

لیانا نے ایک گہرا سانس لیا۔

(میں مزید ٹوٹنے نہیں چاہتی ۔)دل میں سوچا گیا۔پر ادا ہوتے ہوتے الفاظ بدل گئے۔

"میں مزید اب لوگوں کی توقعات پر پورا نہیں اتر پاتی۔"

وہ دل کے الفاظ پر ضبط کر گئی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں لیانا ۔پر دیکھو میں کتنا سنگدل ہوں ۔ابھی تو اگلی بات میں نے کہی ہی نہیں ۔"

ڈی نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم ابیہان کے لیے انتظار کرلو۔ دیکھو میں کتنا برا ہوں ۔کتنی ڈھٹائی سے میں تم سے یہ ڈیمانڈ کر رہا ہوں ۔"

ڈی بول رہے تھے ۔لیانا بس خاموشی سے سنے گئی۔

کیا وہ کہہ دے کہ وہ نا بھی کہیں تب بھی وہ خود پر ابیہان کا انتظار فرض کر چکی تھی ۔

ڈی خاموش ہوگئے ۔ اب وہ لیانا کے جواب کے منتظر تھے۔

لیانا نے کوئی جواب دیئے بغیر ہی کال کاٹ دی۔

ڈی حیرت سے فون کی اسکرین تکتے رہ گئے۔

وہ بدل گئی تھی ۔

ڈی نے فون جیب میں ڈالا۔

اتنا تو بدلنا اسکا حق تھا ۔

لیانا نے پھر کروٹ بدلی۔

Two roads diverged in a yellow wood

WWW.NOVELSCLUBB.COM

And sorry i could not travel both
And be one traveler, long i stood
And looked down one as far as i could
To where it bent in the under growth

ہمیشہ کی طرح یہ وہی وقت تھا جب وقت اور زندگی دونوں دم سادھے صرف آپکے فیصلے کا انتظار کرتے ہیں ۔آیا آپ کونسا راستہ چنتے ہیں ۔اور ظلم تو یہ ہے کہ آپ دونوں راستے چننا چاہتے ہیں لیکن ایک وقت میں یہ ممکن نہیں ۔اور انسان ایک ہی وقت میں جیتا ہے۔

وہ دونوں راستے جانتی تھی ۔انتظار یا موو آن،وہ دونوں ہی راستے اپنانا چاہتی تھی ۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ انتظار کرنے پر پچھتائے گی یا نا کرنے پر،

حقیقیت میں شاید وہ دونوں ہی صورتوں میں پچھتانے والی تھی ۔
یہ صرف اسکا گمان تھا کیونکہ وہ مستقبل نہیں دیکھ سکتی تھی ۔

www.novelsclubb.com

اس نے تکیہ کھینچ کر سر تکیے کے نیچے دیا۔

"انتظار۔"

کیا وہ یہ راستہ چن لے؟

کیا اسے پچھتاوا ہوگا؟

وقت اور زندگی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے کندھے اچکائے۔ البتہ قسمت سب جانتی تھی ۔ پر ایسے موقع پر وہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی ۔

ابیہان سب بچوں کے پرچے لوٹا چکا تھا۔ وہاں تیسری قطار کے آخری بینچ پر کھڑکی کے ساتھ بیٹھے اسٹوڈنٹ کا پرچہ ابیہان کی کتاب میں پڑا تھا ۔پرچے بانٹ کر اب وہ کتاب میں مطلوبہ صفحہ تلاش رہا تھا ۔ ایک اچٹتی سی نگاہ اس سولہ سترہ لڑکے پر ڈالی

۔جسے بلکل پرواہ نہیں تھی کہ اسکا پرچہ کیوں نہیں لوٹایا گیا ۔

اور مزید یہ کہ وہ کلاس سے لاپرواہ کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا ۔

"اٹینشن کلاس۔"

ابیہان میز کی اگلی طرف آیا ۔سب اسٹوڈنٹس متوجہ ہوئے ۔آخری بینچ پر بیٹا وہ اسٹوڈنٹ بھی سیدھا ہوا۔

"The road not taken "

ابیہان نے نظم پڑھنا شروع کی ۔

سب اسٹوڈنٹس اسکی طرف متوجہ تھے سوائے اس آخری اسٹوڈنٹ کے۔

www.novelsclubb.com

I shall be telling this with s sigh

Somewhere ages and ages hence

Two roads diverged in a word , and I

I look the less travelled by

And that has made all the difference

آخری بند پڑھتے ہوئے ابیہان نے کتاب میں انگلی دیتے ہوئے کتاب بند کی۔ نظر اس پر گئی۔ اور وہ بچہ باہر ہی جھانک رہا تھا ۔ ابیہان کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

وہ ایک انٹلیکچوؤل تھا ۔ ابیہان کو اس میں اپنا بچپن صاف دیکھائی دے رہا تھا۔

("And don't call me abhi again ,i am not a crying baby who needs a nick name")

اس نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا ۔اوراپنا لیکچر جاری رکھا۔

بریک ٹائم میں وہ آفس جانے کی بجائے پلے گراؤنڈ کی طرف آگیا تھا ۔اسکردو پر آج صبح سے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے ۔۔۔۔نہیں معلوم کسی بھی وقت برس پڑتے۔ بچے خوشگوار موسم کو کھل کر انجوائے کر رہے تھے۔

ابیہان نے گراؤنڈ میں نگاہ دوڑائی۔وہاں ایک طرف سیڑھیوں پر وہ سولہ سالہ لڑکا کسی موٹی سی کتاب میں غرق بیٹھا تھا۔اپنا کافی کا مگ تھامے ابیہان اسکے برابر میں آکر بیٹھ گیا۔

بچے نے سر نہیں اٹھایا۔شاید وہ کتاب میں کچھ زیادہ ہی مگن تھا ۔یا شاید وہ ابیہان کو اگنور کر رہا تھا ۔

"تم نے جو سمری لکھی ،وہ تم نے کہاں سے پڑھی تھی۔"

ابیہان سامنے گراؤنڈ میں کھیلتے بچوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

بچے نے ایک دم سر اٹھایا۔چہرے کو ہلکا سا موڑ کر ابیہان کو دیکھا ۔کچھ لمحے خاموشی سے سرکے۔

"میں نے وہ کہیں سے پڑھی نہیں ہے۔وہ میرے لیے ایک نارمل سی بات تھی جو میں نے زندگی سے سیکھی ہے۔"

"اوہ آئی سی۔"

ابیہان نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا ۔

"تو پھر تم نے کونسا راستہ چنا۔"

ابیہان نے ایک دم سوال کیا ۔بچے کی دلچسپی کتاب میں ختم ہو چکی تھی لیکن پھر بھی وہ زبر دستی صفحے پلٹ رہا تھا ۔

"میں نے وہ راستہ چنا جس پر سے بہت کم لوگ گزرتے ہیں ۔"

"رابرٹ فراسٹ بھی وہی راستہ چننا چاہتا تھا جس پر سے بہت کم لوگ گزرتے ہوں۔"

ابیہان بولا ۔بچے نے اب کے پورا چہرہ گھما کر ابیہان کی طرف دیکھا ۔۔پھر گویا ہوا ۔

"مجھے بھی رابرٹ فراسٹ کی طرح لگا تھا کہ شاید مختلف چننا بہترہے ۔میں نے بھی عام لوگوں سے مختلف فیصلہ کیا لیکن۔"

"لیکن؟"

"لیکن مختلف صرف مختلف ہوتا ہے ۔اس بات کی کوئی گیرنٹی نہیں کہ وہ بہترین بھی ہو۔"

"تم مختلف راستہ چننے پر پچھتا رہے ہو؟"

"میں دوسرا راستہ چن کر بھی پچھتاتا ۔دوونوں صورتوں میں ہی مجھے تجسس رہتا کہ کہیں میں نے بہتر چھوڑ کر برا تو نہیں چن لیا ۔زندگی کے کچھ فیصلے ایسے ہی ہوتے ہیں ۔رابرٹ فراسٹ کی ان دو سڑکوں جیسے۔"

اچانک بریک آف ہونے کی بیل بجی ۔وہ بچہ مزید کچھ سنے کہے بغیر اپنی کتاب اٹھا کر وہاں سے چل دیا۔سب بچے قطار در قطار عمارت کے اندر داخل ہو رہے تھے۔تبھی ایک میل ٹیچر ابیہان کے برابر میں آکر بیٹھ گیا۔

"حیرت ہے بھئی کیا گپ شپ چل رہی تھی وہ بھی اس گونگے سے جو کسی کے سامنے بولتا ہی نہیں ہے۔"

وہ میل ٹیچر ہنستے ہوئے بولے۔

"گونگا مطلب؟"

"ارے بھئی میرا مطلب یہ کم ہی کسی سے بولتا چالتا ہے ۔دوستی بھی نہیں کرتا ۔ اور ٹیچرز کو ہمیشہ اسکے روڈ بی ہیوئیر کی شکایت رہتی ہے۔دراصل بیچارے کے ابو کی تین سال پہلے ڈیتھ ہوگئی تھی ۔اسکے گھر میں صرف اسکی ماں کماتی ہے اور اسکے چھوٹے بہن بھائی بھی ہیں ۔"

ابیہان نے ایک دم ٹیچر کی طرف دیکھا ۔ اسے لگا وہ کچھ سمجھ رہا ہے۔

"وہ پڑھائی چھوڑ کر اپنی ماں کی ذمہ داری بانٹ سکتا تھا لیکن اس نے پڑھائی پر کمپرومائیز نہیں کیا ۔پتہ نہیں کیوں ؟چلو اچھا ہی کل کو کچھ بڑا بن جائے گا تو اپنی ماں کا سہارا بنے گا۔ورنہ عموماً ایسے حادثات کے بعد گھر کے بڑے بچے پڑھائی کی بجائے اپنے گھروالوں کی ذمہ داری لینے کو ترجیح دیتے ہیں ۔"

بات مکمل کرکے ،ہاتھ جھاڑتے وہ میل ٹیچر کھڑے ہوئے اور اندر کی طرف چل دیئے ۔کلاسز کا ٹائم ہوچکا تھا۔ابیہان بھی کھڑا ہوا۔ ناجانے کیوں اس بچے کی باتوں نے اسکا دماغ الجھا دیا تھا ۔

پچھلے صحن کے پودوں کی کانٹ چھانٹ نے اچھا خاصا وقت لیا تھا ۔کام مکمل کرکے اوزار ایک طرف رکھتا ،ماتھا پونچھتا وہ اندر آیا ۔فریزر سے بوتل نکال کر پانی پینے لگا ۔ نظر پچھلے صحن کے دروازے سے ہوکر برآمدے کے دوسرے سرے کی طرف جا ہی رہی تھی کہ اچانک اسے اتھو چھڑ گیا۔کھانستا وہ منہ صاف کرنے لگا۔

سامنے شخصیت ہی اتنی مہان کھڑی تھی ۔کہ کیا کہنے۔

"کیا ہے ڈی ناک کرکے نہیں آسکتے۔"

"تم نے دروازہ کھلا چھوڑ رکھا تھا تو میں کیا کروں ۔"

ڈی کندھے اچکائے بے نیازی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔

"اتنی گرمی میں کیا کر رہے ہو ہیٹ اسٹروک ہو گیا تو۔"

وہ پچھلے صحن میں ہوئی تازی تازی کانٹ چھانٹ دیکھ چکے تھے۔

"کہیے کیا کہنا ہے؟ "وہ جانتا تھا وہ بلا ضرورت تو وہاں آتے نہیں تھے۔

"بھابی یاد کر رہی ہیں تمہیں ۔اب وہ خود تو تمہیں فون کرتی نہیں کہ تم برا نا مان جاؤ ،بندہ خود ہی احساس کر لیتا ہے اور مل آتا ہے اپنے ماں باپ کو ۔"

"ہونہہ اتنا آپ کو احساس ۔خود تو جیسے ساری زندگی ماں باپ کے قدموں میں گزار دی ۔"

کہتا وہ صحن سے سوکھے کپڑے اتارتا اندر کی طرف چلا گیا۔

کپڑے اتار کر آیا تو ڈی وہیں براجمان تھے۔

"شادی کرلو زندگی آسان ہوجائے گی۔"

ہمیشہ کی طرح وہی ایک بات ۔انکا اشارہ ابیہان کے گھر کے سارے کام خود کرنے کی طرف تھا ۔

"آپ کی زندگی تو پھر جہنم ہوگی۔"

اور یہیں اسکے سنگل چاچا کو آگ لگی تھی ۔وہ ایک دم کھڑے ہوئے۔

"تم ۔۔۔۔۔۔تم ۔۔۔۔تم تو بس رہنے ہی دو۔"

اب کوئی لڑکی انہیں پسند نہیں کرتی تو انکا کیا قصور۔

ورنہ انکا تو زندگی کا سب سے بڑا روگ تھا ۔اور ابیہان کی لیے یہ اتنی سب سے پسندیدہ چڑ تھی ۔

www.novelsclubb.com

ناک پھلاتے وہ وہاں سے نکل گئے۔

وہ زیر لب مسکرایا ،وہیں بیٹھ کر کپڑے تہہ کرنے لگا۔

"چلا جائے گا اب رات کھانے پر وہ گھر۔ "سوچتے ہوئے ایک لمبی سانس خارج کی۔

"وہ اب اپنے ماں باپ سے جان بوجھ کر نہیں بھاگتا تھا ۔یہاں زندگی ہی ایسی تھوڑی مصروف ہے اور کچھ نہیں۔ "وہ خود کو توجیحات پیش کرنے میں ماہر تھا ۔

باقی تو ویسے بھی وہ اپنی زندگی وقت کے بھروسے چھوڑ چکا تھا ۔

"لیانا میں نے تمہارے لیے بلائنڈ ڈیٹ سیٹ کردی ہے۔"اف۔وہ ایلس تھی ۔صبح صبح ،رات بھر کی تھکی لیانا پر نیا بمب چھوڑا گیا ۔

لیانا نے اسے گھورا ۔

"تم نے ہی تو کہا تھا ۔ "ایلس کی معصومیت بھی عروج پر تھی ۔

"میں نے خواب میں بھی کچھ ایسا نہیں کہا ایلس۔"

"تم نے کہا نہیں پر میں نے سمجھ لیا ۔ارے دوست اسی لیے تو ہوتے ہیں ۔"ایلس نے آنکھ ماری ۔

لیانا ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔

"اچھا اب زیادہ ڈرامے مت کرو ۔ویسے بھی کوئی شہزادہ تمہارا انتظار نہیں کررہا اپنے لیے خود کوئی شہزادہ ڈھونڈو۔"

"دنیا کے سارے شہزادے تمہیں ہی مبارک ہوں ۔میں اکیلی ہی اچھی ہوں ۔"

"سیچر ڈے نائٹ ۔۔۔۔بونجور۔۔۔۔۔شارپ نائن پی ایم۔"

"Saturday night..... Bonjour.....sharp 9 PM"

www.novelsclubb.com

ایلس نے اعلان کیا اور ایڈریس لیانا کی جیب میں اڑس کر اندر بھاگ گئی۔اس سے پہلے کہ لیانا اسکا سر پھاڑدیتی۔

"ای ۔۔۔۔ایلس ۔۔۔ایلس کی بچی میں کہیں نہیں جارہی۔"

"اس بلائنڈڈیٹ کو کینسل کرنے کا جرمانہ تمہیں بھرنا پڑے گا۔"

ایلس جواباً وہیں سے چلائی تھی ۔ اسے واقعی ہی اپنا سر عزیز تھا ۔

"اور تمہارا اوپر کا ٹکٹ بھی وہیں سے بک کرواں گی۔"

وہ یقیناً اندر دانت نکال رہی ہوگی۔لیانا جانتی تھی ۔

❋❋❋

ہال میں مکمل خاموشی تھی۔ بیچ بیچ میں چمچ ،پلیٹ کے ٹکرانے کی آواز خاموشی کا ارتکاز توڑ دیتی ۔۔۔۔۔برہان پاشا ایک نوالہ منہ میں رکھتے اور پھر جتنی دیر چباتے ،سر اٹھائے ابیہان کو دیکھتے جاتے اور مدھم سا مسکرائے جاتے ۔

www.novelsclubb.com

ابیہان جاموشی سے سر جھکائے کھانے میں مصروف تھا ۔ اس نے ایک دفعہ بھی سر نہیں اٹھایا تھا۔

"کیا تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے؟"

مسز برہان نے خاموشی اور اسکے کھانے میں خلل ڈالا۔

اور بس ایک دن میں دوسرا اتھو چھڑ گیا۔

مسز برہان نے فوراً گلاس میں پانی انڈیلا ۔نظر اٹھائے بغیر وہ خاموشی سے پانی پینے لگا۔

مسز برہان جواب کی منتظر اسکی شکل دیکھ رہی تھیں کہ اچانک وہ کرسی دھکیلتا کھڑا ہوا ۔

"ارے کہاں جارہے ہو کھانا تو مکمل کرلو۔"

"نہیں وہ ایکچوئیلی مجھے کچھ ضروری کام ہے ۔بچوں کے ٹیسٹس چیک کرنے ہیں ۔کافی دیر ہو گئی ہے میں چلتا ہوں ۔"

اس شادی والے ٹاپک سے وہ ممکنا حد تک پرہیز ہی چاہتا تھا ۔

پھر ہلکے سے سر کو خم دے کر برہان پاشا کو سلام کیا اور وہاں سے نکل گیا۔

"کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا؟" مسز برہان، برہان پاشا کو دیکھتیں روہانسی سی گویا ہوئی تھیں۔

رات لیمپ کی روشنی میں بیٹھا وہ سست روئی سے پیپرز چیک کر رہا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ جھینگر کی آوازیں عجیب ماحول پیدا کیے ہوئے تھیں۔

"کیا تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے؟"

اتھو اس بات پر نہیں چھیڑا تھا کہ یہ بات انہونی تھی۔ اتھو اس بات پر چھیڑا تھا کہ اس بات کے نتیجے میں اسکے دماغ میں اچانک لیانا کا چہرہ آیا تھا۔

اسکے سست روئی سے چلتے ہاتھ رک گئے۔

وہ مدھم سا مسکرا دیا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ بال پوائنٹ دوبارہ چلانے لگا تھا کہ

"ہاں ایسا ہی ہے۔"

آواز کہیں اندر سے آئی تھی ۔بیک وقت وہاں پیپرز پر ایک جھینگر کہیں سے آبیٹھا تھا ۔

"آ آ آ۔۔۔۔۔"دلسوز سی چیخ برآمد ہوئی اور وہ لڑکھڑاتی کرسی کے ساتھ زمین بوس ہو چکا تھا ۔

اسکا دل ایک دم سے ایک سو ایک کی رفتار سے دوڑنے لگا تھا ۔

"خوف؟"

کیا وہ ڈر گیا ؟لیکن کس سے۔جھینگر سے یا

وہ کندھا سہلاتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

یا اندر کی آواز سے۔

"آ آ آ۔"

ایک اور چیخ برآمد ہوئی تھی۔

اس سے پہلے کہ کچھ اور ہوتا وہ کھڑا ہوا اور آف کرکے سیدھا بستر میں جاکر دبک گیا۔

"وہ آبی تھا وہ جھینگر سے نہیں ڈرا تھا"

دروازے کے پیچھے سے جھانکتی وہ پریاں پورے اعتماد سے کہہ سکتی تھی۔زیمل کے بعد وہ ہی تو اسے سمجھتی تھیں۔

"تم نے ابھی تک اس پروفیسر کو دماغ سے نہیں نکالا۔"

کام کرتے کرتے ایلس ایک دم سے لیانا کے سر پر وارد ہوئی تھی

۔

www.novelsclubb.com

لیانا نے ابھی صبح کا غصہ پوری طرح نہیں نکالا تھا کہ ایلس پھر اپنے انہیں لیکچرز کے ساتھ آن پہنچی تھی۔

"ایلس بہت کام ہے پلیز مجھے کام کرنے دو۔"

لیانا جلدی جلدی میزوں پر کپڑا مارتی،ایلس سے بھاگنا چاہتی تھی ۔

"خلاص ۔ختم۔سب ختم۔میں نے اس نک چڑے پروفیسر کا کل رات مرڈر کر دیا ۔انا لا اللہ۔چلو تم بھی انا لا اللہ پڑھو اور اب میری بات سنو۔"وہ بھی کہاں لیانا کو سکون سے جینے دینے والی تھی ۔

"ایلس پلیز۔"لیانا نے مڑ کر ایک دم سے کہا۔

ایلس کی زبان رُکی۔پہلے تو وہ بلی کی طرح غصے سے لیانا کو گھورتی رہی پھر لیانا کے ہاتھ سے ڈسٹنگ کا کپڑا جھپٹا اور منہ پھلاتی وہاں سے چلی گئی۔

ایلس ناراض ہوچکی تھی ۔اُف۔لیانا نے سر پر ہاتھ مارا۔

ایلس پانچ سال میں ایک دو دفعہ ہی ناراض ہوتی تھی اور اسے منانے میں بھی اگلے پانچ سال لگتے تھے۔

"تم بہت بری ہو ویسے ایلس۔ "لیانا نے بمشکل منہ کھولتے ہوئے کہا ۔

اور ایلس وہ تو ناجانے لیانا کے منہ پر کیا کیا تھوپنے میں مصروف تھی ۔

ایلس ایک ہی دن میں مان بھی گئی۔کیا کوئی معجزہ ہوگیا؟ نہیں دراصل لیانا بلائنڈ ڈیٹ کے لیے مان گئی ۔

"مجھے یہ سب پسند نہیں۔"لیانا منمنائی تھی۔

"اور مجھے وہ نک چڑا ،کھڑوس پروفیسر پسند نہیں سو اپنا منہ بند رکھو۔"

www.novelsclubb.com

"I hate you alice"

"I love you too darling"

"اُف ایلس اُف۔"

"ٹن ٹنا ۔اور تم تیار ہو۔"ایلس پیچھے ہٹی۔

لیانا جو اکتائی بیٹھی تھی ۔اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

گاجری لانگ اسکرٹ پر سفید بلاوز اور پیروں میں لیانا کے اکلوتے ہیلز۔بال ایلس نے بہت محنت سے سیٹ کیے تھے ۔

"ایلس۔"

لیانا نے اپنی آخری کوشش کرنا چاہی۔

"اوہ ہاں یہ تمہارا پرس۔"

ایلس اُسکی آہ بکاہ نظر انداز کرتی اسکاآخری جائزہ لے رہی تھی ۔

اورلیانا ۔وہ بس اسے گھور سکی۔کیا وہ نظروں ہی نظروں میں ایلس کو کچھا چبا سکتی تھی ۔اگر ہاں تو ابھی چبا ڈالتی ۔

لیانا کے لیے مسکرانااس وقت دنیا کا سب سے مشکل ترین کام بنتا جارہا تھا۔

"آپ کچھ کھا نہیں رہیں ۔کیا کچھ اور آرڈر کروں۔"

سامنے بیٹھا شخص اپنی شخصیت کی طرح بہت پروقار ،نرم اور مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"نہیں دراصل مجھے اتنی خاص بھوک نہیں ۔آپ کھایئے۔"جواباً وہ زبر دستی مسکراتے ہوئے بولی۔

"ایک بات کہوں میں آپ سے مس لیانا۔"

"جی جی بولئے۔"

"مسکرانا اچھا ہے لیکن ہمیشہ ضروری نہیں ،آپ کو زبردستی مسکرانے کی قطعا ضرورت نہیں۔"

کہتا وہ واپس کھانے لگا۔

لیانا نے چہرہ جھکا دیا۔اس نے طنز نہیں کیا تھا وہ جانتی تھی پر پھر بھی نا جانے کیوں اسکی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ ایک دم سے وہ اپنی کرسی سے کھڑی ہوئی۔

"آئی ایم سوری ،آئی تھنک مجھے اب چلنا چاہیے۔مجھے اپنی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ۔"

اس سے پہلے کہ اسکا چہرہ بھیگ جاتا وہ کہہ کر بنا رکے وہاں سے چل دی۔

"لیانا۔۔۔۔لیانا۔۔۔۔لسن۔۔۔۔رکیں تو صحیح۔"

وہ وہیں سے پکارتا رہ گیا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی لفٹ کی طرف آئی۔اور ایک لفٹ میں داخل ہوگئی۔ گراونڈ فلور کا بٹن پریس کیا اور خاموشی سے دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی۔لفٹ چل چکی تھی ۔ وہ لفٹ میں اکیلی تھی ۔اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم انتظار کرو گی۔"

لیانا نے ایک دم سر اٹھایا۔پچھلے لمحے لفٹ خالی تھی لیکن اب لیانا کے علاوہ وہاں ایک اورفرد بھی موجود تھا ۔

"مجھے کچھ اور وقت دو۔تھوڑا اور انتظار کرلو۔"

وہ دوقدم اسکی طرف بڑھاتھا۔

ملگجا حلیہ،تھکا چہرہ،جھکے کندھے۔لیانا کو لگا اسکا دل ابھی باہر آجائے گا۔

"اب۔۔۔ابی۔۔۔ابی۔۔۔ابیہان۔۔۔تم ۔۔۔۔تم۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتی ایک دم لفٹ رکی۔

دروازہ کھلا۔اسکے علاوہ باقی کی لفٹ خالی تھی ۔وہاں کوئی نہیں تھا۔

"ابیہان۔۔۔ابیہان۔"لیانا ایک دم گھبرا کر ادھر ادھر دیکھتی لفٹ سے باہر آئی۔

ڈھونڈتی نظروں سے دل میں وہ اسے ہی پکار ہی تھی ۔

پارکنگ ایریا ختم ہوچکا تھا۔وہ ایگزٹ پر کھڑی تھی ۔

"ابیہان۔"

آخری لفظ جو ٹوٹے سے لہجے میں اسکے منہ سے نکلا تھا۔اور اگلے ہی پل وہ پیروں کے بل وہیں بیٹھ گئی بیچ راستے میں۔چہرہ بازوں کے گھیرے میں چھپا لیا۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"وہ انتظار کر تو رہی ہے۔پر وہ اور کتنا انتظار کرے۔آخر وہ کب آئے گا۔"

پرس کندھے سے ڈھلک کر نیچے آگیا تھا۔بال جوڑے سے نکل کر اسکی گردن پر لٹوں کی صورت میں بکھر گئے تھے۔

ایلس نے اچھا نہیں کیا۔اس نے لیانا کے اندر ہوتی ٹوٹ تھوٹ میں بس مزید اور اضافہ کیا تھا۔اور کچھ نہیں۔

اسکول کا مالی بیمار ہونے کی وجہ سے چھٹیوں پر تھا ۔نئے مالی کا انتظام نہیں ہو پایا تھا۔سو آج بچوں نے اسپورٹس پریڈ میں خود ہی گراونڈ کی گھاس کا ٹنے کا فیصلہ کیا تھا ۔پورے گراونڈ میں پھیلے نائنتھ اسٹنڈرڈ کے بچے کانٹ چھانٹ اور صفائی میں مصروف تھے۔کف بازوں تک فولڈ کیے وہ بھی وہیں ان بچوں کے درمیان موجود تھا ۔

وہ اسی سب میں مصروف تھا کہ چپڑاسی ابیہان کو ڈھونڈتا ادھر آنکلا۔

"ابیہان سر ۔"وہ ابیہان کے سر پر آکر بولا تھا ۔

"وہ آپکے لیے کوئی مہمان آئے ہیں۔

"اوہ ۔۔۔ہاں وہ دراصل میں نے ان بچوں کی مدد کے لیے ایک مالی بلوایا تھا ،میں دیکھتا ہوں۔"

ابیہان کٹائی کے اوزار زمین پر رکھتا اندر کی طرف چل دیا ۔

گیسٹس روم میں ڈی صوفے پر بیٹھے تھے۔

"ہاں بولو کس کو فٹ بال سیکھانی ہے۔اچھا کیا جو تم نے مجھے بلا لیا ۔شاید تمہیں پتہ نہیں ہے کہ میں ماضی میں کتنا اچھا کوچ رہ چکا ہوں ۔"

"مجھے پتہ ہے ڈی اس لیے تو آپ جیسے ٹیلنٹڈ بندے کو بلایا ہے ۔چلیں اب ایک کام کریں آپ پچھلے گراونڈ میں چلے جائیں۔ابھی ٹیچرز میٹنگ شروع ہونے والی ہے مجھے وہ ارجنٹ اٹینڈ کرنی ہے ۔"کہتا ابیہان ہاتھ جھاڑتاوہاں سے نکل گیا۔

"ہاں ہاں تم بھی کیا یاد کرو گے۔مفت میں مدد کر رہا ہوں۔"فرضی کالر جھاڑتا ڈی اٹھے اور گراونڈ کی طرف چل دیئے۔

گراونڈ میں پہنچ کر انہوں نے گلے میں لٹکی سیٹی بجائی۔شاید وہ کوچنگ کی پوری تیاری کے ساتھ آئے تھے۔

سیٹی بجانے پر سارے بچے سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگے ۔

"چلو بچوں ٹیمز بناؤ شاباش۔"

پہلے تو وہ نا سمجھی سے ڈی کی شکل دیکھتے رہے پھر ایک بچہ آگے آیا۔

"سر آج کا دن ہمیں یہاں کی کانٹ چھانٹ اور صفائی کرنی ہے ۔ہمارا مالی چھٹی پر ہے۔ابیہان سر نے کہا تھا انہیں نے اپنے ذاتی مالی کو بلوایا ہے ۔آئی تھنک آپ وہی ہیں۔"

"میں؟میں ابیہان کا ذاتی مالی؟تم لوگوں کا دماغ۔۔۔"اپنا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی وہ سمجھ چکے تھے۔

"ابیہان کے بچے تم۔تم مجھ سے نہیں بچوگے۔"

اچانک ڈی کے فون پر ایس ایم ایس کی ٹون بجی ۔ ڈی نے فوراً فون چیک کیا ۔ابیہان کا میسج تھا۔

"فکر مت کریں تھوڑی ورزش ہوجائے گی۔ خیال رکھئیے گا بچے لڑائی نہ کریں۔ٹیلنٹڈ کوچ۔"

"مالی انکل یہ لیں۔"

بچے نے اپنی طرف سے فرمانبرداری دیکھاتے ہوئے اوزار ڈی کو لا کر د یا تھا۔

اورڈی اسکی شکل دیکھتے رہ گئے۔

اسے لگا دور اندھیرے میں اسے کوئی وجود یکھائی دیا تھا ۔سر درد سے پھٹا جا رہا تھا ۔نظر دھندلی ہوتی جارہی تھی جسکی وجہ سے وہ با ر بار آنکھیں مسل رہا تھا ۔

وہاں فیری میڈوز میں خاموش نیند چھائی ہوئی تھی ۔کیمپس کے آگے لگی آگ تقریبا بجھ چکی تھیں۔

سر جھٹکتا وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں دور تک پھیلی ستاروں کی جادوئی راجھستانی سے ہوتی اسکی نگاہ واپس زمین تک آئی وہ

اس جادوئی دنیا کے وسط مین کھڑی کوئی کھوئی شہزادی معلوم ہوتی تھی ۔

ابیہان کے سر میں ٹیس اٹھی ۔اسے نہیں آنا چاہیے تھا ۔وہ اب پچھتا رہا تھا ۔وہ واپس مڑنا چاہتا تھا لیکن غیر ارادی طور پر اسکے قدم اس بے خبر کھڑی شہزادی کی طرف اٹھ گئے۔

وہ قدوقامت اتنی جانی پہچانی کیوں تھی ۔

وہ اسکی طرف بڑھ رہا تھا جب وہ اسکی طرف پلٹی۔

"ابی۔۔۔۔"

اسکی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ ابیہان لڑکھڑاتا پورے قد کے ساتھ اس پر آن پڑا۔

www.novelsclubb.com

وہاں اتنی پریوں اور راجھستانی میں ،دور تک پھیلے اس میدان کے درمیان وہ اسی عجیب سی کشمکش میں کھڑی تھی ۔بے ہوشی میں کچھ بڑبڑاتا وہ اسکے کندھے پر سر ٹکائے کھڑا تھا ۔

وہ مسکرادی۔

وہ کندھا ہمیشہ سے ابیہان کے لیے ہی تھا۔فیصلہ ہوچکا تھا

www.novelsclubb.com

باب نمبر 13

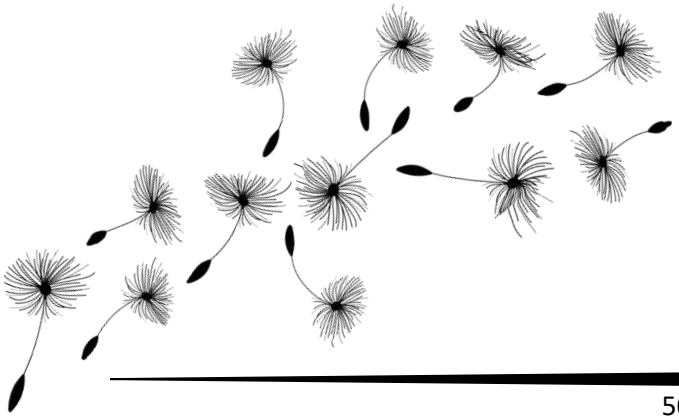

فیصلہ

چونکہ وہ سب اسٹوڈنٹس کا پسندیدہ ٹیچر تھا اس لیے بچوں نے بہت منتیں کرکے ابیہان کو فیری میڈوز ٹرپ پر جانے پر مجبور کیا تھا۔وہ صبح ٹرپ کے لیے پیکنگ کر رہا تھا جب اچانک سے ڈی آدھمکے۔ڈی کے لیے دروازہ کھول کر وہ واپس برآمدے میں آکر ایک طرف پڑے بیگ میں چیزیں سیٹ کرنے لگا۔پانچ دن کا ٹرپ تھا۔سو چند ایک جوڑے اور ضرورت کا سامان وہ پیک کر چکا تھا۔

"میں بھی چلوں؟"

www.novelsclubb.com

ڈی ہوا میں ادھر ادھر دیکھتے بولے۔

کچھ عجیب تھا۔

وہ ابیہان سے نظریں چرا رہے تھے۔

لیکن چونکہ ابیہان انکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا سو وہ جان نہیں سکا۔

"بلکل کچرا اکٹھا کرنے جا سکتے ہیں آپ۔ویسے بھی بچے بہت کچرا کرتے ہیں۔"

ابیہان نے صاف بات ہوا میں اڑ ا دی۔

"ارے بھئی میں سیریس بول رہا ہوں۔"

"ڈی!"

ابیہان نے سر اٹھایا۔

"میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔جوآپکو ساتھ لے جاؤں گا۔"

پھر بیگ کی زپ بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈی نے ہاتھ مسلے جو کارنامہ وہ ابیہان سے پوچھے بغیر انجام دے چکے تھے۔اب خود ہی دل میں عجیب سا خوف بیٹھ رہا تھا کہ وہاں کچھ غلط نہ ہوجائے۔

"مجھے نیند آرہی ہے ڈی۔صبح جلدی اٹھنا بھی ہے۔پلیز اب آپ بھی جائیں گڈ نائٹ۔"

کمرے سے ہانک لگائی گئی تھی۔

"بے شرم انسان ۔بڑا ہوں ۔باہر نہیں تو پاکستان میں ہی بندہ تھوڑی عزت دے دیتا ہے۔ہونہہ۔"

کہتے ڈی اٹھ گئے۔برآمدے سے نکلتے ہوئے وہ ایک دم رکے،پلٹے،

"کیا وہ ابیہان کو بتا دیں۔"دماغ میں سوال اٹھا۔

"نہیں نہیں پھر تو وہ وہاں جائے گا ہی نہیں۔جبکہ اسکا جانا ضروری تھا۔"

کہتے ڈی برآمدے سے نکل آئے۔

www.novelsclubb.com

"جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔"

"دروازہ تو بند کرلو میں جارہا ہوں۔"

پھر وہاں سے چل دیئے۔

ابیہان کی تو لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی تھی ۔سو دروازہ ہوا سے جھلاتا ہی رہ گیا۔

اسٹوڈنٹس بس،اسکردو سے اتر کر دو گھنٹے کے فاصلے پر موجود فیری میڈوز کے علاقے میں داخل ہوچکی تھی ۔ایک طرف بسیں پارک کرکے اسٹوڈنٹس ٹیچرز کے ہمراہ وادی میں بنے وسیع میدان میں اپنے کیمپنگ کے لیے سازوسامان سیٹ کرنے لگے۔ نویں جماعت کے اسٹوڈنٹس ابیہان کی سربراہی میں ایک جگہ پر کیمپ لگانے لگے ۔باقی ٹیچرز ایک طرف خوش گپیوں میں مصروف تھے۔اور ہر کلاس کے اسٹوڈنٹس اپنے اپنے کیمپس سیٹ کر رہے تھے ۔ابیہان بھی اسٹوڈنٹس کے ساتھ مل کر کام بٹانے لگا ۔ گھنٹے

اسی کام میں گزر گئے۔کچھ دیر بعد ابیہان بریک لے کر ایک طرف پڑے سامان سے پانی پینے آیا۔

ادھر ادھر نگاہ دوڑاتے تقریبا آدھی بوتل خالی کر دی۔ڈھکن بند کرکے وہ واپس مڑا ہی تھا جب

"ڈی ی ی ی ۔۔۔ڈی ی ی۔۔۔"

وہاں نویں جماعت کے بچوں نے شور برپا کر رکھا تھا ۔

"ا ی ی ی ی ک منٹ ایک منٹ۔۔۔۔کیا کہا ڈی؟"

ابیہان کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی تھی کیا وہ داور چاچو عرف ڈی کی بات کررہے ہیں؟

ابیہان مڑا ۔

آہاں،وہ ڈی ہی تھے۔

ابیہان نے سر پیٹ لیا تھا ۔

بچوں کو ہٹاتا وہ ڈی کے سر پر پہنچا ۔

www.novelsclubb.com

"میں نے آپ سے کیا کہا تھا ۔آپکو سمجھ نہیں آتا ۔اسکول ٹرپ میں آؤٹ سائڈرز کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔"ابیہان دبے دبے لہجے میں بولا۔

"میں ٹرپ کے ساتھ تھوڑی آیا ہوں۔میں تو اپنی جیب پر آیا ہوں۔وہ دیکھو وہ کھڑی۔"

ڈی نے زمانے بھر کی معصومیت چہرے پر سجائے جیب کی طرف اشارہ کیا ۔

اس سے پہلے کہ ابیہان مزید کچھ بولتا ۔ایک طرف سے ایک فی میل ٹیچر آنکلیں۔

"ابیہان سر،سر کمال کسی ایمرجنسی کی وجہ سے واپس چلے گئے ہیں۔کھانے پینے کا انتظام وہی کرنے والے تھے ۔ اب اگلے پانچ دن بچوں کا کھانا کون بنائے گا۔"

"اوہ یہ تو بہت برا ہوا ۔"ڈی چچ چچ کرتے آہستگی سے بولے۔

ابیہان نے ڈی کو گھورا اور چپ رہنے کا کہا ۔

"میں پکانا جانتا ہوں۔ "ابیہان کے چپ کروانے کے باوجود ڈی فٹ سے بولے۔

فی میل ٹیچر نے نا سمجھی سے ڈی کو دیکھا۔ پھر بولیں۔

"آپکی تعریف؟"

"میں داور ہوں ابیہان کا چاچو۔"

"بٹ اسکول ٹرپ میں آؤٹ سائڈرز آلاؤو۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ فی میل ٹیچر اپنی بات مکمل کرتیں۔

"جی یہ میرے ساتھ نہیں آئے ہیں اور بس واپس ہی جارہے ہیں ۔"

www.novelsclubb.com

ابیہان نے ڈی کو تقریبا دھکیلتے ہوئے کہا ۔

"ہاں میں جا ہی رہا تھا لیکن ن ن۔"

ڈی نے فرضی کالر جھاڑا۔

"میں شیف کی ڈیوٹی دے سکتا ہوں ۔"

ابیہان کو یکسر نظر انداز کرکے ،ڈی نے فی میل ٹیچر کی جانب متوجہ تھے۔

"اوہ۔"ٹیچر کچھ سوچنے لگیں۔

"شاید مجھے باقی اسٹاف سے بات کرنی چاہیئے۔ویسے بھی ہمیں ایک عدد شیف کی اشد ضرورت ہے۔"

"ضرور ضرور۔"ڈی سینے پرہاتھ رکھے ذرا آگے کو جھکے۔گویا اپنی خدمات پیش کرنے کو پوری طرح تیار ہوں۔

"نہیں میری بات سنیں۔"

ابیہان پکارتا رہ گیااورٹیچر باقی اسٹاف کی طرف بڑھ گئیں اور ڈی۔۔۔

وہ پہلے ہی خاموشی سے وہاں سے سرک گئے تھے۔

ڈی یہ سب برہان پاشا کے کہنے پر کر رہے تھے۔ابیہان جانتا تھا ۔برہان پاشا دوبارہ کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتے تھے ۔

ابیہان نے ایک آہ بھری اور بچوں کی طرف بڑھ گیا ۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد رات دیر تک بچوں کی محفل جمی رہی ۔گانوں کے مقابلے اور قصے کہانیاں سناتے آہستہ آہستہ ،ایک ایک کر کے سب بچے اپنے اپنے کیمپس میں جاکر سوگئے۔ٹیچرز بھی اپنے کیمپس میں جا چکے تھے۔

ڈی اور ابیہان ایک ہی کیمپ میں رہنے والے تھے۔ڈی تو پہلے ہی جاکر اپنے بستر میں گھس چکے تھے۔ابیہان کافی دیر باہر بیٹھا رہا ۔حتی کہ کیمپس کے باہر جلائی گئی آگ بجھ گئی۔ پاس لکڑی پر پڑا کوٹ اٹھا کر ابیہان بھی کیمپ کی طرف چل دیا ۔اچانک سے

اسکے سر میں درد اٹھنے لگا تھا۔دردر بڑھ نا جائے اس لیے وہ جلد از جلد سونا چاہتا تھا۔کوٹ تکیے کے قریب رکھ کر وہ بھی لیٹ گیا۔نیند اور سر درد سے جدوجہد کرتے کب سے نیند آئی اسے بلکل پتہ نہیں چلا۔

رات کا آخری پہر تھا جب اسکی آنکھ کھلی۔وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھا۔کچھ دیر لگی ،پھر اسکی نظریں اندھیرے سے کچھ مانوس ہوئیں۔ساتھ میں سر میں ٹیس اٹھی۔اسے دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔بستر سے نکل کر وہ کیمپ سے باہر آگیا۔پھر ایسے ہی اپنے دھیان چلتا وہ کچھ دور آگیا۔

اسے لگا دور اندھیرے میں اسے کوئی وجود دیکھائی دیا تھا۔سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔نظر دھندلی ہوتی جارہی تھی جسکی وجہ سے وہ با ر بار آنکھیں مسل رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہاں فیری میڈوز میں خاموش نیند چھائی ہوئی تھی ۔کیمپس کے آگے لگی آگ تقریبا بجھ چکی تھیں۔

سر جھٹکتا وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں دور تک پھیلی تاروں کی جادوئی راجھستانی سے ہوتی اسکی نگاہ واپس زمین تک آئی وہ اس جادوئی دنیا کے وسط مین کھڑی کوئی کھوئی شہزادی معلوم ہوتی تھی ۔

ابیہان کے سر میں ٹیس اٹھی ۔اسے نہیں آنا چاہیے تھا ۔وہ اب پچھتا رہا تھا ۔وہ واپس مڑنا چاہتا تھا لیکن غیر ارادی طور پر اسکے قدم اس بے خبر کھڑی شہزادی کی طرف اٹھ گئے۔

وہ قدوقامت اتنی جانی پہچانی کیوں تھی ۔

وہ اسکی طرف بڑھ رہا تھا جب وہ اسکی طرف پلٹی۔

"ابی۔۔۔۔"

اسکی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ ابیہان لڑکھڑاتا پورے قد کے ساتھ اس پر آن پڑا۔

وہاں اتنی پریوں اور راجھستانی میں ،دور تک پھیلے اس میدان کے درمیان وہ اسی عجیب سی کشمکش میں کھڑی تھی ۔۔۔۔بے ہوشی میں کچھ بڑبڑاتا وہ اسکے کندھے پر سر ٹکائے کھڑا تھا ۔

وہ مسکرادی۔

وہ کندھا ہمیشہ سے ابیہان کے لیے ہی تھا ۔فیصلہ ہوچکا تھا ۔

❄❄❄❄❄❄❄

صبح آنکھ کھلتے ہی پہلا خیال جو اسکے دماغ میں آیا تھا وہ لیانا کا تھا۔وہ لیانا تھی۔ہاں شاید وہ لیانا ہی تھی ۔ابیہان سر کھجاتا اٹھ بیٹھا تھا ۔۔پر نہیں شاید اسکی ہیلو نیشن تھی ۔بھلا لیانا کا اس ٹرپ پر کیا کام ۔وہ اپنی گتھی سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ باہر سے

آئی آوازوں نے اسکا دھیان کھینچ لیا۔ وہاں باہر ناشتہ کا دور چل رہا تھا ۔ابیہان اپنا ٹاول لے کر باہر آیا ۔وہاں قریب ہی پبلک باتھ روم تھا جو سیاحو ں اور کیمپنگ کرنے والوں کے لیے بنائے گئے تھے۔

ابیہان ایک طرف بنائی گئی کچن کے سیٹنگ میں کھڑے ڈی کے پاس آیا ۔ڈی بہت محنت سے ناشتہ بنا نے میں مصروف تھے۔ابیہان کو دیکھ کر چونکے۔

"اور ابیہان تم یہاں۔۔۔۔۔خ۔۔۔۔خیر۔۔۔۔۔خیریت۔"

ابیہان نے سوئی آنکھوں سے ایک اچنبھے بھری نظر ڈی پر ڈالی اور اپنے راستے چل دیا۔ڈی نے سکون کا سانس خارج کیا اور چور نگاہوں سے ابیہان کو دیکھا۔

چور کی داڑھی میں تنکا۔

ناشتے کے بعد تمام اسٹوڈنٹ نادرن فیس (Northern face)پر ہائکنگ کے لیے جانے والے تھے۔

کچھ ہی دیر میں ہائکنگ کوچیس پہنچنے والے تھے تاکہ تمام بچے اور ٹیچرز انکی سربراہی میں ہائکنگ کے لیے نکل سکیں۔

"کوچیس آچکے ہیں ۔"ایک ٹیچر نے اعلان کیا۔

"اور ہاں ہمارے ٹرپ کے ساتھ ایک ٹورسٹ گروپ بھی شامل ہوگا۔ٹورسٹ فارنر ہونگے۔"

ٹیچر سب کو ہدایات دے رہی تھیں ۔ابیہان کا سردرد ابھی بھی ہلکا ہلکا موجود تھا ۔اسکا ارادہ پہاڑوں پر پہنچ کر بس آرام کرنے کا ہی تھا ۔

www.novelsclubb.com

ڈی اور کچھ ٹیچر مل کر لنچ پیک کر چکے تھے ۔پہاڑوں تک کا فاصلہ زیادہ لمبا نہ تھا سو انہیں پیدل ہی سفر کرنا تھا ۔سب اپنا اپنا سامان

اٹھا کا کوچیس اور ٹیچرز کی سر براہی میں پہاڑوں کی طرف چل دیئے۔

پندرہ منٹ کے فاصلے پر وہ پہاڑی سلسلے کے سامنے موجود تھے ۔ٹورسٹ گروپ پہلے ہی پہنچ چکا تھا ۔کوچیس ہائکنگ سے متعلق سب کو اہم اہم باتیں بتانے لگے۔ابیہان کے فاصلے پر ایک درخت کے نیچے آبیٹھا۔

وہاں قریب ہی ٹورسٹ کا سامان موجود تھا ۔

ابیہان خاموشی سے درخت سے ٹیک لگاکر آنکھیں موندھے آرام کرنے لگا۔

وہیں بیٹھے بیٹھے کب اسکی آنکھ لگ گئی اسے معلوم ہی نہیں ہوا ۔

پہاڑ تک کافی حد تک چڑھنے کے بعد اب سب واپس نیچے آرہے تھے۔ لیکن ساتھ ایک مسئلہ ہوچکا تھا۔ہائکنگ کے دوران ٹورسٹس میں سے ایک فی میل ممبر غائب تھی۔شاید وہ ہائکنگ کے دوران راستہ بھول گئی تھی۔ تمام اسٹوڈنٹس بحفاضت نیچے آچکے تھے اور کچھ ٹیچرز کی نگرانی میں اب وہ لنچ کر رہے تھے۔اسی دوران ابیہان کی آنکھ کھل گئی جب ڈی دوڑتے ہوئے آئے تھے۔

"ابیہان ۔۔۔۔۔ابیہان کہاں مر گئے ہو اب تم۔"

وہ گھبراہٹ میں اسے پکارتے اسی طرف آئے۔

"کیا ہے ڈی؟"ابیہان بال جھاڑتا درخت کے نیچے سے باہر آیا۔

"وہ ۔وہ دراصل ٹورسٹس میں سے ایک ممبر پر کہیں کھو گیا ہے ۔"ڈی پھولی سانس کے ساتھ بولے۔

"اوہ۔"

ابیہان چونکا پھر ڈی کی پریشانی پر حیران ہوا ۔

"فکر مت کریں کوچیس اورامدادی ٹیم اسے ڈھونڈ لیں گی۔"کہتا ابیہان ڈی کے ہاتھ سے بوتل جھپٹ کر اسکا ڈھکن کھولنے لگا۔

"نہیں و ہ دراصل ۔"ڈی نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا ۔

ابیہان نے بوتل منہ کو لگائی اور سوالیہ نگاہوں سے ڈی کو دیکھا ۔

"وہ دراصل ۔۔۔۔۔وہ ۔۔۔۔۔"ڈی ایک دم گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئے۔

"وہ لیانا ہے۔"وہ تقریبا رو دینے کو تھے۔

ابیہان کو لگا پانی اسکے گلے میں ہی اٹک گیا تھا ۔

"واٹ۔"ابیہان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

"ڈونٹ ٹیل می ڈی۔پلیز ڈونٹ ٹیل می ڈی کے وہ ۔۔۔۔۔"ابیہان کے ماتھے پر سخت بل اُبھرے تھے۔

"پلیز ابھی تم وہاں چلو ۔اسے ڈھونڈنے کی کوشش۔۔۔۔"

ڈی کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ ابیہاں نے چڑھائی کی طرف دوڑ لگا دی۔

ڈی وہیں ڈھے سے گئے تھے۔

"لیانا ۔۔۔۔۔لیانا ۔"تقریبا پاگلوں کی طرح چلاتا وہ اندھے دھند بھاگ رہاتھا ۔وہ راستوں سے بلکل آگاہ نہیں تھا ۔ وہ خود بھی کھو سکتا تھا لیکن اسے فلحال اسکی بلکل فکر نہیں تھی۔

"آخر وہ ادھر کر کیا رہی تھی؟کیا ڈی کو پتا تھا ؟"

اسکا دماغ مسلسل الجھ رہا تھا ۔

"ڈی ۔ہاں ڈی کو پتہ ہوگا۔"ابیہان کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا ۔

وہ کندھا ۔وہ ایک دم سے رکا ۔جہاں تھا وہیں فریز ہوگیا ۔وہ وہی تھی ۔وہ اسکاایلوژن نہیں تھی۔ابیہان پتھرائی آنکھوں سے وہاں موجود درختوں کو گھور رہا تھا۔

اگلا قدم اٹھانا دوبھر ہوگیا تھا ۔

اس وقت اگر اسکی کوئی اکلوتی شدید خواہش تھی تو وہ یہی کہ وہ اسے کہیں دیکھائی دے جائے،کہیں تو۔پر نہیں ۔۔۔شاید ،شاید سب ختم ہوچکا تھا۔ابیہان کی بینائی دھندلا رہی تھی ۔وہ تقریبا وہیں گر جانے والا تھا جب۔۔۔

"ابیہان!"

ایک بھیگی ، سہمی سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ابیہان کی بند ہوتی آنکھیں کھلی تھیں ۔آواز اسکی پشت پر ابھری تھی ۔لڑکھڑاتے سے قدم اسکے قریب آرہے تھے۔

زندگی میں دوسری دفعہ اس نے اتنی شدت سے کسی کی واپسی کی التجا کی تھی ۔

وہ بلکل اسکے پیچھے اسکے قریب کھڑی تھی ۔وہ رو رہی تھی وہ محسوس کر سکتا تھا۔اُس نے اسے کبھی روتے نہیں دیکھا تھا۔

اس دفعہ شاید دعا میں شدت زیادہ تھی یا اس دفعہ قسمت مہربان تھی کہ وہ لوٹ آئی تھی ۔

اس نے غیر محسوس انداز میں بہت نرمی سے ابیہان کی قمیض ایک طرف سے مٹھی میں پکڑ لی تھی ۔

"آئم سوری ابیہان۔"وہ آہستگی سے بولی۔

وہ کس بات کے لیے سوری بول رہی تھی ابیہان کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔

"کیا تم مجھے کیمپ تک چھوڑ سکتے ہو پلیز۔مجھ یہاں کے راستوں کا نہیں پتا۔"

وہ متوازن سے لہجے میں بولی ۔سر جھکا ہوا تھا ۔

کیا اتنے عرصے میں ایک دم سے یوں ملنے پر ، بس وہ ابیہان سے یہی کہنے والی تھی ۔

ابیہان آہستگی سے اسکی طرف مڑا ۔

وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی ۔

"کیا وہ واقعی ہی کچھ اور نہیں کہنے والی تھی ۔"

کہنے کو تو اسکے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

ابیہان کو ایک دم سے احساس ہوا ۔

"کیا تم مجھے میرے گروپ تک پہنچا دو گے؟"

وہ پھر ایک دفعہ بولی ۔ابیہان جاگا۔

"آں۔۔۔ہاں ۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔ہم زیادہ دور نہیں ہیں ،تمہارے گروپ ممبر یہاں قریب ہی تمیں ڈھونڈ رہے ہیں۔"

کہتا ابیہان چلنے لگا ۔وہ اسکے پیچھے پیچھے چل دی۔کچھ نیچے آکر انہیں گروپ کے لوگ مل گئے۔لیانا کو انکے درمیان چھوڑ کر ابیہان اپنے اسٹوڈنٹس کی طرف چل دیا ۔

ڈی شرمندہ شرمندہ سے ایک طرف پھر رہے تھے۔ ابیہان نے فی الحال ان سے کچھ نہیں کہا اور خود کو مصروف ظاہر کرنے لگا۔شام

اترتے ہی سب واپس کیمپس جانے کی تیاری کرنے لگے۔ ٹورسٹ کا گروپ بھی اپنے کیمپس کی طرف چل دیا ۔

رات ڈی سونے لیٹے تو ابیہان کو نا پاکر حیران ہوئے ۔سب اپنے کیمپس میں سونے جاچکے تھے ۔ابیہان اکیلا باہر بیٹھا تھا ۔ڈی خاموشی سےاسکے برابر میں آکر بیٹھ گئے۔ابیہان زمین سے تنکے اٹھا اٹھا کر سامنے چلتی آگ میں پھینک رہا تھا ۔

"لیانا سے میں نے کہا تھا پاکستان آنے کو۔لیکن افسوس آج کے واقع کی وجہ سے تم لوگوں کی ملا قات نہ ہوسکی۔"

ملا قات ہوچکی تھی۔ابیہان نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"آپ کو اتنے بے ڈھنگے آئیڈیاز آتے ہی کیوں ہیں ڈی؟"کہہ کر وہ ہنس دیا۔ابیہان نے ساری بات ہوا میں اڑانا چاہی تھی۔

پر ڈی خاموش تھے۔

"ابیہان وہ اپنی ساری جمع پونجی لگا کر پاکستان صرف میرے کہنے پر نہیں آئی ۔"

ابیہان کی ہنسی سمٹی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے وہ تمہاری طرح بزدل نہیں ہے۔اسے بڑے بڑے رسک لینے آتے ہیں۔"

کہتے ڈی اٹھ کھڑے ہوئے اور خاموشی سے جاکر کیمپ میں لیٹ گئے۔

ابیہان بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جانے لگا لیکن اسکا رخ اسکول کیمپس کی طرف نہیں تھا بلکہ ٹورسٹس کیمپ کی طرف تھا ۔

وہ وہیں ہوگی وہ جانتا تھا ۔

ایک طرف ٹیلے جیسی اونچی سے جگہ پر بلکل کنارے پر بیٹھی وہ افق پر بنے قدرتی نقش ونگار دیکھ رہی تھی ۔وہی ستاروں کے راستے جسکی وجہ سے فیری میڈوز مشہور تھا ۔

وہ اسکی پشت پر کچھ فاصلے پر کھڑا ہوگیا ۔

"میں نے کہا تھا نا کہ ایک دن میں پاکستان پہاڑوں کی پریاں دیکھنے ضرور آؤں گی۔"

وہ آہستگی سے بولی۔

ابیہان چونکا۔دو قدم پیچھے کو ہٹا۔ دماغ نے واپس چلنے کو کہا۔پر دل۔۔۔

وہ ٹھہرا۔

"تو کیا تم نے دیکھیں؟"

"ہاں میں انکی راہ تک رہی ہوں ۔"لیانا نے ہاتھ کے اشارے سے ستاروں کے راستوں کی طرف اشارہ کیا۔

کہہ کر وہ خاموش ہوئی اور اسکا ہاتھ واپس گود میں آ گرا ۔

"تم۔۔۔۔تم پاکستان صرف پریاں دیکھنے آئی ہو؟"

وہ پوچھنا چاہتا تھا ۔پر منہ جیسے ساتھ ہی نہیں دے رہا تھا ۔

"نہیں میں صرف پریوں اور ڈی کے لیے نہیں آئی۔"

وہ جواب دینا چاہتی تھی ۔پر سوال بھی تو پوچھا جاتا ۔

"تم ابھی تک میرا انتظار کر رہی ہو؟"

سوال زبان تک آیا پر اسے آواز نہ مل سکی۔

"ہاں میں نے انتظار کا راستہ چنا ہے۔ میں یہ بھی کرکے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

جواب سینے میں چبھ رہا تھا ۔

"میں نے وہاں پہاڑ پر صرف ایک مختلف راستہ ٹرائے کیا تھا ۔وہ دیکھنے میں زیادہ صاف لگ رہا تھا۔مطلب شاید اسے زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا ۔"وہ بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم کھو سکتی تھی ۔"

"میں نہیں جانتی تھی کہ میں کھو جاؤں گی۔ میں بس مختلف راستہ ٹرائے کرنا چاہتی تھی ۔"لیانا ہنستے ہوئے بولی۔

"لیکن مختلف صرف مختلف ہوتا ہے۔ضروری نہیں کہ وہ بہترین بھی ہو۔"

ابیہان کے کانوں میں کوئی باگز شت ہوئی تھی ۔

"میں بہادر ہوں ابیہان ۔مجھے مختلف فیصلے لینے سے ڈر نہیں لگتا ۔"کہتی وہ جینز جھاڑتی کھڑی ہوئی۔

"اوکے گڈ نائٹ کافی رات ہوگئی ہے۔ "وہ کہتی وہاں سے چل دی۔

وہ ابیہان کے منہ پر طمانچہ مار کر گئی تھی ۔ابیہان بخوبی سمجھ گیا تھا ۔

وہ تقریبا جاگنگ کے انداز میں بھاگتی ابیہان کی پہنچ سے کافی دور نکل آئی تھی۔

وہ کھڑے کھڑے لڑکھڑایا تھا ۔وہ ہمیشہ ہی یہ ثابت کر دیتی تھی کہ ابیہان کس قدر کمزور ہے۔"

"ابیہان اٹھ بھی جاؤ۔"ڈی ابیہان کو جھنجوڑتے ہوئے بولے۔وہ کل دوپہر ٹرپ سے واپس آئے تھے ۔اور ابیہان تب سے سو رہا تھا ۔

"ہونہہ۔۔۔ "کہتا ابیہان کروٹ بدل کر لیٹ گیا ۔

ڈی کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گئے۔

ڈی نے پاس پڑی بڑی بھاری سے کتاب اٹھا کر ابیہان کے بازو پر ماری ۔

"آہ ہ کیا ہے۔"وہ چلا تا اٹھ بیٹھا تھا۔

"تم لیانا سے ملے تھے نا؟تو پھر تم نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں؟"وہ غصے میں بول رہے تھے۔ابیہان نے جواباً صرف غصے سے ڈی کو دیکھا۔۔غصہ۔۔کیا ڈی صبح صبح اسکا پچھتاوا بڑھانے آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر تو ابیہان کو اپنے تاثرات نارمل کرنے میں ہی لگ گئی۔وہ آہستگی سے بیڈ سے اترا۔تھکا انداز۔

ڈی معنی خیز نظروں سے اسے گھور رہے تھے۔

"میں تو جا رہا ہوں آکسفرڈ۔"

"اچھا ہے میری جان چھوڑیں۔" ابیہان کہتا کمرے سے نکل گیا۔

"چچ چچ چچ۔۔۔" ڈی نے افسوس سے اسے جاتے دیکھا۔

"تمہیں لیانا کے سامنے گھٹنوں کے بل نہ بٹھایا نا تو میرا نام بھی داور پاشا نہیں۔۔۔۔"

"کیا زیادہ مشکل ہوتا ہے؟"

"پچھتاوہ؟ یا تجسس؟"

"تمہیں نہیں لگتا کسی ایک نہج پر پہنچ کر یہ دونوں ایک ہی احساس ہیں۔"

"لیکن میرے نزدیک تجسس اور پچھتاوے کی یہ بحث تھوڑی مختلف ہے میرے مطابق ہر تجسس، ناامیدی اور پچھتاوے کو جنم دیتا ہے۔"

"کیا تم نے آج تک کسی انسان یا شے سے متعلق تجسس پالا سے؟"

"نہیں۔۔۔چونکہ میرے نزدیک یہ صرف ناامیدی پیدا کرتا ہے سو میں ہمیشہ متجسس ہونے سے گریز کیا ہے۔ہر اس چیز کے لیے متجسس ہونے سے جو بعد میں مجھے کسی پچھتاوے یا نقصان میں ڈال سکتی ہے۔۔"

"تمہیں ایک دفعہ متجسس ہونا چاہئے اور کچھ پچھتاوے پال لینے چاہئیں۔۔۔یہ سب چیزیں بھی زندگی کا حصہ ہوتی ہیں۔۔۔۔"

"میں ایک دفعہ متجسس ہوا تھا۔بہت پہلے۔۔۔۔کہیں بہت پیچھے۔۔۔۔وہ ایک آرٹ ٹیچر تھیں۔صرف چند ہفتوں کی ریپلیسمنٹ کے لیے ہمیں سکھانے آئیں تھیں۔۔۔مجھے تب پہلی دفعہ کسی ذات کے لیے تجسس ہوا تھا۔۔۔اس تجسس نے مجھے اگلے دن ان کے گھر کے دروازے کے سامنے لے جا کھڑا کیا۔۔۔"

"اور پھر تم نے پایا کل جس کے لیے تم متجسس تھے وہ دراصل کسی اور طرح کی دنیا میں رہنے کی عادی ہے۔"

"نہیں۔۔۔مجھے صرف پچھتاوا ہوا۔کیونکہ اس تجسس نے مجھے ہمیشہ کے لیے ان

کے سائے میں چلنے کا عادی بنا دیا تھا۔چند قدم پیچھے، خاموشی سے میں ہمیشہ کے لیے ان کے سائے میں چلتا رہنا چاہتا تھا۔۔۔"

اندھیرے میں ڈوبے برآمدے کے لکڑی کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھا، چہرہ پچھلے صحن کے دروازے کی طرف تھا۔۔۔

باہر سے آتی ہوا اپنے ساتھ کچنار کے کچھ پھول اور پتے بھی اڑائے لیے پھر رہی تھی۔۔۔ایک کچنار کے پھول کی پتی اسکی گود میں دھرے فون کی اسکرین پر آ گری۔۔۔اندھیرے میں ڈوبے برآمدے میں فون سے نکلتی نیلی روشنی اسکی عینک کے شیشوں پر جھلک رہی تھی۔۔۔سامنے اسکرین پر کل کی آکسفرڈ کی طرف جانے والی فلائٹس کے ٹکٹ اور شیڈول کھلے پڑے تھے۔۔۔

"تجسس بھی مجھے آج اتنی ہی تکلیف دے رہا ہے جتنی پچھتاوے نے دی تھی۔"

"میں نے کہا تھا نا ایک نہج پر پہنچ کر یہ دونوں ایک ہی احساس کا نام ہیں۔"

اس نے غیر محسوس سے انداز میں اسکرین پر کلک کیا۔اسکی کل شام کی ٹکٹ بک ہو چکی تھی۔۔۔۔اگلے کچھ لمحے وہ ایسے ہی ساکت بیٹھا رہا۔۔۔فون کی اسکرین خود ہی تھوڑی دیر میں بجھ گئی۔۔وہ مدھم روشنی بھی ختم ہو چکی تھی۔

اندھیرے میں ڈوبے اسکے چہرے پر کیا تاثرات تھے بتلانا مشکل تھا۔

کیا وہ مسکرا رہا تھا؟ کیا وہ خوش تھا؟

یا کیا وہ پھر ایک غلط فیصلہ لینے جا رہا تھا، کیا وہ اداس تھا؟

"مجھ سے کسی نے یہ وعدہ بھی تو نہیں کیا کہ اس زندگی میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔اب چاہے وہ تجسس کی شکل میں ہو یا پچھتاوے کی۔"

وہاں کچنار کی اوٹ میں بے چینی سے اس کا چہرہ دیکھتی وہ ننھی ننھی پریاں مایوسی سے اس اندھیر برآمدے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

"کیا وہ خوش ہے؟"

"کیا وہ اداس ہے؟"

"اس نے کیا فیصلہ کیا؟"

وہ آپس میں چہ مگوئیاں کرنے میں مصروف تھیں۔

❄❄❄❄❄❄❄

آخری باب

آکسفرڈ، خوشیاں اور لیانا

www.novelsclubb.com

Too rare, too rare, grow now my visits here!

'Mid city-noise, not, as with thee of yore,

WWW.NOVELSCLUBB.COM

Thyrsi's! in reach of sheep-bells is my home.

—Then through the great town's harsh, heart-wearying roar,

Let in thy voice a whisper often come,

To chase fatigue and fear:

Why faintest thou! I wandered till I died.

Roam on! The light we sought is shining still.

Dots thou ask proof? Our tree yet crowns the hill,

Our Scholar travels yet the loved hill-side.

نظم کی آخری لائن پڑھ کو چہرہ اٹھایا گیا۔چوبیس اسٹینزاز پر مشتمل میتھو آرنلڈ کی نظم اپنے اختیام کو پہنچ چکی تھی۔آکسفرڈ یونیورسٹی کی اُس کلاس میں تمام اسٹوڈنٹس متوجہ سے اُسے سُن رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

پچھلی نشتوں میں سے ایک ہاتھ بلند ہوا۔

"یس" ابیہان نے کتابچے میں انگلی دیتے ہوئے بند کر تے ہوئے کہا۔

"سر اب آخری اسٹینزا میں آکر میتھو آرنلڈ تائرسس کو برا بھلا کہنے کی بجائے اسکے لیے اچھے الفاظ استعمال کیوں کرنے لگا۔"اسٹوڈنٹ اپنا سوال کر کے بیٹھ چکا تھا۔

ابیہان مبہم سا مسکرایا۔پھر عینک اتارتا ہمیشہ کی طرح ڈیسک سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا ایک سوال میرا بھی ہے آپ سب سے۔"

تمام کلاس ہمہ تن گوش تھی۔

"تائرسس کیا تھا ۔مطلب اسکا وجود،اسکی"Existence

ایک اسٹوڈنٹ نے ہاتھ کھڑا کیا۔

"شیور " ابیہان نے اسے جواب دینے کی اجازت دی۔

"سر تائرسس ایک یاد تھی۔"

"گڈ اور یادیں کیا ہوتی ہیں؟"

"سر یادیں کسی ایسی چیز یا انسان کے متعلق خیالات ہوتے ہیں جو ہمارے ساتھ نا ہوں ۔ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانے والوں کے خیالات۔جو ہمیں احساس دلائیں کہ وہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں۔"

"گڈ سٹ ڈاؤن۔"ابیہان نے ٹیک چھوڑتے ہوئے کہا۔

"میتھوو کو بھی یہ بات سمجھ آگئی تھی کہ تائرسس ہمیشہ اسکے ساتھ تھا۔کیونکہ یادیں ہمارے وجود کا وہ حصہ ہوتیں ہیں جو کبھی ہم سے الگ نہیں ہو پاتیں۔"

سوال کرنے والا چہرہ اب مطمئن تھا۔

Our tree yet crowns the hill, Our Scholar travels yet the loved hill-side.

www.novelsclubb.com

وہ کھڑکی سے باہر آسمان کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔وہاں چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ تھی۔

" کیسے آنا ہوا ابیہان سر ۔ویل ہم تو سمجھے تھے کہ اپنی ریپلیسمنٹ میں ایک لیکچرار رکھ کر خود آپ ہمیں بھول ہی گئیں ہیں۔"آکسفرڈ یونیورسٹی کے پریزیڈنٹ خوش مزاجی سے گویا ہوئے۔

" ایسی بات نہیں ہے وہ لیکچرار مجھ سے زیادہ قابل ہیں۔ "پھر ابیہان نے ہاتھ میں پکڑا لفافہ پریزیڈنٹ کے سامنے رکھ دیا۔

"ایکچویلی میں یہ دینے آیا تھا۔"

پریزیڈنٹ نے لفافہ اٹھایا۔

وہ ریزگنیشن لیٹر تھا۔

"مے بی اب میں مستقل طور پر پاکستان چلا جاؤں۔میں ریزائین کرنا چاہتا ہوں۔ "ابیہان نے مسکرا کر سارا مدعا بیان کیا۔

"ویل۔"پریزیڈنٹ کی مسکراہٹ کچھ سمٹ گئی۔

"ہم زبردستی آپ کو روک تو نہیں سکتے پر آپ ایک بہت قابل استاد تھے۔"پریزیڈنٹ مسکراتے ہوئے لیٹر پر سائن کر رہے تھے۔

پھر کھڑے ہوئے۔ ابیہان نے کھڑے ہوتے ہوئے ان سے ہاتھ ملایا۔پھر خدا حافظ کہتا آفس سے باہر نکل آیا۔

ایک ہاتھ میں کتابیں اور دوسرے سے وہ اپنے کوٹ کا بٹن بند کر رہا تھا۔ساتھ ساتھ خوشگوار تاثر لیے اپنے اطراف کا آخری جائزہ لیتا جا رہا تھا۔

یونیورسٹی کی بلڈنگ سے نکلتے ہی اسکی جیب میں پڑا سیل فون تھر تھرانے لگا۔ اس نے رک کر فون نکالا۔

فون پر ڈی کا جگمگا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ابیہان نے کال آن کی اور فون کان سے لگا یا۔

"کہاں ہو صبح صبح ہی؟"ڈی چھوٹتے ہی بولے۔

"ڈی دوپہر ڈھلنے والی ہے ۔آپ کس صبح کی بات کر رہے ہیں؟"

"ہاں ہاں مجھے پتہ ہے ۔تم یہ بتاؤ ابھی رات کو تو ہم آکسفرڈ آئے ہیں اور تم صبح صبح ہی غائب ہو۔"

"بچہ نہیں ہوں ڈی۔ "وہ خفگی سے بولا۔

"یونی میں کام تھا اس لیے آیا تھا۔خیر آپ کیوں اٹھ گئے ۔ابھی تو صبح ہے شام تک سوئیں آرام سے۔ "

اور اسکے اس طنز پر ڈی نے کھٹاک سے فون آف کر دیا۔

ابیہان نے مسکراتے ہوئے فون جیب میں واپس ڈال دیا۔

اب وہ خاموشی سے سڑک کی ایک طرف چل رہا تھا۔ جب وہ یہاں سے گیا تھا تب بھی یہاں بہار تھی۔ اور آج بھی۔ سڑک کے اطراف میں درخت پھولوں سے بھرے ہوئے تھے۔جگہ جگہ کچھ فاصلے پر پھولوں کی ریڑیاں موجود تھیں ۔

وہ آج بھی کسی بوڑھی عورت کے پھول بیچ رہی ہوگئی۔بھاگ بھاگ کر لوگوں کو روک کر۔ وہ سوچ کر مسکرایا۔

ہاں اگر آج وہ اچانک سے پھول لے کے سامنے آئے گی تو آج وہ ایک پھول ضرور خریدے گا۔

کچھ آگے جا کر سڑک کے ایک طرف ایک ادھیڑ عمر شخص پیانو بجانے میں مصروف تھا۔ اُسکے اطراف میں کچھ لوگ جمع ، پیانو کی دھن پر سر ہلا رہے تھے۔

کسی غیر مانوس سے احساس کے تحت وہ بھی وہاں رک گیا ۔کچھ دیر پیانو والے کو دیکھتا رہا پھر ایک دم پیانو بجانے والے کے سر پر جا کھڑا ہوا۔

"ایکسکیوزمی سر!"

پیانو بجانے والے نے ایک دم سر اٹھایا۔

"کین آئی ٹرائے اٹ ونس؟"

“can I try it once”

ابیہان بولا۔

ادھیڑ عمر شخص اثبات میں سر ہلاتا خوشدلی سے کھڑا ہو گیا۔

ابیہان نے اپنا بیگ اور کوٹ اتار کر پاس پڑے اسٹول پر رکھ دیا۔پھر پیانو کے سامنے بیٹھتے ہوئے سفید شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ۔

ایک خوش شکل اور قدو قامت والے شخص کو یوں پیانو کے سامنے بیٹھا دیکھ کر کچھ اور لوگ وہاں رک گئے۔بال ہمیشہ کی طرح بے نیاز سے انداز میں ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

ابیہان نے ایک نگا ہ اپنے اطراف میں ڈالی۔ وہ سب منتظر سے کھڑے تھے۔

پھر وہ مسکرایا پیانو پر اپنی انگلیوں کی مہارت دکھانے لگا۔

وہ آکسفرڈ سٹی میں تھا۔وہاں جہاں خوشیاں بانٹی جاتی ہیں۔جہاں ہر کوئی ایک دوسرے کی مدد کو ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔

خوشی اسکے انگ انگ سے ٹپک رہی تھی۔

آخر کو وہ وہاں تھا۔

جہاں لیانا رہتی تھی۔

اوراُسنے پایا کہ اُسکے لیے یہ راستہ چُننا بہترین تھا۔

وہ مصروف سی کاؤنٹر پر آئے گاہکوں کو ڈیل کر رہی تھی۔

وہ وہی لیانا تھی ۔پر اسٹور بدل گیا تھا۔اب وہ ایک نئے اسٹور پر کام کر رہی تھی جو اسکے گھر سے قریب تھا۔ ایلس بھی وہ اسٹور چھوڑکر یہاں کام کرنے لگی تھی۔

گاہکوں کا رش چھٹا تو ایک دم سے ایلس آن واردہوئی۔

"ہیئے لیانا کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔آجاؤ لنچ ٹائم ہے۔ "کہتی وہ سامنے پڑی میزوں کی طرف بڑھ گئی۔

لیانا کیپ اتارتی اسکے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا اداس ہو؟"ایلس اسکا اترا چہرہ دیکھ کر بولی۔

لیانانے ایک گہرا سانس کھنیچا۔

"ہاں یار مام کی وجہ سے پریشان ہوں۔"

"کیوں خیریت آنٹی کو کیا ہوا۔"

"نہیں نہیں ہوا تو کچھ نہیں ہےپر۔۔۔۔۔۔ یار دراصل جب سے ہم ابو سے الگ رہنے لگے ہیں۔مام کچھ اداس سی رہتی ہیں ۔شاید وہ اکیلا پن محسوس کرتی ہیں۔آئی تھنک میں نے ان پر اپنی مرضی تھوپی ہے۔"وہ فکر مند سی کہہ رہی تھی۔

"تو پھر؟"

"مجھے انہیں واپس بھیج دینا چاہیئے کیا خیال ہے؟"

"خیر خیال تو اچھا ہے۔پر کچھ زیادہ ہی دیر سے نہیں آیا۔"کہہ کر ایلس ہنس پڑی۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔ "لیانا بھی کھسیانا انداز میں کہتی ہنس پڑی۔

یونیورسٹی کے بعد واپسی پر اسکا رخ لیانا کی اپارٹمنٹ کی طرف تھا۔بس سے اتر کر وہ گھر جانے کی بجائے پچھلی گلی میں موجود لیانا کے اپارٹمنٹ کی طرف چل دیا۔

"ٹرن ٹرن۔ "پانچ منٹ بعد وہ اس پانچ منزلہ عمارت کے نیچے کھڑا بیل بجا رہاتھا۔

دو منٹ تک انتظار کرنے کے بعداچانک دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر شخص نمودار ہوا۔

ابیہان پہچانتا تھا۔وہ" احمد شاہ" تھا۔

وہ شخص عجیب طریقے سے ابیہان کو گھو ر رہا تھا۔

"کیا لیانا گھر پر ہے؟"ابیہان نے بہت ہمت کر کے سوال کیا۔

"لیانا۔۔۔لیانا کون۔ "اس شخص کی حالت ایک دم بدل گئی۔

"اچھا ہاں ۔۔۔۔۔ہاں لیانا۔۔۔۔۔آگئی کیا لیانا کہاں ہے لیانا۔ "وہ شخص اب ابیہان کو ایک طرف دھکیل کر پاگلوں کی طرح چلاتا اطراف میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔گویا لیانا کو ڈھونڈ رہا ہو۔

ابیہان کو حیرت کا جھٹکا لگا۔اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا۔

"ایکسکوزمی سر۔"اچانک وہاں ایک پڑوسی نمودار ہوا۔

ابیہان کا سانس بحال ہوا۔

"کیا انکی طبیعت ٹھیک ہے۔ "ابیہان نے احمد شاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ہاں مطلب دراصل جب کوئی انکے سامنے انکی بیٹی یا بیوی کا نام لیتا ہے تو یہ یونہی پاگل ہوجاتے ہیں۔"ابیان کی حیرت میں کچھ اور اضافہ ہوا۔

"کیوں وہ دونوں کہاں ہیں؟"اس نے نا سمجھی میں پوچھا۔

"ایکچوئلی کچھ عرصہ قبل لیانا اور مسز احمد شاہ یہاں سے بن بتائے چلے گئے تھے۔اسکے بعد سے احمد شاہ کی یہی حالت ہے۔"

آگے وہ کیا کہہ رہا تھا ابیہان نے سننا بھی گوارا نا کیا اور سڑک کی طرف چلنے لگا۔

"پر وہ چلی کیوں گئی۔اور کہاں چلی گئی۔ "ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔ جب اچانک جیب میں پڑا سیل بجنے لگا۔

❄❄❄❄❄❄❄

تمام کام نپٹا کر لیانا اسٹور سے نکلی۔ایلس کچھ جلدی ہی چلی گئی تھی۔وہ اسٹور کچھ بلندی پر تھا۔گویا جب نکلو تو سڑک ڈھلان کی صورت نیچے جاتی تھی۔

لیانا نے کیپ اتار کر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ کمر پر گرتے بال کٹ کر گردن تک آچکے تھا۔اور اب گردن کے اطراف میں بکھرے پڑے تھے۔ بھورے بالوں کو وہ سیاہ ڈائی کر چکی تھی۔

ڈھلان اترتے ہوئے اسکے بال بھی آگے کو ڈھلک رہے تھے۔ ماتھے پر آئے بال نیچے کر کے اس نے پی کیپ سر پر جمائی۔

ابھی شام نہیں ڈھلی تھی۔وہ گھر جانے سے پہلے اینڈری سے ملنا چاہتی تھی۔سو وہ گھر جانے کی بجائے بس پر سوار ہوگئی۔

کچھ دیر بعدوہ اپنے پرانے اسٹور کے سامنے بس سے اتری۔پھر جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالے اپنے مطلوبہ راستے کی طرف چل دی۔

چونکہ آکسفورڈ میں بہار کا آغاز آغاز تھا۔سو ہرے بھرے درخت ہوا کے دوش پر جھوم رہے تھے۔فضا میں پھولوں کی پتیاں کہیں کہیں اڑتی پھرتی تھیں۔

لیانا کے کانوں میں لگی ہینڈ فریز میں اب اسکا پسندیدہ سونگ چل رہا تھا۔اکلوتا سونگ جو اسے پوری بہار سننا ہوتا تھا۔

How much longing has to fall like snow?
For the spring day to come ~ friend
Like a small piece of dust float in air
If the flying snow is me I could
Reach your faster
Snowflakes are falling
Getting farther away
I miss you I miss you

www.novelsclubb.com

ابیہان کے گھر داخل ہوتے ہی ڈی نمودار ہوئے ۔

"عجیب انسان ہو مجھے بتا کر تو جاتے۔"

ابیہان نے اچٹتی نگاہ ڈی پر ڈالی۔

"سیدھا سیدھا بولیں کوئی بات ہے جو آپکے پیٹ میں ٹک نہیں رہی ۔ "کہتا وہ گلاس میز سے اٹھا کر اب اس میں پانی انڈیل رہا تھا۔

"ویسے آج موسم کافی خوشگوار ہے۔"کہہ کر ابیہان نے گلاس منہ کو لگایا۔

"ہاں مجھے بتانا تھا کچھ ۔"ڈی بولے۔

"دراصل میں صبح لیانا کے اسٹور گیا تھا۔اس سے ملنے لیکن وہ وہا ں نہیں تھی۔کاؤنٹر بوائے نے بتایا کہ وہ کام چھوڑ چکی ہے۔"

پل بھر کو ابیہان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔

"گھر بھی چھوڑ دیا ۔اسٹور بھی۔"ابیہان نے دل میں سوچا۔

"تو میں سوچ رہا تھا کہ اسکے گھر۔۔۔۔"ڈی کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ۔

"آج منڈے ہے نا۔۔۔۔"ابیہان بولا ۔

"ہاں۔۔۔۔شاید منڈے ہی ہے۔ "ڈی نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا آپ ذرا یہ پکڑ یں میں آتا ہوں۔"ابیہان نے گلاس ڈی کی جانب بڑھ دیا اور خود اپنا کوٹ بازو میں ڈالتا باہر کی طرف چل دیا۔ ڈی اپنی آدھی بات اورگلاس کے ساتھ وہ کھڑے بس کندھے اچکاتے رہ گئے۔

How much more do I want
How much more nights do I have to stay up
Until I can see you?
Until I can meet you?

وہ باڑ پھلانگتی پلاٹ میں داخل ہوئی۔

Until the spring come again
Until the flower bloom again

بڑی ہوئی گھاس پھلانگتی ہوئی وہ ایلم ٹری تک پہنچی ۔وہاں بوڑھے درخت کی کمزور شاخوں سے لٹکتے ڈریم کیچر واضح دیکھائی دیتے تھے۔ جنہیں دیکھ کر وہ مسکرائی۔پھر اپنی جینز کی جیب سے اینڈری کی تصویر نکالی اور اسکی آرام گاہ کی طرف بڑھی۔

Stay there a little longer

Stay there~

اس نے پرانی تصویر اتار کر جیب میں رکھی اور وہاں نئے تصویر لگا دی۔

Did you change?

or did I change

اس دفعہ کوئی تتلی یا جگنو نہیں تھا۔ جسے وہ اسکے سامنے اڑاتی۔کچھ پل تصویر کر تکتی اب وہ کھڑی ہوگئی اور قدم قدم پیچھے کو چلتی بینچ پر آکر بیٹھ گئی۔

I guessed we changed

I guess that's how everything is

اس نے دونوں ہاتھ کراس میں باندھ لیے اور سامنے ٹہنی سے لٹکتے ڈریم کیچرز کو تکنے لگی۔

Honestly I miss you

But now I will erase you

خیالات کی رو بھٹکنے لگی۔بہت کچھ ایسا تھا جسے وہ صرف ایلم ٹری کے نیچے پڑے بینچ پر بیٹھ کر سوچ سکتی تھی ۔محسوس کرسکتی تھی ۔اس نے آنکھیں بھینچ لیں

Because that will hurt less than

Resenting you

اچانک اسکے کانوں سے آوازیں ٹکرائیں۔

۔

۔

کسی کے قدموں کی آوازیں۔

اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

The morning will come again

وہ جو کوئی بھی اپنے پورے قد کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

Because no darkness, no season can last forever,

لیانا آنکھیں جھپکانا بھول چکی تھی۔

Cherry blossom are blooming,

The winter is ending

گھبراہٹ میں اسکا ہاتھ لگا اور گود میں پڑا فون نیچے گر پڑا۔ہینڈ فریز کی پن فون سے نکل چکی تھی ۔ہیند فریز کی تاروں میں خاموشی سے دوڑتے سر ایک دم ایلم ٹری کے اطراف میں پھیل گئے تھے۔

I say that I going to erase you,

ابیہان مسکراتا نیچے کو جھکا اور فون کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

But actually I can't still let you go

کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔

لیانا کا چہرا ابھی تک ساکت تھا۔

ابیہا ن نے موبائل لیانا کی جانب بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

If I wait a little longer

If I stay up a few more night

لیانا نے آنکھیں جھپکتے ہوئے فون تھام لیا۔

I 'll go see you

WWW.NOVELSCLUBB.COM

I ‘ll go pick you

اور اب وہ فون کی اسکرین کو تکتی مسکرارہی تھی۔

انتظار اتنی جلدی ختم ہوجائے گا۔وہ نہیں جانتی تھی۔

www.novelsclubb.com

ختم مقال

برآمدے کے وسط میں لکڑی کی میز اور اطراف میں تین کرسیاں پڑی تھیں۔ایک طرف دیوار کے ساتھ پڑے پیانو پہ پڑے گلدان میں ابھی ابھی تازے پھول لگائے گئے تھے۔پچھلے صحن کی طرف کھلتے دروازے سے ہوا کے جھونکے پکڑن پکڑائی کھیلتے برآمدے میں داخل ہو رہے تھے۔

میز کی اطراف، ایک طرف ناک پر عینک ٹکائے ابیہا ن اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔سامنے پڑا قہوے کا کپ دھواں اڑا رہا تھا۔ابیہان کے بالکل سامنے بیٹھی چار سالہ بچی منہمک سے قہوے سے اڑتی بھاپ د یکھ رہی تھی۔

کچن سے آتی کھٹ پٹ بتاتی تھی کہ وہاں ناشتہ تیار کیا جارہا تھا۔

"ابو آپ نے کل رات والی کہانی پوری نہیں بتائی۔"کافی دیر سے ضبط کرتی آخر وہ بول ہی پڑی۔

"کون سی کہانی میری جان؟"

"وہی جو آپ بتا رہے تھے کہ ہم سے پہلے یہاں ایک پری رہتی تھی۔"وہ جلدی جلدی کہنے لگی۔

"اوہ ۔۔۔اچھا مجھے یاد آگیا۔"ابیہان نے اخبار لپیٹ کرایک طرف رکھا اور قہوے کا کپ اٹھایا۔

اتنے میں لیانا ناشتہ کی ٹرے لیکر آئی۔پھر اسے میز پر رکھ کر سامان میز پر رکھنے لگی۔

"ابو کیا وہ پری آپکو ابی بلاتی تھی۔"وہ رازدانہ انداز میں منہ آگے کو کر کے بولی۔

ابیہان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اور یہ بات زیمل کوماما نے بتائی ہوگی، ہے نا؟" کہہ کر ابیہان نے ایک نظر لیانا کر دیکھا۔

جس پر لیانا نے بے خبر ہونے کے انداز میں کندھے اچکائے۔

"نہیں تو ماما نے تو نہیں بتایا۔"

'تو پھر کس نے بتایا زیمل پاشا کو یہ؟ "ابیہان اب کپ میز پر رکھتا مکمل زیمل کے طرف متوجہ تھا۔

"کچنار کی پریوں نے ۔اور کس نے۔ "زیمل نے لاپرواہ انداز میں سامنے پڑے دودھ کے گلاس کو اٹھا تے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ابیہان نے حیرت سے گردن پچھلے صحن کے دروازے کی جانب موڑی۔وہاں دروازے کے پار صحن میں جگنو کی طرح چمکتی کوئی ننھی سے چیز بھاگ کر کچنار کے پیچھے چُھپ گئی تھی۔

"سیریئسلی۔"ابیہان مارے حیرت کے بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ختم شدہ